عمران سیریز نمبر 65

ہائی فائی

مظہر کلیم ایم اے

- احسان بھائی (71) صفحات
- رانا فاروق (40) صفحات

www.hibuddiez.com

- افتخار بھائی (15) صفحات
- ہنی شاہی بھائی (07) صفحات

عمران کئی دنوں سے بستر پر لیٹا ہوا تھا، چند روز پہلے اُسے اچانک شدید سردی کا احساس ہوا اور اُس کے بعد تیز بخار چڑھ گیا۔ سلیمان بھاگ کر نزدیکی ڈاکٹر کو بُلا لایا مگر اُس کی دوا اور انجکشن سے کوئی فرق نہ پڑا اور عمران کا بخار تیز ہوتا چلا گیا۔

بلیک زیرو کو جب عمران کی بیماری کا پتہ چلا تو اُس نے عمران کو ہسپتال میں داخل ہونے کا مشورہ دیا لیکن عمران نے انکار کر دیا۔ پھر سر سلطان کو پتہ چلا تو اُنہوں نے بھی عمران پر زور دیا مگر عمران کی تو ایک ہی ضد تھی کہ وہ ہسپتال نہیں جائے گا، بخار کسی طرح بھی اُترنے کا نام ہی نہیں لیتا تھا۔

بخار کو آج چوتھا روز تھا اور ہسپتال سے سپیشلسٹ ڈاکٹر آکر اُس کے فلیٹ میں اُس کا علاج کر رہے تھے لیکن بخار تھا کہ کسی طرح اُترنے کا نام ہی نہ لیتا تھا۔

ڈاکٹر حیران تھے، وہ بار بار مختلف قسم کے ٹسٹ لیتے تھے اور پھر دوا تشخیص کرتے لیکن دوا بھی عمران پر اثر نہ کرتی تھی۔

سیکرٹ سروس کے ممبران کو جب پتہ چلا تو وہ سب عمران کی تیمارداری کے لئے آئے اور اِس وقت بھی صفدر اور شکیل عمران کے کمرے میں موجود تھے اور عمران بستر پر لیٹا ہوا تھا۔ اُس کا چہرہ بخار کی حدت کی وجہ سے سرخ پڑا ہوا تھا اور آنکھوں میں بھی گہری سرخی تھی۔

www.hibuddiez.com

"عمران صاحب۔ آخر بخار نے آپ کو گھیر کیسے لیا"۔ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں بوڑھا ہوتا جا رہا تھا، اِس لئے خون ٹھنڈا پڑ رہا تھا۔ میں نے اپنے آپ پر بخار چڑھا لیا کہ چلو کچھ وارم اپ ہو جاؤں "۔ عمران نے جبراً مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اب تو آپ کچھ ضرورت سے زیادہ ہی وارم اپ ہو گئے ہیں۔ اب میرا خیال ہے کہ بخار کو اُتار ہی لیا جائے تو بہتر ہے "۔ کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

اور پھر اِس سے پہلے کہ صفدر یا کیپٹن شکیل کوئی جواب دیتے اچانک کال بیل بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر چند لمحوں بعد سلیمان اندر داخل ہوا۔

"ایک صاحب آئے ہیں۔ غیر ملکی لگتے ہیں، کہتے ہیں علی عمران سے ملنا ہے"۔ سلیمان نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تو تم نے مل لینا تھا بلکہ میری طرف سے گلے ملنے کی بھی اجازت ہے میں تو بیمار پڑا ہوں، ملوں گا کیسے"۔

عمران نے کہا مگر سلیمان اتنا کہہ کر عمران کا جواب سے بغیر واپس چلا گیا، چند لمحوں بعد ایک ادھیڑ عمر لیکن قابلِ رشک صحت کا مالک غیر ملکی اندر داخل ہوا۔

"آپ میں سے علی عمران صاحب کون ہیں"۔

آنے والے نے صفدر، کیپٹن شکیل اور عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"جی خاکسار کو علی عمران کہتے تھے"۔

عمران نے جواب دیا لیکن اُس کا لہجہ بے حد آہستہ تھا اور آنکھیں بند تھیں جیسے نیند میں بول رہا ہو۔

"کہتے تھے۔ کیا مطلب۔ کیا اب آپ علی عمران نہیں ہیں"۔ غیر ملکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

www.hibuddiez.com

"یہی علی عمران ہیں۔ آیئے تشریف رکھئے"۔

صفدر نے عمران کے جواب دینے سے پہلے کہا اور غیر ملکی شکریہ کہہ کہ بیٹھ گیا۔

" مجھے رچرڈ ولسن کہتے ہیں۔ میں ماریطینہ سے حاضر ہوا ہوں "۔ آنے والے نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"جی فرمایئے "۔ صفدر نے ہی کہا، عمران کی آنکھیں بدستور بند تھیں۔

" عمران صاحب بیمار ہیں"۔ ولسن نے عمران کے چہرے کو غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"جی ہاں۔ اِنہیں گزشتہ چار روز سے شدید بخار ہے"۔ صفدر نے جواب دیا۔

" اوہ۔ چار روز سے بخار ہے۔ مگر اِنہیں تو فیلیا فیور معلوم ہوتا ہے۔ اِن کے پپوٹوں پر نیلے رنگ کی دھاری ہے"۔ ولسن نے چونکتے ہوئے کہا، اُس کے چہرے پر اب خوف کے آثار اُبھر آئے تھے۔

"فیلیا فیور۔ وہ کیا ہوتا ہے؟ اور یہ نیلی دھاری تو شائد کوئی رگ ہے جو کمزوری کی وجہ سے نمایاں ہوگئی ہے"۔ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

www.hibuddiez.com

"اِن کا دائیاں ہاتھ ذرا باہر نکالئے۔ اگر اِن کے دائیں ہاتھ کی پشت پر نیلی دھاریوں کا کراس موجود ہے تو پھر یہ یقیناً فیلیا فیور ہے"۔ غیر ملکی نے کہا۔

اور صفدر نے خاموشی سے کمبل کے اندر رکھے ہوئے عمران کے ہاتھ کو باہر نکالا۔

عمران کی آنکھیں بدستور بند تھیں، اُس پر شائد غشی کا عالم طاری تھا اور پھر دائیں ہاتھ کی پشت دیکھتے ہی غیر ملکی کے ساتھ ساتھ صفدر اور کیپٹن شکیل بھی چونک پڑے کیونکہ دائیں ہاتھ کی پشت پر واقعی نیلے رنگ کی دھاریوں کا کراس نظر آرہا تھا۔

www.hibuddiez.com

"آج چوتھا روز ہے۔ اوہ۔ آج سے غشی طاری ہو گئی، اب تو صرف دو روز باقی رہ گئے ہیں۔ اوہ۔اِن کا بچنا اب ناممکن ہے"۔

غیر ملکی کا چہرہ خوف سے دھواں دھواں ہو رہا تھا۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ براہِ کرم وضاحت سے بات کریں"۔ صفدر نے اِس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"دیکھیئے۔ فیلیا فیور دنیا کا سب سے خطرناک بخار ہے، ایک مخصوص جرثومے سے پھیلتا ہے۔ یہ جرثومہ استوائی جنگلوں میں پائے جانے

والے ایک مینڈک نما جانور میں موجود ہوتا ہے۔ اِس جانور کو مار کر خشک کر کے اِس کی راکھ کو اگر کسی آدمی کو کھلا دیا جائے تو اُسے فیلیا فیور ہو جاتا ہے۔ چار روز تک تیز بخار رہنے کے بعد اُس پر اچانک غشی طاری ہو جاتی ہے اور پھر مزید دو روز بعد وہ اِسی غشی کے عالم میں دم توڑ دیتا ہے۔ اِس کا کوئی علاج آج تک دریافت نہیں ہو سکا۔ اِس کی مخصوص نشانی پپوٹوں پر نیلی دھاری اور دائیں ہاتھ کی پشت پر نیلی دھاریوں کا کراس ہے"۔ رچرڈ ولسن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"مگر آپ نے اپنا تفصیلی تعارف تو کرایا نہیں"۔ صفدر نے کچھ سوچنے کے بعد کہا۔

"میں نے تفصیلی تعارف تو عمران صاحب سے کرانا تھا لیکن اب اِن پر تو غشی طاری ہو گئی ہے اِس لئے ظاہر ہے اِن سے بات تو نہیں ہو سکتی"۔ رچرڈ ولسن نے جواب دیا۔

"مگر آپ کے تشریف لانے کا مقصد کیا تھا اور آپ کو علی عمران کے کیا کام تھا"۔ صفدر نے کہا۔

"سوری ---- یہ حکومتوں کے راز ہیں، میں آپ کو نہیں بتا سکتا۔ اب مجھے سیکرٹری وزارتِ خارجہ سے ملنا ہو گا غالباً اُن کا نام سر سلطان ہے"۔ رچرڈ ولسن نے کرسی سے اُٹھتے ہوئے کہا۔

www.hibuddiez.com

"آپ کا تعلق ماریطینہ سیکرٹ سروس سے ہے"۔ اچانک کیپٹن شکیل نے پوچھا وہ اب تک خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

"اوہ ----- آپ"۔ رچرڈ ولسن نے چونکتے ہوئے کیپٹن شکیل کی طرف دیکھا اور دوسرے لمحے اُس کے چہرے پر حیرت اور مسرت کے آثار پھیلتے چلے گئے۔

"گڈ گاڈ۔ تم کیپٹن شکیل تو نہیں"۔ رچرڈ کے لہجے میں بوکھلاہٹ آمیز مسرت تھی۔

"میں نے تمہیں آتے ہی پہچان لیا تھا ڈاکٹر آلیور۔ مگر میں نے سوچا کہ دیکھوں تم بھی پہچانتے ہو یا نہیں"۔ کیپٹن شکیل نے اُٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں بے تکلف اور پرانے دوستوں کی طرح ایک دوسرے سے بڑے والہانہ انداز میں گلے ملنے لگے۔

"یہ میرے ساتھی صفدر سعید ہیں اور صفدر۔ یہ ماریطینہ سیکرٹ سروس کے معروف آدمی ڈاکٹر آلیور ہیں، اِنہوں نے حیاتیات میں ڈاکٹریٹ کی ہوئی ہے۔ ہم تین سال تک ایک مشن پر اکٹھے کام کرتے رہے ہیں"۔ کیپٹن شکیل نے صفدر سے ڈاکٹر آلیور کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ پھر تو۔ فیلیافیور کے سلسلے میں آپ کی تحقیقات درست ہوں گی لیکن اب علی عمران کا علاج کیسے ہو گا"۔ صفدر نے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"علاج تو ہو سکتا ہے۔۔"۔ڈاکٹر آلیور نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور فقرہ ادھورا چھوڑ کر رُک گیا۔ اُس کے چہرے پر تذبذب کے آثار تھے جیسے وہ یہ فیصلہ نہ کرپارہا ہو کہ وہ بات کو مکمل کرے یا نہ کرے۔

"ڈاکٹر۔ میں اور صفدر سعید دونوں پاکیشیا سیکرٹ سروس میں شامل ہیں اور علی عمران گو باقاعدہ سیکرٹ سروس میں شامل نہیں ہے مگر وہ بذاتِ خود پوری سیکرٹ سروس سے بڑھ کر ہے۔ اِس لئے پلیز عمران کے لئے آپ جو کچھ بھی کرسکتے ہیں ضرور کریں۔ یہ آپ کا پورے پاکیشیا پر احسان ہو گا"۔ کیپٹن شکیل نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ-----اچھا۔ پھر تو آپ سے مل کر بڑی خوشی ہوئی۔ علی عمران کو میں اچھی طرح جانتا ہوں شکیل اور اِس کی عظمت کا میں دل سے قائل ہوں۔ دراصل میں اِس لئے ہچکچا رہا تھا کہ علی عمران کا علاج بہت مشکل ترین مرحلوں سے گزر کر ہو سکتا ہے۔ ہو سکتا ہے آپ میری بات کا یقین نہ کریں"۔ ڈاکٹر آلیور نے کہا۔

"میں تمہیں اچھی طرح جانتا ہوں ڈاکٹر اِس لئے تم بے فکر ہو کر علاج بتاؤ۔ بس علی عمران بچ جائے"۔ کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"دیکھیں۔ میں نے ذاتی طور پر فیلیافیور پر مخصوص ریسرچ کی ہے بظاہر تو اِس کا علاج دریافت نہیں ہو سکا مگر میں نے اِس کا ایک علاج تلاش کر لیا ہے۔ عمران کو گرم دلدل میں رکھنا پڑے گا اور کوبرا سانپ کے گوشت کا شوربہ پلانا پڑے گا۔ اگر اِس کی غشی ٹوٹ گئی تو سمجھو یہ بچ جائے گا"۔ ڈاکٹر آلیور نے کہا۔

"گرم دلدل۔ میں سمجھا نہیں"۔ صفدر نے کہا۔

"مصنوعی دلدل بنائی جاتی ہے جس کو خاصا گرم رکھا جاتا ہے، اُس میں مریض کو گردن تک دفن کر دیا جاتا ہے"۔ ڈاکٹر آلیور نے کہا۔

"اوہ۔ پھر تو اِس دلدل کو تیار کرنے میں خاصا وقت لگ جائے گا"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں۔ چکنی مٹی اور گرم پانی مہیا ہو جائے تو میں ایسی دلدل دو گھنٹے میں تیار کر سکتا ہوں"۔ ڈاکٹر آلیور نے جواب دیا۔

"اور کوبرا سانپ کے گوشت کا شوربہ"۔ صفدر نے کہا۔

"یہاں سانپوں پر تحقیقی فارم تو ہو گا، وہاں سے کوبرا سانپ منگوایا جا سکتا ہے۔ دو سانپ کافی رہیں گے"۔ ڈاکٹر آلیور نے کہا۔

"ہاں۔فارم تو ہے۔ بہر حال ٹھہریئے۔میں ایکسٹو سے بات کرلوں پھر ہی اِس سلسلے میں کوئی فیصلہ کیا جاسکتا ہے"۔ صفدر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ایکسٹو۔پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف"۔ڈاکٹر آلیور نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں ----- کیوں۔ آپ چونکے کیوں ہیں"۔ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"دراصل میری یہ حسرت ہی رہی ہے کہ میں ایکسٹو سے بات کرنی تو ایک طرف رہی اُس کی آواز ہی سن سکوں۔ وہ تو پوری دنیا کے جاسوسوں کے لئے الف لیلوی کردار کی حیثیت رکھتا ہے اور پھر اگر آپ اُن سے بات کریں تو پھر میں خصوصی پیغام اُنہیں دے سکتا ہوں۔ اِس کے لئے مجھے سر سلطان کا سہارا نہ لینا پڑے گا"۔ڈاکٹر آلیور نے جواب دیا۔

"اوکے" ----صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ اُٹھ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

فون کی ایک ایکسٹینشن اندر خواب گاہ میں تھی اور وہ ڈاکٹر آلیور کے سامنے ایکسٹو کے نمبر زنہ گھمانا چاہتا تھا اِس لئے وہ اُٹھ کر خواب گاہ میں

گیا اور اُس نے وہاں سے ایکسٹو کے نمبرز ڈائل کیئے۔ نمبرز گھمانے کے بعد اُس نے ڈرائنگ روم والی ایکسٹینشن کا بٹن آن کر دیا اور خواب گاہ کے فون کا ریسیور رکھ کر وہ واپس ڈرائنگ روم میں آگیا۔ یہاں کیپٹن شکیل نے ریسیور اُٹھالیا تھا، صفدر نے آکر اُس سے ریسیور لے لیا۔

"ایکسٹو"-----چند لمحوں بعد ایک مخصوص آواز سنائی دی۔

"باس۔ میں صفدر بول رہا ہوں۔ عمران کی فلیٹ سے، میرے ساتھ کیپٹن شکیل ہیں اور ماریطینہ سیکرٹ سروس کے ڈاکٹر آلیور موجود ہیں۔ کیپٹن شکیل اُنہیں اچھی طرح جانتے ہیں۔ علی عمران پر غشی طاری ہو گئی ہے اور ڈاکٹر آلیور نے بتایا ہے کہ عمران کو فیلیا فیور ہو گیا ہے"۔ صفدر نے سب باتیں تفصیل سے بتا دیں اور ساتھ ہی ڈاکٹر آلیور کا بتایا ہوا علاج بھی بتا دیا۔

"ریسیور کیپٹن شکیل کو دو"۔ ایکسٹو کی سرد آواز سنائی دی اور صفدر نے ریسیور کیپٹن شکیل کی طرف بڑھا دیا۔

"یس سر"۔ کیپٹن شکیل نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر آلیور نے جو علاج بتایا ہے وہ خاصا مشکل معلوم ہوتا ہے، ایسا نہ ہو کہ اُس کی تشخیص غلط ہو اور ہم عمران کو کسی سخت امتحان میں مبتلا

کر دیں کیونکہ کم از کم یہاں کوئی ڈاکٹر اِس علاج کے حق میں رائے نہیں دے گا۔ تمہیں ڈاکٹر آلیور کی تشخیص اور علاج پر کس حد تک بھروسہ ہے"۔ ایکسٹو نے سرد اور سخت لہجے میں پوچھا۔

"سر میں ڈاکٹر آلیور کو بہت اچھی طرح جانتا ہوں۔ ڈاکٹر صاحب انتہائی مخلص آدمی ہیں یہ کسی حالت میں بھی ہمیں ڈاج نہیں دیں گے۔ اِس بات کا مجھے مکمل یقین ہے اور پھر یہ شائد کوئی خاص پیغام بھی لے کر عمران صاحب کے پاس آئے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اب یہ پیغام اُنہیں سر سلطان کو دینا ہو گا۔ جب آپ کا ذکر ہوا تو وہ یہ پیغام آپ کو پہنچانا زیادہ بہتر سمجھتے ہیں"۔ کیپٹن شکیل نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"او کے۔ فون ڈاکٹر آلیور کو دے دو"۔ ایکسٹو نے کہا اور کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے رسیور ڈاکٹر آلیور کی طرف بڑھا دیا۔

"سر مجھے آپ سے براہِ راست بات کر کے بے حد مسرت ہو رہی ہے"۔ ڈاکٹر آلیور نے بڑے عقیدت مندانہ لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر ------ میرے پاس تکلفات کے لئے کبھی وقت نہیں رہا۔ آپ وہ پیغام بتائیے"۔ ایکسٹو نے سرد لہجے میں کہا اور ڈاکٹر آلیور کے چہرے پر ہلکا سا ناگواری کا تاثر اُبھرا مگر جلد ہی اُس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔

"بہتر سر ------ میرے پاس آپ کے لئے ماریطینہ سیکرٹ سروس کے چیف کا ایک خصوصی پیغام ہے کہ بین الاقوامی مجرم تنظیم ہائی فائی کے متعلق اطلاع ملی ہے کہ وہ پاکیشیا میں کسی خاص مشن پر پہنچ گئی ہے یا پہنچنے والی ہے۔ چیف نے کہا ہے کہ یہ پیغام علی عمران کو دے دیا جائے اگر وہ نہ مل سکے تو پھر سیکرٹری وزارتِ خارجہ سر سلطان کو پہنچا دیا جائے۔ لیکن عمران کی حالت خراب ہے اِس لئے میں نے سوچا کہ سر سلطان تک پہنچا دوں مگر پھر کیپٹن شکیل کی وجہ سے آپ سے گفتگو ہو گئی۔ چنانچہ میں نے سوچا کہ آپ کو پیغام دے دوں۔ چیف نے کہا تھا کہ ہائی فائی مختلف ملکوں کے انتہائی خطرناک مجرموں پر مشتمل تنظیم ہے جو یورپ اور دیگر ممالک میں انتہائی خطرناک سمجھی جاتی ہے۔ یہ تنظیم کسی بڑے اور بین الاقوامی مشن پر ہی ہاتھ ڈالتی ہے اور اکثر فاؤل پلے کا مظاہرہ کرتی ہے"۔ ڈاکٹر آلیور نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"فاؤل پلے سے آپ کا کیا مطلب ہے"۔ ایکسٹو نے پوچھا۔

"سر ---- اِس کا مطلب ہے کہ وہ ہر قسم کا سنگدلانہ اور خلافِ معمول حربہ استعمال کرنے سے بھی نہیں چوکتے، کمینگی کی آخری حد تک چلے جاتے ہیں"۔ ڈاکٹر آلیور نے جواب دیا۔

"تھینک یو ڈاکٹر ---- میری طرف سے چیف کا بھی شکریہ ادا کریں۔ میں اِس فاؤل پلے تنظیم کو سنبھال لوں گا مگر فی الحال تو ہمارے سامنے عمران کی بیماری کا مسئلہ ہے۔ مجھے صفدر نے جو تفصیل بتائی ہے اِس پر مجھے حیرت ہوئی ہے کہ اگر عمران فیلیا فیور کا شکار ہے تو پھر یہ بیماری اُسے کہاں سے لگی"۔ ایکسٹو نے کہا۔

"جی ہاں۔ یہ سوچنے والی بات ہے کیونکہ یہ مرض عام نہیں ہے اور نہ ہی چھوت چھات سے پھیلتا ہے۔ یہ تو خصوصی طور پر اِس مینڈک کی راکھ جب تک کھانے میں ملا کر یا بندن میں انجیکٹ نہ کی جائے یہ بیماری نہیں ہو سکتی۔ بہر حال عمران صاحب کی حالت بے حد تشویشناک ہے میں نے اتفاق سے اِس پر ذاتی ریسرچ کی ہے اِس لئے میں نے کسی حد تک اِس کا علاج تجویز کر لیا ہے"۔ ڈاکٹر آلیور نے جواب دیا۔

"اوکے ڈاکٹر ---- ہم آپ کے طریقہ علاج پر کام کرنے کے لئے تیار ہیں۔ آپ ریسیور صفدر کو دے دیں"۔

ایکسٹو نے کہا اور ڈاکٹر آلیور نے ریسیور صفدر کی طرف بڑھا دیا۔

"یس سر"۔ صفدر نے کہا۔

"میں زیرو ہاؤس میں گرم دلدل کی تیاری کے لئے سامان مہیا کرتا ہوں اور کوبرا سانپوں کا بھی بندوبست کرتا ہوں۔ جب سامان مہیا ہو جائے گا تو میں خصوصی ایمبولینس بھجوا دوں گا۔ تم عمران اور ڈاکٹر آلیور کو ہمراہ لے کر ریز و ہاؤس چلے جانا۔ کیپٹن شکیل تمہارا تعاقب کرے گا۔ مجھے عمران کی اِس بیماری میں بھی خطرے کی بو آرہی ہے"۔ ایکسٹو نے کہا۔

"ٹھیک ہے سر ---- ہم منتظر رہیں گے"۔ صفدر نے جواب دیا اور پھر دوسری طرف سے ریسیور رکھ دینے کا سن کر اُس نے بھی ریسیور رکھ دیا اور پھر صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں اِس بین الاقوامی تنظیم ہائی فائی کے متعلق باتوں میں مصروف ہو گئے۔

www.hibuddiez.com

دارالحکومت کے وسطی علاقے سے ہٹ کر ایک بڑی سی کمرشل عمارت کی سب سے اوپر والی منزل پر خاصی گہما گہمی سی محسوس ہو رہی تھی۔ اِس منزل پر بین الاقوامی کمپنیوں کے بڑے بڑے دفاتر تھے جن میں مقامی اور غیر ملکی عملہ کام کرتا تھا۔

اِسی منزل میں ڈان ٹریڈرز کے نام سے ایک غیر ملکی فرم کا بہت بڑا دفتر تھا۔ یہ فرم گرم مصالحہ جات کا بین الاقوامی سطح پر کام کرتی تھی، اِس کا زیادہ تر عملہ غیر ملکی افراد پر مشتمل تھا۔ اِس وقت کاروبار کے عروج کا وقت تھا۔ اِس لئے ہال میں موجود ہر آدمی اپنے اپنے ڈیسک پر پوری تندہی سے کام میں مصروف تھا، ٹیلی فون اور ٹائپ رائٹر مسلسل کھڑک رہے تھے اور بہت سے لوگ دفتر میں آجا رہے تھے۔

ایک غیر ملکی نوجوان ہاتھ میں بریف کیس اُٹھائے ہال میں داخل ہوا اور سیدھا استقبالیہ پر بیٹھی ہوئی لڑکی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"مجھے مسٹر ٹونی پال سے ملنا ہے۔ میرا نام باٹم ہے"۔ نوجوان نے مسکراتے ہوئے استقبالیہ لڑکی سے کہا اور لڑکی نے سامنے پڑی ہوئی ڈائری کے صفحات الٹ پلٹ کئے اور پھر اُس نے خاموشی سے سامنے رکھا ہوا انٹر کام کا رسیور اُٹھا کر اُس کا بٹن دبا دیا۔

"سر۔ مسٹر باٹم ملاقات کے لئے آئے ہیں"۔ سیکرٹری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ فوراً بھیج دو"۔ دوسری طرف سے چونکتے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"یس سر"۔ لڑکی نے کہا اور انٹر کام کا ریسیور رکھ کر اُس نے سامنے کھڑے ہوئے چپڑاسی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اِن صاحب کو میٹنگ ڈائریکٹر کے کمرے میں چھوڑ آؤ"۔

"یس میڈم۔ آیئے سر"۔ چپڑاسی نے جو مقامی تھا مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ باٹم کو ہمراہ لئے ایک راہداری سے ہوتا ہوا سیڑھیاں اُتر کر نیچے بنے ہوئے ایک کمرے تک پہنچا۔ کمرے کے دروازے پر میٹنگ ڈائریکٹر کی تختی لگی ہوئی تھی۔

"تشریف لے جایئے جناب"۔ چپڑاسی نے ایک قدم پیچھے ہٹتے ہوئے کہا اور نوجوان نے مسکرا کر سر ہلایا اور پھر دروازے کو دھکیلتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔

یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جو انتہائی بہترین اور متاثر کن انداز میں سجا ہوا تھا۔ ایک بڑی سی میز کے پیچھے سفید بالوں مگر خاصی قابلِ رشک صحت کا مالک ایک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا، وہ باٹم کو دیکھتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا۔

"خوش آمدید مسٹر باٹم۔ تشریف رکھیئے"۔ میٹنگ ڈائریکٹر نے باٹم سے مصافحہ کرتے ہوئے ایک شاندار کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور نوجوان شکریہ ادا کرتا ہوا کرسی پر بیٹھ گیا، اُس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا بریف کیس کرسی کے ساتھ رکھ لیا۔

"مسٹر ٹونی پال۔ ہمیں تو سورج کے ساتھ ساتھ چلنا پڑتا ہے، اِس لئے سورج کی گرمی ہمارے لئے بہت فائدہ مند رہتی ہے"۔ باٹم نے قدرے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مگر سورج کی گرمی تو آدمی کو جلا دیتی ہے مسٹر باٹم"۔ ٹونی پال نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"خشک لکڑی جلتی ہے مسٹر ٹونی پال۔ یہ بات ہمیشہ نوٹ رکھیئے"۔ باٹم نے جواب دیا۔

"اوکے مسٹر باٹم"۔ ٹونی پال نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اُس نے میز کی دراز کھول کر اُس میں نصب ایک بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی کمرے کے دروازے اور کھڑکیوں پر جست کی موٹی سی چادریں چڑھ گئیں اور دوازے کے اندرونی طرف دیوار پر لگا ہوا ایک سرخ بلب جلنے لگا۔

"اب آپ اطمینان سے بات کر سکتے ہیں"۔ ٹونی پال نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کو باس کا یہ پیغام تو مل ہی گیا ہو گا کہ ہائی فائی کے لئے آپ ذہن تیار رکھیں تا کہ یہاں پہنچتے ہی مشن کا آغاز کر دیا جائے"۔ باٹم نے جواب دیا۔

"مجھے پیغام ملا تھا اور میں نے مطلوبہ معلومات حاصل کرنے کے لئے آدمی تعینات کر دیئے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ ایک ہفتے تک تمام معلومات مکمل ہو جائیں گی"۔ ٹونی پال نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ایک ہفتہ تو بہت زیادہ ہے مسٹر ٹونی پال۔ ہم آپ کو زیادہ سے زیادہ تین دن دے سکتے ہیں کیونکہ تین دن بعد یہاں کا سب سے خطرناک آدمی علی عمران ختم ہو جائے گا۔ اُس کے بعد باس پوری قوت سے مشن کا آغاز کر دینا چاہتا ہے"۔ باٹم نے جواب دیا۔

"کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ علی عمران ختم ہو جائے گا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اُس کا خاتمہ تو عزرائیل ہی کر سکتا ہے"۔ ٹونی نے چونکتے ہوئے کہا۔

"باس کا بھی یہی خیال تھا لیکن باٹم کے لئے دنیا کا کوئی کام بھی ناممکن نہیں ہوتا۔ میرے پاس ایسے نسخے ہیں کہ دنیا کے کسی آدمی کو طبعی موت مارنا میرے لئے کوئی مسئلہ نہیں"۔ باٹم نے فخریہ انداز میں کہا۔

"میں آپ کی بات سمجھا نہیں مسٹر باٹم۔ باس نے آپ کی تعریف تو بہت کی تھی لیکن علی عمران کا خاتمہ اور اتنی آسانی سے یہ تو مجھے بھی خواب ہی لگتا ہے۔ وہ تو شیطان ہے شیطان"۔ ٹونی پال نے یوں سر ہلاتے ہوئے کہا جیسے اُسے اپنی بات پر مکمل یقین ہو۔

www.hibuddiez.com

"مجھے آج ایک ہفتہ ہو گیا ہے یہاں آئے ہوئے۔ میں نے آتے ساتھ ہی علی عمران کے کوائف جمع کئے اور پھر میں اُس کے ساتھ ساتھ مختلف ہوٹلوں اور کلبوں میں آتا جاتا رہا اور پھر ایک کیفے میں میرا داؤ چل گیا۔ عمران نے وہاں کافی منگوائی اور اتفاق سے ویٹر کافی کے برتن کاؤنٹر پر رکھ کر ٹیلی فون سننے لگا تو میں نے فیلیا فیور کا جرثومہ کافی میں ڈال دیا اُس کے بعد وہی کافی میں نے اپنی آنکھوں سے عمران کو پیتے ہوئے دیکھا"۔ باٹم نے جواب دیا۔

"فیلیا فیور کا جرثومہ۔ وہ کیا ہوتا ہے"۔ ٹونی پال نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مسٹر ٹونی پال۔ فیلیا فیور ایسا بخار ہے جس کا اِس دنیا میں کوئی توڑ نہیں۔ نہ ہی آج تک کوئی اِس کا علاج دریافت ہو سکا ہے۔ یہ جرثومہ استوائی جنگلوں میں پائے جانے والے مخصوص نسل کے مینڈک کے گردے سے ہوتا ہے، اِس مینڈک کو مار کر اِس کا گردہ خشک کر لیا جاتا ہے اور پیس کر راکھ بنالی جاتی ہے۔ اِس راکھ کی ایک چٹکی اگر کسی کھانے والی چیز میں ڈال دی جائے تو یہ جرثومہ انسانی جسم میں جاتے ہی زندہ ہو جاتا ہے اور پھر اُس آدمی کو بخار چڑھ جاتا ہے۔ یہ بخار تیز ہوتا جاتا ہے زیادہ سے زیادہ تین روز بعد اُس آدمی پر غشی طاری ہو جاتی ہے اور غشی کے دو

روز بعد وہ آدمی مر جاتا ہے اور پھر اُس بخار کا توڑ آج تک نہیں کیا جاسکا۔

میں نے عمران کے جسم میں وہ جرثومہ منتقل کر دیا ہے اور مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ علی عمران کو بخار ہو گیا ہے۔ میں نے ڈاکٹروں کو خود بار بار اُس کے فلیٹ میں آتے جاتے دیکھا ہے۔ آج اُس کے بخار کو چار روز ہو گئے ہیں اب یقیناً اُس پر غشی طاری ہو چکی ہو گی اور وہ زیادہ سے زیادہ دو روز اور زندہ رہے گا۔ اُس کے بعد معاملہ ختم اور کسی کو زندگی بھر شک بھی نہیں ہو سکے گا کہ وہ طبعی موت نہیں مرا بلکہ اُسے باقاعدہ منصوبے کے تحت قتل کیا گیا ہے"۔ باٹم نے بڑے فخریہ انداز میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ---- اگر ایسا ہے تو پھر واقعی آپ کا جواب پوری دنیا میں نہیں ہے جو کام آج تک بڑے بڑے مجرم اور بڑے بڑے جاسوس نہیں کرسکے وہ آپ نے بڑے سکون اور اطمینان سے کر دکھایا ہے، میں آپ کی عظمت کو سلام کرتا ہوں مسٹر باٹم"۔ ٹونی پال نے بڑے عقیدت مندانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

www.hibuddiez.com

"شکریہ مسٹر ٹونی پال۔ میرے پاس ایسے ہزاروں طریقے موجود ہیں، اِس لئے پوری دنیا میں مجھے موت کے فرشتے کے نام سے پکارا جاتا ہے"۔باٹم نے فخریہ لہجے میں کہا۔

"آپ واقعی ایسے ہیں۔ بہر حال آپ اب واپس جارہے ہیں"۔ٹونی پال نے پوچھا۔

"نہیں۔ میرا مشن عمران کو ختم کرنا ہے اور جب اِس بات کی تصدیق ہوجائے گی کہ عمران ختم ہو گیا ہے تو پھر میں واپس چلا جاؤں گا"۔باٹم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ باس کو کہہ دیں کہ میں اپنی سرگرمیاں تیز کردوں گا لیکن جس جگہ سے معلومات حاصل کرنی ہیں وہ انتہائی حساس جگہ ہے اِس لئے شائد ایک دو روز مزید لگ جائیں۔ بہر حال میں اپنی پوری کوشش کروں گا کہ جلد از جلد یہ معلومات حاصل ہو جائیں"۔ٹونی پال نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں یہاں وہ تین روز فارغ رہوں گا اور اگر آپ چاہیں تو میں مشن میں آپ کو امداد کرسکتا ہوں"۔باٹم نے آفر کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کا شکریہ۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ خلائی ریسرچ پلانٹ پر انتہاء سے زیادہ سخت حفاظتی اقدامات کئے گئے ہیں اِس لئے غیر متعلقہ آدمی کا

اُس کے قریب جانا بھی اِن لوگوں کو چونکا دے گا۔ اِس لئے میں نے اندر کے آدمیوں سے رابطہ قائم کیا ہے تاکہ بغیر کسی شک و شبہ کے بنیادی معلومات حاصل کی جاسکیں"۔ٹونی پال نے جواب دیا۔

"اوکے۔ پھر آپ خود ہی یہ مشن سر انجام دیں۔ اب مجھے اجازت دیجیئے"۔ باٹم نے اُٹھتے ہوئے کہا اور پھر اُس نے ٹونی پال سے مصافحہ کیا اور اپنا بیگ اُٹھا کر دروازے کی طرف بڑھ گیا، ٹونی پال نے بٹن آف کر کے چادریں ہٹادیں اور دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔

www.hibuddiez.com

خلائی ریسرچ سنٹر کے خفیہ تہہ خانوں میں اِس وقت خاصی گہما گہمی نظر آرہی تھی۔ سفید رنگ کے کوٹ اور سفید رنگ کے نقاب پہنے بہت سے افراد بر آمدے میں تیزی سے آجا رہے تھے۔ مختلف کمروں کے دروازے کھل اور بند ہو رہے تھے، اِس گہما گہمی کی وجہ دراصل اُس مخصوص آلے کے فائنل ٹسٹ کی وجہ سے تھی جو پاکیشیا کے خلائی سائنسدانوں نے شوگران کے خلائی سائنسدانوں سے مل کر تیار کیا تھا۔

اِس آلے کا آئیڈیا پاکیشیا کے خلائی سائنسدانوں نے تیار کیا تھا لیکن چونکہ اُن کے پاس اتنے وسائل اور ٹیکنالوجی میسر نہ تھی جس کی وجہ سے وہ اِس آلے کو تیار کر کے استعمال کے قابل بنا سکتے۔ اِس لئے حکومتی سطح پر پاکیشیا کے سب سے بڑے دوست ملک شوگران سے خفیہ مذاکرات کا آغاز کیا گیا اور جب شوگران کو اِس آلے کا آئیڈیا بتایا گیا تو اُنہوں نے اِس میں گہری دلچسپی کا اظہار کیا کیونکہ یہ آئیڈیا انتہائی مفید ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی انوکھا بھی تھا۔ اِس آلے کے کامیاب استعمال کے بعد دنیا بھر کا جوہری اسلحہ اِس طرح بیکار ہو جاتا جیسے مٹی کا ڈھیر ہو۔ اِس آلے کا آئیڈیا کائناتی کہکشاں جو کہ سورج سے بھی زیادہ فاصلے پر موجود تھی سے پہنچنے والی مخصوص شعاعوں کی بنیاد پر تیار کیا گیا تھا۔

اِن شعاعوں کو سب سے پہلے ایکریمیا اور روسیاہ کی خلائی تحقیقاتی لیبارٹریز نے کیچ کیا تھا اور اِن پر تحقیقات کرنے کے بعد یہ بات سامنے آئی تھی کہ اِن شعاعوں کو اگر کسی طرح طاقتور بنا دیا جائے تو یہ پوری دنیا پر پھیل سکتی ہیں اور اِن ریز کی موجودگی میں کسی قسم کا کوئی ایٹم بم چاہے کتنا ہی طاقتور کیوں نہ ہو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

دوسرے الفاظ میں کائناتی کہکشاں سے آنے والی یہ شعاعیں اینٹی ایٹمک تھیں لیکن یہ ریز چونکہ بہت ہی فاصلے سے آ رہی تھیں اِس لئے اِنہیں اتنا طاقتور نہ بنایا جاسکتا تھا کہ اِنہیں ایٹمک ہتھیاروں کے خلاف استعمال کیا جا سکے، اِس لئے ایکریمیا اور روسیاہ کے سائنسدانوں نے اِس پر ریسرچ ختم کر دی تھی۔ لیکن ایکریمیا کی خلائی لیبارٹری میں کام کرنے والے ایک پاکیشیائی سائنسدان نے ذاتی طور پر اِس پر پھر سوچ بچار کرنا شروع کر دیا اور پھر اُس نے خفیہ طور پر یہ معلومات پاکیشیا منتقل کر دیں تاکہ یہاں اِس پر غور کیا جا سکے اور پھر ایک سائنسدان ڈاکٹر داور کے ذہن میں اچانک ایک آئیڈیا آ گیا جس کے تحت ایک کمزور سی شعاع کو اتنا طاقتور بنایا جاسکتا تھا کہ وہ کم از کم پورے پاکیشیا کے رقبے کا احاطہ کر سکتی تھی اِس کے لئے ضروری تھا کہ اِس آلے کو کسی طرح خلا میں بھیج دیا جائے تاکہ وہ خال میں اِس شعاع کو کیچ کر کے اپسے وہاں طاقتور بنا کر زمین پر واپس منتقل کر سکے۔ تھیوری کی حد تک تو تمام تجربات کامیاب رہے لیکن اِس شعاع کو طاقتور بنانے والی مشینری کی تیاری اور اُسے کامیابی سے خلا میں بھیجنا اور پھر مشن کے اختتام پر اُسے وصول کرنا یہ کام پاکیشیا کے وسائل سے باہر تھا۔

لیکن آئیڈیا اتنا اچھا تھا کہ حکومت پاکیشیا اِسے ضائع نہ کرنا چاہتی تھی وہ چاہتی تھی کہ کسی طرح کم از کم پاکیشیا کی حد تک اِس اینٹی ایٹمک ریز کی پھیلا دیا جائے تا کہ جب بھی دنیا میں ایٹمک جنگ ہو تو پاکیشیا اُس جنگ کے اثرات سے مکمل طور پر محفوظ ہو سکے چنانچہ اِس سلسلے میں بہت غور و خوض کے بعد حکومت شوگران کی مدد حاصل کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

حکومت شوگران بھی اِن شعاعوں پر اپنے طور پر تحقیقات کر رہی تھی لیکن کسی بھی نتیجے پر نہ پہنچے تھے لیکن جب پاکیشیا نے اُنہیں اپنی تحقیقات کے متعلق بتایا تو وہ حیرت اور مسرت سے اُچھل پڑے اور اُنہوں نے فوری طور پر اِس منصوبے پر عملدرآمد کرنے کی حامی بھر لی تاکہ پاکیشیا کے ساتھ ساتھ شوگران کو بھی ایٹمک خطرے سے بچایا جاسکے لیکن چونکہ شوگران میں ایکریمیا اور روسیاہی ایجنٹ مسلسل کام کرتے رہتے تھے تاکہ شوگران کی سائنسی تحقیقات سے دونوں سُپر پاورز خبردار رہیں اِس لئے یہ فیصلہ کیا گیا کہ یہ منصوبہ پاکیشیا میں مکمل کیا جائے کیونکہ پاکیشیا کے متعلق کوئی حکومت یہ تصور بھی نہیں کر سکتی تھی کہ وہاں اِس قسم کے منصوبے پر بھی کام ہو سکتا ہے۔

چنانچہ گزشتہ ایک سال سے اِس پائیلٹ پر شوگران اور پاکیشیا کے سائنسدان مل کر مسلسل کام کر رہے تھے اور آج اِس آلے کے اوّلین ٹسٹ تھے، اِس ٹسٹ کی کامیابی کے بعد اِسے خلا میں بھیجے جانے کے منصوبے پر کام شروع کیا جانا تھا چنانچہ خفیہ سنٹر میں گہما گہمی عروج پر تھی۔

خلائی سٹیشن کے بڑے سے آپریشن ہال کے عین درمیان میں ایک پلیٹ فارم پر وہ مخروطی سا آلہ سیدھا کھڑا ہوا تھا جسے دونوں ملکوں کے سائنسدانوں نے ایک سال کی زبردست محنت اور اربوں روپوں کے اخراجات سے تیار کیا تھا۔

www.hibuddiez.com

اِس پر سرخ رنگ اور پیلے رنگ کا پینٹ کیا گیا تھا اور اِس پر کسی ملک کا نام یا جھنڈا نہیں بنایا گیا تھا تا کہ خلا میں روسیاہ اور ایکریمیا اِس بات کا پتہ نہ چلا سکیں کہ یہ آلہ کس ملک کا ہے۔

ہال کے ایک کونے میں مخصوص شیشے کا بنا ہوا ایک بڑا سا کیبن تھا جس میں ایک بہت بڑی مشین نصب تھی جس پر ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں چھوٹے چھوٹے بلب جل بجھ رہے تھے۔ اِس مشین پر دس کے قریب افراد سفید کوٹ پہنے کام کر رہے تھے جن میں سے زیادہ تعداد شوگرانیوں کی تھی۔ ایک طرف ایک بڑی سی میز کے پیچھے پاکیشیائی

سنٹر کا سربراہ معروف سائنسدان غوری بیٹھا ہوا تھا اُس کے ساتھ ہی شوگرانی سائنسدانوں کی ٹیم کا سربراہ چائی کنگ بھی موجود تھا۔ اُن کے چہرے مسرت سے چمک رہے تھے اور اُن کی نظریں مشین کے اوپر لگی ہوئی بڑی سی سکرین پر جمی ہوئی تھیں جس پر ٹسٹ کے نتائج تیزی سے آرہے تھے اور یہ نتائج بتارہے تھے کہ اُن کی محنت کامیاب رہی ہے۔

تھوڑی دیر بعد سکرین پر دو لفظ نمودار ہوئے جن کا مطلب تھا آل اوکے اور اِس کے ساتھ ہی پورے سنٹر میں مسرت کی لہر دوڑ گئی اور ہر شخص مسرت سے ایک دوسرے سے بغلگیر ہونے لگ گیا۔ ٹسٹ قطعاً کامیاب رہے تھے۔ اب اِس مخروطی آلے کو ایم۔ ایچ۔ وی کا سائنسی نام دیا گیا تھا اِسے خلا میں پوری کامیابی کے ساتھ استعمال کیا جاسکتا تھا۔ چونکہ ایکریمیا اور روسیاہ کی خلائی لیبارٹریز خلا میں جانے والے ہر قسم کے خلائی راکٹ کی ہر وقت چیک کرتی رہتی تھیں اِس لئے ایم۔ ایچ۔ وی کو خلا میں خلائی راکٹ کے ذریعے بھیجے جانے کا منصوبہ ترک کردیا گیا تھا کیونکہ اِس طرح یہ خلائی راکٹ چیک کیا جاسکتا تھا۔

اور یہ بھی ہوسکتا تھا کہ اِس خلائی راکٹ کا رُخ موڑ کر وہ اُسے آلے سمیت ہی اپنی لیبارٹری میں اُتار لیتے اور شوگران اور پاکیشیا کی تمام محنت نہ صرف بیکار ہوجاتی بلکہ یہ ایجاد بھی دنیا کی نظروں میں آجاتی

اور اِس طرح شوگران اور پاکیشیا دونوں منہ دیکھتے رہ جاتے اور یہ اہم ایجاد سپر پاورز کے پاس پہنچ جاتی جو ظاہر ہے اِس کا توڑ بھی نکال لیتے۔
اِس لئے یہ فیصلہ کیا گیا کہ اِس مخروطی آلے ایم۔ ایچ۔ وی کو ایکس سکسٹین طیارے کے ساتھ فٹ کر کے اُس طیارے کو عمودی پرواز کرائی جاتی اور جب یہ خلا کے قریب پہنچ جاتا تو اُس وقت میزائل کے سے انداز میں ایم۔ ایچ۔ وی کو خلا میں پھینک دیا جاتا اِس طرح خلا میں یہ آلہ اپنا کام شروع کر دیتا اور چونکہ یہ آلہ بہت چھوٹا تھا اِس لئے یقیناً سپر پاورز کی خلائی لیبارٹریز اِسے چیک نہ کر سکتی تھیں۔
یہی وجہ تھی کہ حکومت پاکیشیا نے ایکریمیا سے معاہدہ کر کے اُس سے ایکس سکسٹین طیارے حاصل کر لئے تھے تا کہ جب ایم۔ ایچ۔ وی تیار ہو جائے تو اُسے خلا میں داغا جا سکے۔ ایم۔ ایچ۔ وی کے اولین ٹسٹ کامیاب رہے تھے اور اب اِسکی فائنل چیکنگ کے بعد اِسے خلا میں بھیج کر پاکیشیا اور شوگران کو ہمیشہ کے لئے ایٹمی ہتھیاروں کی تباہی سے محفوظ کر لیا جانا تھا۔
اِس فائنل چیکنگ کے بعد اِسے خلا میں کام کرنے کے قابل بنانے کے لئے ابھی چھ ماہ کا عرصہ درکار تھا لیکن اولین ٹسٹ کی سو فیصدی کامیابی

نے ریسرچ سنٹر کے ہر آدمی کا حوصلہ بلند کر دیا تھا اور اب اُنہیں یقین ہو گیا تھا کہ چھ ماہ بعد وہ یقیناً ناممکن کو ممکن بنا کر رکھ دینگے۔

"مبارک ہو مسٹر غوری۔ ڈاکٹر داور کا منصوبہ واقعی کامیاب رہا"۔ شوگرانی سائنسدانوں کے سربراہ چائی کنگ نے اُٹھ کر ریسرچ سنٹر کے انچارج ڈاکٹر غوری سے بغلگیر ہوتے ہوئے کہا۔

"آپ کو مبارک ہو۔ اِسے قابلِ عمل تو آپ لوگوں نے بنایا ہے ورنہ ہمارے لئے تو بس یہ ایک تھیوری ہی تھی"۔ ڈاکٹر غوری نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر فرطِ مسرت سے وہ مصافحہ کرنے کے بعد اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے اُسی لمحے میز پر پڑے ہوئے انٹر کام کی تیز گھنٹی بج اُٹھی اور ڈاکٹر غوری نے چونک کر ریسیور اُٹھالیا۔

"یس ------ ڈاکٹر غوری سپیکنگ"۔ ڈاکٹر غوری نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"سیکیورٹی چیف بول رہا ہوں جناب۔ آپ سے ایک اہم معاملے میں بات کرنی ہے۔ آپ براہِ مہربانی فوراً اپنے دفتر میں تشریف لے آئیں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ ---- ٹھیک ہے۔ میں آرہا ہوں جناب"۔ ڈاکٹر غوری نے قدرے پریشان لہجے میں کہا اور پھر چائی کنگ کو خیال رکھنے کا کہہ کر وہ

تیز تیز قدم اُٹھاتا آپریشن ہال سے نکل کر اپنے انتظامی دفتر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ سیکیورٹی چیف کے لہجے سے اُنہیں کسی خاص گڑبڑ کا احساس ہو گیا تھا۔

چند لمحوں بعد وہ دفتر پہنچے تو سیکیورٹی چیف ہاشم رضا وہاں پہلے سے موجود تھے۔

"کیا بات ہے ہاشم۔ کوئی خاص بات ہو گئی ہے"۔ ڈاکٹر غوری نے اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"جناب----ایک اہم بات نوٹس میں آئی ہے۔ یہ فلم دیکھئیے"۔ ہاشم رضا نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر اُس نے اُٹھ کر کونے میں رکھے ہوئے پروجیکٹر کا خانہ کھول کر اُس میں ایک فلم ڈالی اور پروجیکٹر آن کر دیا، اُس کے ساتھ ہی کمرے کی بتیاں بھی آف کر دیں۔

سامنے دیوار پر سکرین روشن ہو گئی اور پھر ایک کمرے کا منظر سکرین پر اُبھرا جس میں ایک پاکیشیائی اسسٹنٹ سائنسدان سبطین میز پر بیٹھا ہوا صاف نظر آرہا تھا۔ کمرے کے تمام دروازے بند تھے، سبطین نے میز کی خفیہ دراز سے ایک عجیب و غریب قسم کا چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکالا جو دیکھنے میں عام سا سگریٹ لائٹر نظر آرہا تھا اور پھر اُس نے مخصوص بٹن دبانے شروع کر دیئے۔ لائٹر میں سے سیٹی کی ہلکی سی آواز برآمد ہوئی۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ یس بی ون کالنگ ٹو چیف۔ اوور"۔ سبطین نے بار بار یہ فقرہ دہرانا شروع کر دیا۔

"یس ---- چیف سپیکنگ۔ اوور"۔ چند لمحوں بعد لائٹر میں سے باریک سی آواز اُبھری۔ بولنے والے کا لہجہ غیر ملکی محسوس ہو رہا تھا۔

"باس۔ ایک اہم رپورٹ ہے۔ اوور"۔ سبطین نے کہا۔

"میں نے ایم۔ ایچ۔ وی کی تھیوری والی فائل کا سراغ لگا لیا ہے وہ ایک خفیہ سٹور میں ہے۔ اُس کے گرد زبردست حفاظتی انتظامات کئے گئے ہیں۔ اوور"۔ سبطین نے پرجوش لہجے میں کہا۔

"ویری گڈ۔ اُن انتظامات کی تفصیل۔ اوور"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"باس۔ وہ تفصیل میرے ذہن میں موجود ہے لیکن مجھے وہ مطلوبہ رقم نہیں ملی جس کا وعدہ کیا گیا تھا۔ اوور"۔ سبطین نے کہا۔

"وہ رقم صرف کامیابی کی صورت میں مل سکتی ہے کیا واقعی تمہیں کامیابی ہو گئی ہے۔ اوور"۔ دوسری طرف سے کرخت لہجے میں پوچھا گیا۔

"یس سر --- میں نے فارمولے کے متعلق مکمل تفصیلات حاصل کر لی ہیں۔ اِن تفصیلات کی روشنی میں اِس فارمولے کو یہاں سے آسانی سے

اُڑایا جاسکتا ہے اور اگر آپ مزید رقم کا وعدہ کریں تو میں یہ کام بھی کر سکتا ہوں۔ اوور"۔ سبطین نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ایس بی ون۔ یہ ہمارا کام نہیں ہے۔ یم نے تو صرف بنیادی معلومات حاصل کر کے ہائی فائی تک پہنچا دینی ہے۔ اُس کے بعد فارمولے کا حصول اور اِس ریسرچ سنٹر کی تباہی ہائی فائی کا کام ہے۔ وہ چاہے جس طرح سر انجام دیں، اِس لئے تم صرف معلومات حاصل کرنے تک اپنے آپ کو محدود رکھو ورنہ تمہاری معمولی سی غلطی سے لیبارٹری کے سیکیورٹی حکام چونک پڑیں گے اور اِس طرح پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی درمیان میں کود سکتی ہے۔ اوور"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"بہتر جناب۔ تو لیبارٹری کا مکمل نقشہ اور فارمولے کے خفیہ سٹور کا نقشہ اور اُس کے حفاظتی انتظامات اور لیبارٹری کے حفاظتی انتظامات میں نے وصول کر لئے ہیں۔ آپ رقم کی بات کریں۔ اوور"۔ سبطین نے بااعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ رقم تمہیں مل جائے گی۔ تم یہ معلومات ہمارے پاس کسی طرح جمع کرا سکتے ہو۔ اوور"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یہاں چونکہ سیکیورٹی انتظامات بے حد سخت ہیں اِس لئے تمام انتظامات میں نے اپنے ذہن میں رکھ لئے ہیں، ابھی دو گھنٹے بعد مجھے

www.hibuddiez.com

ویکلی آف ملنے والی ہے، میں لیبارٹری سے باہر آکر یہ معلومات تحریر کر کے آپ تک پہنچا سکتا ہوں۔اوور"۔ سبطین نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم ایسا کرو کہ تمام معلومات تحریری صورت میں ایک لفافہ میں ڈال کر اُسے ریلوے سٹیشن پر لگے ہوئے لیٹر بکس میں ڈال دو اور اُس کے ایک گھنٹے بعد تمہیں کسی بھی ہوٹل یا کیفے میں خود بخود رقم کا لفافہ مل جائے گا۔اوور"۔دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے۔میں اب سے تقریباً تین گھنٹے بعد معلومات ٹرانسفر کر دوں گا۔اوور"۔ سبطین نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ ہم تمہاری معلومات کا انتظار کریں گے۔ اوور اینڈ آل"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اُس کے ساتھ ہی سبطین نے لائٹر کے مخصوص حصوں کو دبا کر لائٹر کو دوبارہ میز کی خفیہ دراز میں رکھا اور اُٹھ کر کمرے کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔اِس کے ساتھ ہی سکرین صاف ہو گئی اور ہاشم رضا نے پروجیکٹر آف کر کے بتیاں جلا دیں۔

ڈاکٹر غوری فلم ختم ہو جانے کے باوجود حیرت سے بت بنا بیٹھا تھا اُس نے ایک جھرجھری لی۔

"یہ سبطین اب کہاں ہے۔اُسے فوراً گرفتار کر لو اُسے لیبارٹری سے باہر نہیں جانا چاہیئے"۔ڈاکٹر غوری نے تیز اور غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہی تو اِس مسئلے کا اہم پہلو ہے جناب۔ سبطین اب سے دو گھنٹے قبل لیبارٹری سے باہر جا چکا ہے اور ابھی چند لمحے پہلے اطلاع ملی ہے کہ وہ مین روڈ پر پیدل چلا جا رہا تھا کہ کار کے نیچے آ کر کچلا گیا ہے۔ اِس اطلاع کے ملنے پر ہی تو میں نے اُس کے کمرے کی فلم چیک کی ورنہ آپ جانتے ہیں کہ یہ فلمیں دوسرے روز چیک ہوتی ہیں"۔ ہاشم رضا نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔۔۔۔اِس کا مطلب ہے کہ وہ معلومات دشمنوں تک ٹرانسفر کر چکا ہو گا لیکن اِس ہائی فائی کو ایم۔ اِیچ۔ وی کے متعلق معلومات کیسے ملیں"۔ ڈاکٹر غوری نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑتے ہوئے بڑے تشویش بھری لہجے میں کہا۔

"یہ بات میری سمجھ میں بھی نہیں آئی۔ حالانکہ ایم۔ اِیچ۔ وی کا منصوبہ ٹاپ سیکرٹ رکھا گیا ہے اور دوسری بات یہ بھی ہو سکتی ہے کہ سبطین کو شائد اِس بات کا موقع نہ ملا ہو کہ وہ معلومات ٹرانسفر کر سکے اور پہلے ہی حادثے میں کچلا گیا ہو کیونکہ میں نے پتہ کرایا ہے اُس کے پاس سے کوئی رقم بر آمد نہیں ہوئی"۔ ہاشم رضا نے کہا۔

"تمہیں اِن مجرموں کے چکر کا علم نہیں۔ اُنہوں نے معلومات حاصل کر لی ہیں اور اُس احمق نے اُن پر اعتبار کیا، اب ظاہر ہے وہ رقم کیوں

دیتے۔ اُنہوں نے اُسے مار ڈالا اور اِس طرح آئندہ کی بلیک میلنگ بھی ختم، رقم بھی بچ گئی اور ہمیں چونکنے کا موقع نہ دینے کے لئے اُنہوں نے اُسے موت کو ایکسیڈنٹ کا رنگ دے دیا"۔ ڈاکٹر غوری نے جواب دیا۔

"پھر اب جناب اِس سلسلے میں کیا اقدام کریں گے"۔ ہاشم رضا نے پریشان لہجے میں کہا۔

"اِسے فوری طور پر حکومت کے نوٹس میں لانا پڑے گا۔ اِس فلم سے ہمیں بنیادی معلومات تو مل گئی ہیں اِس لئے فوری طور پر سیکرٹ سروس کام کرے تو اِس منصوبے کو بچایا جا سکتا ہے"۔ ڈاکٹر غوری نے کہا اور اِس کے بعد اُس نے میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی تیزی سے اپنی طرف کھسکایا اور اُس کا ریسیور اُٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ وزارتِ خارجہ سائنس اینڈ ٹیکنالوجی"۔ دوسری طرف سے باوقار آواز سنائی دی۔

"سر راشد سے بات کرائیں۔ میں ڈاکٹر غوری بول رہا ہوں۔ اِٹ اِز ایمرجنسی"۔ ڈاکٹر غوری نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ ایک منٹ ہولڈ کیجیے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد وزیر سر راشد کی آواز سنائی دی۔ ڈاکٹر غوری نے تمام تفصیلات اُنہیں بتا دیں۔

"اوہ۔ ڈاکٹر یہ تو بے حد سیریس معاملہ ہے۔ سیکرٹ سروس کو فوری طور پر میدان میں آجانا چاہئیے۔ تم ایسا کرو سر سلطان کو الگ کر کے تمام تفصیلات بتا دو، وہ اُسے سیکرٹ سروس تک پہنچا دیں گے۔ میں بھی اُنہیں کہتا ہوں"۔ سر راشد نے پریشان لہجے میں کہا۔

"بہتر سر"۔ ڈاکٹر غوری نے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔ ریسیور رکھ کر وہ تھوڑی دیر خاموش رہے تاکہ سر راشد سر سلطان سے بات کر لیں۔ پھر اُنہوں نے دوبارہ ریسیور اُٹھایا اور اپنی ٹیلیفون بک سے سر سلطان کے نمبر دیکھ کر نمبر ملانے شروع کر دیئے۔

"یس۔ سیکرٹری وزارتِ خارجہ آفس"۔ دوسری طرف سے پی اے کی آواز سنائی دی۔

"میں ڈاکٹر غوری بول رہا ہوں۔ سر سلطان سے بات کرائیں"۔ ڈاکٹر غوری نے تحکمانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بعد سر سلطان کی آواز ریسیور میں سنائی دی۔

"ڈاکٹر غوری۔ ابھی سر راشد نے مجھے تفصیل بتائی ہے۔ یہ مسئلہ واقعی بے حد سیریس ہے۔ میں سیکرٹ سروس کے چیف سے بات کرتا ہوں، اُن کا نمائندہ آپ سے مل کر فلم لے لے گا اُس کے بعد سیکرٹ

سروس حرکت میں آجائے گی اور مجھے یقین ہے کہ اِس پر پریشانی کو فوری طور پر حل کر لیا جائے گا۔ آپ اپنا کام جاری رکھئے اور ساتھ ہی لیبارٹری میں موجود ہر شخص کی دوبارہ چیکنگ کیجیئے"۔ سر سلطان نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب"۔ڈاکٹر غوری نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"سیکرٹ سروس کا نمائندہ چیف سیکیورٹی آفیسر سے مل لے گا، کوڈ ایکسٹو ہو گا، فلم آپ اُسکے حوالے کر دیں گے"۔

"بہتر جناب"۔ڈاکٹر غوری نے جواب دیا۔

"یا پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سیکرٹ سروس کا چیف ایکسٹو بذاتِ خود آپ کو فون کرے اور فلم کے حصول یا سیکیورٹی انتظامات کے سلسلے میں کوئی اپنا لائحہ عمل بتائے تو آپ نے ایکسٹو کی ہدایات پر پوری طرح عمل کرنا ہے"۔ سر سلطان نے کہا۔

"میں سمجھ گیا سر۔ ہم ایکسٹو کی ہدایات پر پوری طرح عمل کریں گے جناب"۔ڈاکٹر غوری نے یقین دلاتے ہوئے کہا۔

"آپ نے اِس مسئلے کو انتہائی خفیہ رکھنا ہے، شوگرانیوں اور ریسرچ سنٹر کے دیگر عملے کے افراد کو اِس کی بھنک بھی نہیں پڑنی چاہیئے"۔ سر سلطان نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"میں اِس کی اہمیت سمجھتا ہوں جناب۔ آپ بے فکر رہیں ایسا ہی ہو گا"۔ڈاکٹر غوری نے جواب دیا۔

"اوکے۔ تھینک یو"۔ سر سلطان نے کہااور ریسیور رکھ دیا۔

"مسٹر ہاشم رضا۔ آپ یہ فلم لیکر گیٹ پر چلے جائیں۔ اگر ایکسٹو نے مزید ہدایات دیں تو میں آپ کو مطلع کر دوں گا اور یہ بات مکمل طور پر خفیہ رہنی چاہیئے"۔ڈاکٹر غوری نے ریسیور رکھ کر ہاشم رضا سے کہا اور ہاشم رضا اثبات میں سر ہلاتا ہوا باہر چلا گیا۔

www.hibuddiez.com

زیرو ہاؤس میں اِس وقت سر سلطان، صفدر اور کیپٹن شکیل کے ساتھ موجود تھے، اُن سب کے چہرے بے حد سنجیدہ تھے۔ زیرو ہاؤس کے وسیع و عریض صحن کے عین درمیان میں ایک چھوٹی سی دلدل بنی ہوئی تھی جس میں سے گرم بھپکے سے نکل رہے تھے۔ دلدل کے درمیان میں عمران کا سر دلدل کی سطح سے چند انچ اوپر نظر آرہا تھا۔ اُس کے کاندھوں کو ایک چوڑی سی پٹی کے ساتھ باندھ کر دلدل کے اوپر موجود لوہے کے مخروطی راڈ کے ساتھ مضبوطی کے ساتھ باندھ دیا گیا تھا۔

عمران کا تمام جسم اِس گرم دلدل میں دھنسا ہوا تھا، عمران کے سر کے قریب دلدل پر لکڑی کا موٹا سا تختہ رکھا ہوا تھا۔ تختے پر عمران کے قریب ڈاکٹر آلیور اکڑوں بیٹھا ہوا تھا اور ہاتھ میں پکڑے ہوئے ایک بڑے سے پیالے میں سے شوربا چمچے کی مدد سے نکال نکال کر عمران کے منہ میں ڈال رہا تھا۔ عمران کی آنکھیں بند تھیں اور اُس کا چہرہ تیز سرخی مائل ہو رہا تھا، یہ سب لوگ دلدل کے کنارے خاموش کھڑے ہوئے تھے۔

جوزف اور جوانا دونوں اُن کے پیچھے کھڑے ہوئے تھے، جوزف کا منہ بری طرح لٹکا ہوا تھا یوں لگ رہا تھا جیسے وہ ابھی رو پڑے گا۔ عمران کو اِس گرم دلدل میں دفن ہوئے آج تیسرا روز تھا اور تین روز سے ڈاکٹر آلیور کوبرا سانپ کے گوشت کا شوربا ہر چار گھنٹے بعد چمچے کی مدد سے عمران کے حلق میں اُتار رہا تھا۔

تین دن سے کوئی بھی نہ سویا تھا، اُن سب کے چہروں پر شدید اضطراب اور بے چینی کے آثار نمایاں تھے۔ آج ڈاکٹر آلیور نے عمران کو آخری پیالہ پلانا تھا، اِس طرح ڈاکٹر آلیور کا تجویز کردہ فیلیا فیور کا علاج ختم ہو جاتا اور اِس کے بعد ڈاکٹر آلیور کے تجربے کے مطابق عمران کو ہوش میں آجانا چاہیئے تھا لیکن اُن سب کے دل یہ سوچ کر دھڑک

رہے تھے کہ اگر پھر بھی عمران کو ہوش نہ آیا یا ڈاکٹر آلیور کا تجربہ ناکام رہا تو پھر کیا ہو گا۔

کیا عمران جیسا عظیم انسان مر جائے گا۔۔ جرآت، ذہانت کا یہ عظیم باب ہمیشہ کے لئے بند ہو جائے گا۔

سر رحمان، عمران کی والدہ اور بہن کو عمران کی اِس حالت کے متعلق کچھ نہیں بتایا گیا تھا ورنہ سر سلطان جانتے تھے کہ سر رحمان تو شائد عمران کی موت کا صدمہ کچھ دن جھیل جاتے مگر عمران کی بوڑھی والدہ یقیناً عمران سے پہلے ہی ختم ہو جاتی۔ ڈاکٹروں نے متفقہ طور پر ڈاکٹر آلیور کے اِس علاج سے زبردست اختلاف کیا تھا لیکن فیلیافیور کا علاج وہ بھی نہ جانتے تھے اِس لئے مجبوراً وہ خاموش رہے اور سر سلطان نے بھی آخری چانس کے طور پر بلیک زیرو کو ڈاکٹر آلیور کے اِس تجربے کی اجازت دے دی تھی۔

ڈاکٹر آلیور نے شوربے کا آخری چمچہ عمران کے منہ میں انڈیلا اور پھر ایک طویل سانس لیتا ہوا اُٹھ کھڑا ہوا۔ اِس کے بعد وہ آہستہ آہستہ قدم اُٹھاتا ہوا لکڑی کے موٹے تختے پر چلتا ہوا دلدل سے باہر آگیا، جوانا نے آگے بڑھ کر اُس کے ہاتھ سے پیالہ لے لیا تھا۔

"سر۔ اب سے آدھے گھنٹے بعد عمران صاحب ہوش میں آجائیں گے "۔ڈاکٹر آلیور نے سر سلطان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا آپ کو یقین ہے"۔ سر سلطان نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہونا تو ایسے ہی چاہیئے۔ میرا تجربہ آج تک کبھی ناکام نہیں رہا"۔ ڈاکٹر آلیور نے یقینی انداز میں بات کرنے کی بجائے گول مول سا جواب دیتے ہوئے کہا اور سر سلطان، صفدر اور کیپٹن شکیل کے چہرے ڈاکٹر آلیور کے اِس مبہم جواب پر اور زیادہ لٹک گئے۔

ایک ایک لمحہ اُن سب پر قیامت کے انداز میں گزر رہا تھا، ڈاکٹر آلیور بار بار گھڑی دیکھ رہے تھے۔

"اگر دس منٹ بعد عمران کو ہوش نہ آیا تو"۔ صفدر نے پوچھا۔

"تو پھر ماسوائے صبر کے اور کوئی چارہ نہیں رہتا"۔ ڈاکٹر آلیور نے جواب دیا اور دوبارہ گھڑی دیکھنے لگا۔

"ماسٹر کو ہوش آرہا ہے"۔ اچانک جوانا کے چیخنے کی آواز سنائی دی جو دلدل کے دوسرے کنارے پر کھڑا غور سے عمران کو دیکھ رہا تھا اور اُس کی آواز سنتے ہی سب بُری طرح چونک پڑے۔

"ابھی ابھی کیسے۔ ابھی تو صرف پانچ منٹ گزرے ہیں"۔ ڈاکٹر آلیور نے سر ہلاتے ہوئے کہا مگر دوسرے ہی لمحے وہ سب بُری طرح چیخنے لگے۔

عمران کو واقعی ہوش آرہا تھا، اُس کی آنکھوں کے بند پپوٹوں میں حرکت ہو رہی تھی اور ڈاکٹر آلیور تیزی سے تختے پر دوڑتا ہوا عمران کے قریب پہنچ گیا۔ باقی لوگ وہیں کھڑے رہے کیونکہ تختہ اتنا مضبوط نہیں تھا کہ بیک وقت اِن سب کا بوجھ سہار لیتا۔ لیکن اِس کے باوجود اُن کی تیز نظریں عمران پر جمی ہوئی تھیں۔

"ارے واقعی۔ عمران صاحب ہوش میں آرہے ہیں۔ گڈ گاڈ۔ واقعی یہ حیرت انگیز قوت کے مالک ہیں"۔ ڈاکٹر آلیور کی حیرت اور مسرت سے بھرپور چیخ سنائی دی اور اُس کی آواز سن کر سب کے چہرے مسرت اور اُمید سے کِھل اُٹھے۔

عمران اِس خوفناک بیماری سے بچ گیا تھا اور شائد یہ قدرت کا معجزہ تھا کہ ڈاکٹر آلیور ایک پیغام لے کر عین وقت پر وہاں آن پہنچا اور اِس طرح نہ صرف فیلیا فیور تشخیص ہو گیا بلکہ ڈاکٹر آلیور کی وجہ سے اِس کا علاج بھی ہو گیا ورنہ اِس وقت جبکہ وہ عمران کے بچ جانے پر ہنس رہے تھے، عمران کی موت پر رو رہے ہوتے۔

اُس لمحے عمران نے آنکھیں کھول دیں اور پھر اُس کے منہ سے ہلکی سی کراہ نکل گئی، اُس کی آنکھیں خونِ کبوتر کی طرح سرخ ہو رہی تھیں۔

"اِسے باہر نکال کر کمرے میں لے چلو۔ گرم کمرے میں"۔ ڈاکٹر آلیور نے چیختے ہوئے کہا اور پھر جوانا تیزی سے لکڑی کے تختے پر چلتا ہوا آگے بڑھا اور اُس نے عمران کے دونوں بازوؤں میں ہاتھ ڈالے اور ایک جھٹکے سے اُس کا جسم گرم دلدل میں سے باہر کھینچ لیا۔

ڈاکٹر آلیور نے پھُرتی سے وہ پٹی جو راڈ اور عمران کے بازوؤں کے درمیان بندھی ہوئی تھی کھول ڈالی اور جوانا نے عمران کو پلٹ کر کاندھے پر ڈالا اور پھر دلدل سے باہر آکر وہ تیزی سے عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمران کا سارا جسم مٹی سے لتھڑا ہوا تھا، جوزف پہلے ہی کمرے میں موجود بڑے بڑے گیس ہیٹر جلا چکا تھا اور کمرہ چند لمحوں میں گرمی سے دہکنے لگا، جوانا نے عمران کو بستر پر لٹا دیا اور ڈاکٹر آلیور نے جوزف کو اِشارہ کیا اور جوزف کپاس اُٹھا کر عمران کی طرف بڑھا اور پھر کپاس کی مدد سے اُس نے بڑی تیزی سے عمران کے جسم پر لگی ہوئی مٹی صاف کرنا شروع کر دی۔

ڈاکٹر آلیور نے ایک کونے میں پڑی میز پر رکھا ہوا باکس کھولا اور اُس میں سے سرنج نکال کر اُس نے ایک بوتل سے سرنج بھری اور اُسے لا کر عمران کے بازو میں انجیکٹ کر دیا۔

"اب عمران صاحب بالکل ٹھیک ہیں"۔ ڈاکٹر آلیور نے کہا اور ایک طرف رکھی ہوئی کرسی پر یوں اطمینان سے بیٹھ گیا جیسے میلوں دوڑنے کے بعد منزل پر پہنچ جانے کے بعد آدمی بیٹھتا ہے۔

"بہت بہت شکریہ ڈاکٹر آلیور۔ آپ نے عمران پر ہی نہیں بلکہ پورے پاکیشیا پر احسان کیا ہے"۔ سر سلطان نے بڑے عقیدت مندانہ لہجے میں آگے بڑھ کر کرسی پر بیٹھے ڈاکٹر آلیور کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔

"آپ تو مجھے شرمندہ کر رہے ہیں جناب۔ بس یہ تو اتفاق کی بات تھی کہ میں نے اپنے شوق کی بناء پر اِس فیور پر کام کیا ہوا تھا"۔ ڈاکٹر آلیور نے اُٹھ کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"ارے کیا جنت میں بھی تم پہنچ گئے۔ مارے گئے۔ تم یہاں بھی پیچھا نہ چھوڑنا"۔ اچانک عمران کی آواز سنائی دی اور ڈاکٹر آلیور اور سر سلطان دونوں تیزی سے عمران کی طرف لپکے جو آنکھیں کھولے جوزف کو دیکھ رہا تھا۔

www.hibuddiez.com

"ہی ہی ہی۔ یہ جنت نہیں زیرو ہاؤس ہے"۔ جوزف نے خوشی سے دانت نکالتے ہوئے کہا۔ مٹی صاف کرتے ہوئے اُس نے عمران کے جسم پر کمبل ڈال دیا تھا۔

"عمران بیٹے"۔ اچانک سر سلطان نے قریب پہنچتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ تو آپ بھی پہنچ گئے۔ کمال ہے۔ اللہ میاں نے تو جنت صرف نیکوں کے لئے بنائی تھی"۔ عمران نے آنکھیں جھپکاتے ہوئے کہا اور اِس بات پر سر سلطان سمیت سب ہنس پڑے۔

"یہ جنت نہیں عمران صاحب۔ جہنم ہے۔ جس میں آپ جیسا نیک غلطی سے آگیا ہے"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

اوہ --- تم سب جہنم کے فرشتے ہو۔ میں نے تو سنا تھا کہ بڑے بدصورت فرشتے ہوتے ہیں جہنم کے۔ مگر شاید اللہ میاں کو بھی میک اپ کا فن پسند آگیا ہے"۔ عمران نے اُٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"لیٹے رہیئے۔ لیٹے رہیئے"۔ اچانک ڈاکٹر آلیور نے اُس کا کاندھا دباتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ڈاکٹر لیور۔ سوری گلیور۔ اوہ میری یاداشت کو کیا ہو گیا ہے"۔ عمران نے پریشان لہجے میں کہا۔

ڈاکٹر آلیور"۔ڈاکٹر آلیور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔ ہاں۔ ڈاکٹر آلیور۔ آپ اور یہاں۔ کیا ماریطینہ کے باقی نیک لوگ وہاں سے ہجرت کر گئے ہیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران بیٹے۔ڈاکٹر آلیور کا شکریہ ادا کرو جس کی وجہ سے تمہاری جان بچ گئی ہے"۔ سر سلطان نے کہا۔

"کتنی بچ گئی ہے۔ ظاہر ہے لیور دبانے کے بعد ساری تو نہیں بچ سکتی۔ کچھ نہ کچھ تو خرچ ہو ہی گئی ہو گی"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہیں فیلیا فیور ہو گیا تھا"۔ سر سلطان نے کہا۔

"اچھا۔شکر ہے۔بڑی مدت کے بعد آرزو پوری ہونے کی اُمید تو لگی"۔ عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب"۔ سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہی فیلیا بروزنِ جولیا۔ مؤنث کی بات کر رہے ہیں نا آپ"۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور سر سلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

"تم اصلی شیطان ہو۔ کسی موقع پر بھی شرارت سے باز نہیں آتے"۔ سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ اب شیطانوں میں بھی ملاوٹ ہونے لگی۔ خوب"۔ عمران نے معصومیت بھرے لہجے میں کہا اور اِس بار سب ہنس پڑے۔

اِس کے بعد سر سلطان نے اُس کے بیمار ہو کر غش کھانے سے لے کر گرم دلدل کے علاج اور اُس کے بچ جانے کی ساری تفصیل عمران کو سنا دی۔

"اوہ۔ واقعی ڈاکٹر آلیور۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں"۔ عمران نے بھی عقیدت بھرے لہجے میں کہا۔

"کوئی بات نہیں عمران۔ یاد ہے۔ بر منگٹن میں تم نے آگ کے سمندر میں کود کر میری جان بچائی تھی۔ میں تو زندگی بھر اُس قرض کو نہیں اُتار سکتا"۔ ڈاکٹر آلیور نے جواب دیا۔

"تو قسطوں میں اُتار دیجیئے۔ لایئے پھر پہلی قسط۔ آجکل ویسے ہی جیب خالی پڑی ہے اور وہ میرا باورچی سلیمان ہر وقت مہنگائی کا رونا روتا رہتا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر آلیور بے اختیار ہنس پڑا۔

چند لمحوں بعد عمران اُٹھ کر بیٹھ گیا۔ اُس کے چہرے سے قطعاً یہ محسوس نہیں ہوتا تھا کہ وہ اِس قدر خوفناک بیماری سے بچ نکلا ہے اور ڈاکٹر آلیور اُس کی بے پناہ قوتِ اِرادی پر دل ہی دل میں حیران ہو رہا تھا ورنہ تو آدمی میں پندرہ روز ہلنے کی سکت ہی نہیں رہتی۔

عمران نے لباس بدلا اور جوزف کا لایا ہوا گرم دودھ کا گلاس پینے کے بعد وہ اپنے آپ کو بالکل تندرست و توانا محسوس کرنے لگا، اب وہ سب لوگ کرسیوں پر بیٹھ چکے تھے۔ سر سلطان عمران کو ٹھیک حالت میں دیکھ کر واپس چلے گئے تھے کیونکہ وہ صبح سے یہاں آئے ہوئے تھے اور ظاہر ہے کسی کو بتا کر بھی نہ آئے تھے اِس لئے بے شمار کام اُن کی راہ دیکھ رہے تھے۔ پھر کیپٹن شکیل اور صفدر بھی چلے گئے اور کمرے میں عمران اور ڈاکٹر آلیور رہ گئے۔ ڈاکٹر آلیور نے چیف کا دیا ہوا پیغام جو وہ پہلے ایکسٹو کو دے چکا تھا، عمران کو بھی سنا دیا۔

"ہائی فائی۔ اوہ۔ تو پھر یہ کام باٹم کا ہو گا"۔ عمران نے ہائی فائی کا نام سنتے ہی چونک کر کہا۔

"باٹم۔ کون باٹم۔ اور کیسا کام"۔ ڈاکٹر آلیور نے پوچھا۔

"اوہ۔ تم باٹم کو نہیں جانتے ڈاکٹر آلیور۔ وہ تمہاری لائن کا آدمی ہے۔ طبیعات اُس کا خاص فیلڈ ہے۔ مغربی شرگینی کا رہنے والا ہے۔ اُس کی ایک آنکھ پتھر کی ہے۔ لمبا تڑنگا صحت مند نوجوان ہے"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ کہیں تم فاگان کا ذکر تو نہیں کر رہے"۔ ڈاکٹر آلیور نے چونکتے ہوئے کہا۔

www.hibuddiez.com

"فاگان۔ ارے ہاں یاد آیا۔ ایک بار میں نے بین الاقوامی طبیعات کانفرنس کی رپورٹ میں اُس کا فوٹو دیکھا تھا۔ اُس کے نیچے اُس کا نام فاگان ہی لکھا ہوا تھا مگر میں نے سمجھا کہ شاید کسی اور کا نام غلطی سے چھپ گیا ہے"۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"مگر فاگان کا ہائی فائی سے کیا تعلق۔ وہ تو بین الاقوامی شہرت کا سائنسدان ہے"۔ڈاکٹر آلیور نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم اُس کا ایک روپ جانتے ہو ڈاکٹر آلیور۔ جبکہ مجھے معلوم ہے کہ وہ بین الاقوامی مجرم تنظیم ہائی فائی کا باقاعدہ ممبر ہے۔ میری فائل میں اُس کا ایک فوٹو بھی ہے۔ ایک موقع پر وہ پکڑا گیا تھا لیکن پھر وہ قید خانے سے فرار ہو گیا تھا۔وہاں اُس کا نام باٹم ہے۔ جب تم نے ہائی فائی کا نام لیا اور پھر فیلیا فیور کے پس منظر میں مجھے فوراً خیال آگیا کہ یہ کام باٹم کا ہی ہو سکتا ہے"۔ عمران نے جواب دیا۔

"مگر باٹم یا فاگان نے تمہیں وہ جرثومہ کیسے انجیکٹ کر دیا۔ کیا وہ تمہیں ملا تھا"۔ڈاکٹر آلیور نے پوچھا۔

"ملا تو نہیں۔ ملتا تو میں اُس کا جرثومہ اُسے ہی واپس کھلا دیتا لیکن اب مجھے یاد آرہا ہے کہ جب مجھے بخار سا محسوس ہوا تو اُس وقت میں کیفے کپنوپ میں تھا میں نے وہاں کافی پی تھی۔ ہو سکتا ہے کہ باٹم نے وہاں

کسی ٹک سے مل کر اُس کولڈ کافی میں وہ جرثومہ ڈلوا دیا ہو۔ بہر حال میں اب اُسے دیکھ لوں گا"۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے۔ اب مجھے اجازت دیں۔ میں نے باس کو رپورٹ دینی ہے اور واپس بھی جانا ہے"۔ ڈاکٹر آلیور نے کہا۔

"اوکے ڈاکٹر۔ بہت بہت شکریہ۔ انشاءاللہ کبھی موقع ملا تو تمہارا یہ احسان ضرور اُتاروں گا"۔ عمران نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر آلیور سر ہلاتا ہوا واپس مڑا اور پھر عمران اُسے زیرو ہاؤس کے گیٹ تک چھوڑنے آیا۔

ڈاکٹر آلیور کے جانے کے بعد عمران سوچتا ہوا واپس کمرے کی طرف آرہا تھا کہ جوزف بھاگتا ہوا آیا۔

"طاہر صاحب کا فون ہے"۔ جوزف نے کہا۔

"اوہ---اچھا"----عمران نے کہا اور پھر کمرے میں آکر اُس نے ایک طرف رکھا ہوا رسیور اُٹھالیا۔

"ہیلو مائی ڈیئر بلیک زیرو"۔ عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ نے کرم کیا ہے"۔ بلیک زیرو کی عقیدت مندانہ آواز اُبھری۔

"ہاں۔ واقعی طاہر اِس بار تو خاص ہی کرم ہوا ہے ورنہ فیلیا فیور سے بچ نکلنا تو ناممکنات میں سے ہے۔ بہر حال اِس اک مطلب ہے ابھی اللہ میاں کے پاس اتنے بڑے مجرم نہیں پہنچے کہ اُسے میرے جیسے اناڑی جاسوس کی ضرورت پڑے۔ ابھی یہاں کا کھاتہ ہی پورا کرنا ہو گا"۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرو ہنس پڑا۔

"عمران صاحب ایک اہم ترین اطلاع ہے۔ میں منتظر تھا کہ آپ ٹھیک ہو جائیں تو اِس سلسلے میں کوئی بات کی جا سکے"۔ بلیک زیرو نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"کیا ہائی فائی والی اطلاع کا ذکر کر رہے ہو۔ وہ مجھے ڈاکٹر آلیور نے بتا دی ہے"۔ عمران نے کہا۔

"وہ نہیں۔ ایک اور مسئلہ ہے اور مسئلہ بھی فوری اہمیت کا ہے۔ اگر آپ یہاں دانش منزل تک آ سکتے ہوں تو ٹھیک ہے ورنہ میں زیرو ہاؤس میں آ جاتا ہوں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔ وہ شاید ٹیلیفون پر تفصیل نہ بتانا چاہتا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ میں وہیں آ جاتا ہوں"۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر ریسیور رکھ کر وہ ڈرائنگ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

بڑے سے کمرے میں چار افراد ایک بڑی میز کے گرد بیٹھے ہوئے کونے میں بنے ہوئے دروازے کی طرف دیکھ رہے تھے، یوں لگتا تھا جیسے وہ کسی کے منتظر ہوں۔ چاروں کرخت چہروں اور چمکدار آنکھوں والے غیر ملکی تھے، چہروں پر موجود زخموں کے نشانات سے یہی ظاہر ہوتا تھا کہ اُن کی ساری زندگی مجرمانہ سرگرمیوں میں گزری ہے۔ میز کی ایک سائیڈ پر پڑی ہوئی کرسی خالی تھی، اُسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ اُس کا چہرہ کرختگی اور درشتگی کا شاہکار لگتا تھا۔

اُس کے اندر آتے ہی چاروں غیر ملکی سنبھل کر بیٹھ گئے، اُن کے چہروں پر خوف کا تاثر اُبھر آیا تھا۔ آنے والا خالی کرسی پر بیٹھ گیا، اُس کے ہاتھ میں ایک لفافہ تھا اُس نے لفافے میں سے چند کاغذات نکالے اور پھر اُنہیں میز پر پھیلا دیا۔

"ہمیں مطلوبہ معلومات تفصیل سے مل چکی ہیں۔ اب ہم آسانی سے اِس مشن کو سرانجام دے سکتے ہیں"۔ آنے والے نے اُن چاروں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"باس۔ اتنی اہم معلومات اتنی جلدی کیسے حاصل ہو گئیں"۔ ایک غیر ملکی نے آنے والے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کوباہم۔ تمہارا خدشہ درست ہے۔ اِس قدر اہم معلومات واقعی اتنی جلدی حاصل نہیں ہو سکتیں۔ لیکن یہ ایک پس ماندہ اور غریب ملک ہے۔ یہاں کے لوگ تھوڑے پیسوں کے لئے اپنا ملک تک بیچ دینے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ بہر حال میں نے یہاں کی ایک پارٹی جس کا سربراہ ٹونی پال ہے، کے ذمے معلومات کا حصول لگا دیا تھا چنانچہ دس لاکھ روپے کے بدلے ہم یہ انتہائی قیمتی معلومات حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے"۔ باس نے جواب دیا۔

"باس۔ یہاں کی سیکرٹ سروس اور انٹیلی جنس کے بارے میں کوئی معلومات۔ کیونکہ اِس مشن میں یہی دو پارٹیاں ہی آڑے آسکتی ہیں"۔ ایک اور نے سوال کرتے ہوئے کہا۔

"تم نے اچھا سوال کیا ہے ٹیری۔ میں نے آج کی میٹنگ اسی لیئے بلوائی ہے تاکہ یہاں کام کرنے سے پہلے یہاں کی سیکرٹ سروس کے بارے

میں تفصیلی بحث کر لیں۔ یہاں کی سیکرٹ سروس دنیا کی سب سے خطرناک سیکرٹ سروس شمار کی جاتی ہے۔ اِس سیکرٹ سروس کا سربراہ ایکسٹو ہے جس کے متعلق کوئی نہیں جانتا کہ وہ کون ہے۔ البتہ یہاں کے ایک شخص کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ وہ سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے، وہ دنیا کا سب سے خطرناک آدمی شمار کیا جاتا تھا۔ اُس کا نام علی عمران ہے وہ ایک باورچی کے ساتھ یہاں ایک فلیٹ میں رہتا ہے۔ بظاہر ایک احمق سا نوجوان دکھائی دیتا ہے لیکن در حقیقت وہ انتہائی ذہین اور خطرناک آدمی ہے۔ بڑی بڑی تنظیمیں اُس کے ہاتھوں فنا ہو چکی ہیں اور اُس کے قتل کے لئے بڑے بڑے مجرموں نے کوششیں کیں لیکن ایک بھی کامیاب نہ ہو سکا اور سب اُس کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اُتر گئے۔ بہرحال اُس کے متعلق یہ تاثر بین الاقوامی طور پر موجود ہے کہ وہ ناقابلِ شکست ہے۔ چنانچہ اِس تاثر کے تحت میں نے باٹم کو اُس کے قتل کے مشن پر لگا دیا۔ باٹم کے متعلق آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ اُس کا طریقہ قتل کیا ہے۔ چنانچہ اُس کی رپورٹ مجھے مل چکی ہے۔ اُس نے استوائی جنگلوں کا ایک جرثومہ اُس علی عمران کے جسم میں پہنچا دیا اور علی عمران دنیا کے سب سے خوفناک بخار فیلیا فیور کا شکار ہو گیا اور اُس کے بعد مر گیا۔ چنانچہ اِس طرح ہم نے یہ عظیم

کامیابی بھی حاصل کرلی ہے۔ اب رہ گئی سیکرٹ سروس تو اِس سلسلے میں ہمیں اتنی زیادہ فکر نہیں کیونکہ مقامی سیکرٹ سروس کے پاس اتنے وسائل نہیں کہ وہ ہائی فائی کا مقابلہ کر سکیں"۔ باس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ نے خواہ مخواہ باٹم کو تکلیف دی۔ ایک آدمی کا قتل اتنی اہمیت نہیں رکھتا۔ آپ مجھے حکم کرتے تو میں کیس بھی وقت ایک چھٹانک سیسہ اُس کے جسم میں منتقل کر دیتا"۔ آخری کرسی پر بیٹھے ایک غیر ملکی نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جو ہو گیا ---- وہ ہو گیا۔ اب ہم نے آگے کی بات سوچنی ہے۔ ایم۔ اچ۔ وی کی فائل اور اِس خلائی ریسرچ سنٹر کی مکمل تباہی یہ ہمارا مشن ہے۔ اِن کاغذات میں اِس خلائی سنٹر کا محل وقوع، اُس کا اندرونی نقشہ اُس کے تمام حفاظتی اقدامات تفصیل سے دیئے گئے ہیں۔ اِس کے ساتھ ساتھ وہ فائل جہاں موجود ہے اُس کے بارے میں بھی تفصیلات موجود ہیں۔ اِس سلسلے میں آپ نے کیا اقدامات کرنے ہیں، یہ بات آپ نے خود طے کرنی ہے۔ مجھے وہ فائل چاہیئے اور اِس خلائی سنٹر کی تباہی مطلوب ہے۔ بولو تم لوگ کتنا وقت لیتے ہو اِس مشن کے لئے"۔ باس نے کاغذات کو ممبروں کی طرف دھکیلتے ہوئے کہا۔

"ایک ہفتہ باس۔ایک ہفتے کے اندر آپ کو کامیابی کی رپورٹ مل جائے گی"۔پہلے نمبر پر بیٹھے ہوئے کو باہم نے بڑے پُر اعتماد لہجے میں کہا۔

"او کے۔اب میں چلتا ہوں۔تم لوگ پوری آزادی سے کام کر سکتے ہو۔ ہاں اگر کوئی مشکل پیش آئے تو تم مجھ سے ٹرانسمیٹر پر رابطہ قائم کر سکتے ہو"۔باس نے کرسی سے اُٹھتے ہوئے کہا۔

"بہتر باس۔ آپ بے فکر رہیں۔ہائی فائی اور ناکامی دو متضاد الفاظ ہیں"۔ ٹیری نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ گڈ بائی"۔ باس نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اُٹھاتا ہوا واپس دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔جب وہ دروازہ کھول کر باہر نکل گیا تو وہ سب اِن کاغذات پر جھک گئے۔ تقریباً آدھے گھنٹے تک وہ سب اِن کاغذات کا مطالعہ کرتے رہے۔ پھر کو باہم نے کاغذات سمیٹے اور باقی تینوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔

"سنو دوستو۔ حالات واقعی ٹائٹ ہیں۔ اِس ریسرچ سنٹر میں داخلہ تقریباً ناممکن بنا دیا گیا ہے۔ اور ظاہر ہے جب تک ہم مطلوبہ فائل نہ حاصل کر لیں اِس ریسرچ سنٹر کو تباہ بھی نہیں کر سکتے، چنانچہ میرا خیال ہے پہلے ہمیں اِس لیبارٹری کے کسی اہم شخص کو اغوا کر کے اُس کے

میک اپ میں اندر پہنچنا ہو گا تا کہ ہم فائل حاصل کر لیں"۔ کو باہم نے کہا۔

"تمہاری بات بالکل درست ہے کو باہم۔ میرا خیال ہے کہ اِس کے لئے ہمیں یہ طریقہ اختیار کرنا چاہیئے کہ اہم سائنسدانون کے روپ میں اندر داخل ہوں اور پھر وہاں سے نہ صرف فائل حاصل کریں بلکہ وہاں ریسرچ سنٹر کی تباہی کے لئے ڈائنامائٹ بھی فٹ کر دیں"۔ ٹیری نے جواب دیا۔

"لیکن مسئلہ تو اندر داخل ہونے کا ہے"۔ تیسرے نے کہا۔

"اِس سلسلہ میں میرا خیال ہے کہ اِس سنٹر کی نگرانی کریں۔ وہاں رہنے والوں کے لئے ضرور ضروریاتِ زندگی کی چیزیں کسی ٹرک میں لے جائی جاتی ہوں گی۔ ہم اُس ٹرک کے ذریعے اندر داخل ہو کر کسی نہ کسی کا میک اپ کر سکتے ہیں"۔ چوتھے نے جس کا نام انتھونی تھا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ویری گڈ ------- یہ طریقہ بے حد کامیاب رہے گا"۔ کو باہم نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ پھر اب یہی رہا۔ انتھونی تم نے یہ کام کرنا ہے جبکہ ٹیری اپنے آدمیوں سمیت بیرونی نگرانی کرے گا۔ ولسن۔ تم نے اِس ریسرچ سنٹر کی تباہی کے لئے مناسب آلات جو انتھونی طلب کرے مہیا کرنے ہیں اور میرے ذمے سیکرٹ سروس اور انٹیلی جنس کو روکنا ہو گا۔ باس نے خواہ مخواہ یہاں کی سیکرٹ سروس کو ہوا بنار کھا ہے۔ میں دیکھوں گا کہ وہ زندگی کے بقایا سانس کس طرح لیتے ہیں"۔ کوباہم نے کہا۔ وہ شاید سیکنڈ باس تھا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے"۔ سب نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہر کام انتہائی تیزی، مستعدی لیکن محتاط طریقے سے ہونا چاہیئے۔ تھرٹی ون ٹرانسمیٹر پر مخصوص فریکونسی ہمارے درمیان رابطے کا کام کرے گی۔ ہم آپس میں ایک دوسرے کو چیک بھی کرتے رہیں گے اور ایک دوسرے کا خیال بھی رکھیں گے"۔ کوباہم نے کہا پھر کاغذات اُٹھا کر اُس نے جیب میں رکھے اور اُٹھ کھڑا ہوا۔ اُس کے ساتھ ہی باقی لوگ بھی اُٹھے اور پھر وہ ایک ایک کر کے کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔

یہ کمرہ ایک ہوٹل کی دوسری منزل پر تھا۔ لفٹ کے ذریعے وہ ایک دوسرے سے اجنبی بن کر ہال میں سے ہوتے ہوئے ہوٹل سے باہر

نکلے اور تھوڑی دیر بعد وہ سب اپنی اپنی کاروں میں بیٹھ کر اپنے اپنے ہیڈ کوارٹرز کی طرف روانہ ہو گئے۔

جب تک دانش منزل کے آپریشن روم میں فلم چلتی رہی جو ریسرچ سنٹر کی طرف سے ایکسٹو کو بھیجی گئی تھی، عمران خاموش بیٹھا رہا لیکن جب فلم ختم ہو گئی اور بلیک زیرو نے پروجیکٹر کا بٹن آف کر کے روشنیاں جلا دیں تو عمران نے ایک طویل سانس لیا۔

"تو یہ مشن لے کر آئی ہے ہائی فائی"۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جی ہاں --- لیکن پرابلم یہ ہے کہ سبطین ایک کار کے حادثے میں مر چکا ہے، اِس لئے ہم اتنا کچھ جاننے کے بعد بھی اندھیرے میں ہیں"۔ بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں طاہر۔ میں نے باس کی آواز پہچان لی ہے لیکن---"۔ عمران کچھ کہتے کہتے رُک گیا۔

"آج پہلی مرتبہ آپ کے منہ سے لیکن کا لفظ سن رہا ہوں"۔ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہاری بات درست ہے۔ میں ہمت کر کے اُٹھ تو کھڑا ہوا ہوں اور یہاں تک بھی پہنچ گیا ہوں لیکن میرے جسم میں ابھی اتنی طاقت نہیں کہ میں کسی ایکشن سے بھرپور ڈرامے میں حصہ لے سکوں۔ مجھے کچھ جسمانی کمزوری کا سا احساس ہو رہا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"وہ تو ہونا ہی ہے۔ جس قسم کی بیماری سے آپ اُٹھے ہیں آپ کی جگہ کوئی اور ہوتا تو شاید پندرہ دن تک بستر سے پیر نیچے نہ اُتارتا جبکہ آپ کو اِس طرح چلتے پھرتے اور اُٹھتے بیٹھتے دیکھ کر یہ احساس بھی نہیں ہوتا کہ آپ آج ہی اتنی خوفناک بیماری سے اُٹھے ہیں"۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن مسئلہ بے حد اہم ہے۔ اِس سلسلے میں دیر نہیں ہونی چاہیئے۔ ہمیں ہائی فائی کو ریسرچ سنٹر سے باہر ہی روکنا ہو گا"۔ عمران نے کہا۔

"تو میں آخر کس مرض کی دوا ہوں۔ آپ مجھے بتائیں کہ وہ باس کون ہے، میں اُس کے نتھنوں سے سانس نکال لوں گا"۔ بلیک زیرو نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"اچھا۔ ٹھیک ہے۔ اِس بار پھر تم خود ہی حرکت میں آجاؤ۔ سنو یہ آواز ٹونی پال کی ہے۔ ٹونی پال مجرموں کی اُس قبیل سے تعلق رکھتا ہے جو صرف معلومات فروخت کرنے کا دھندہ کرتے ہیں، بظاہر اہم ترین اور شریفانہ عہدوں پر کام کرتے ہیں مگر اِن کا دھندہ دراصل مجرموں کو معلومات فراہم کرنا ہوتا ہے"۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹونی پال۔ میں تو اِس نام کے کسی مجرم سے واقف نہیں ہوں حالانکہ میری کوشش اکثر یہی رہتی ہے کہ زیرِ زمین افراد کے متعلق پوری طرح باخبر رہوں"۔ بلیک زیرو نے حیرت سے کہا۔

"یہ اُس ٹائپ کا مجرم نہیں ہے جس ٹائپ کا تم سمجھ رہے ہو۔ میں بھی ایک کیس کے سلسلے میں اتفاقاً اُس سے ٹکرا گیا تھا لیکن اُس کیس میں یہ ملوث نہیں تھا، اِس لئے مُں نے اُسے چھیڑا نہیں تھا۔ بہر حال یہ کمرشل ٹریڈز سنٹر کی دوسری منزل پر واقع ایک غیر ملکی فرم ڈان ٹریڈرز کا مینیجنگ ڈائریکٹر ہے۔ ڈان ٹریڈرز بظاہر گرم مصالحے کا کاروبار کرتی ہے مگر ٹونی پال کا دھندہ اعلیٰ حلقوں میں شامل رہ کر معلومات حاصل کرنا اور پھر اُنہیں مجرم تنظیموں کو فروخت کرنا ہے۔ تم ایسا کرو کہ اِس ٹونی پال سے صرف اتنا پتہ کرو کہ اِس نے یہ معلومات ہائی فائی کو

کہاں پہنچائی ہیں۔ اِس کلیو کے ذریعے ہی ہم ہائی فائی کا یہاں اتہ پتہ معلوم کرسکتے ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں ابھی اِس مشن پر نکل جاتا ہوں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"دوسری بات یہ کہ سیکرٹ سروس کے ممبروں کو الرٹ کردو اور اُنہیں ریسرچ سنٹر کی خفیہ نگرانی پر لگادو۔ اگر ہائی فائی تک یہ معلومات پہنچ چکی ہیں تو پھر اُس کا ٹارگٹ یقیناً ریسرچ سنٹر ہی ہو گا"۔ عمران نے کہا۔

"لیکن خالی نگرانی سے کیا ہو گا، مجرم تو ریسرچ سنٹر میں داخل ہوں گے تب ہی وہ ایم۔ ایچ۔ وی کی فائل اُڑا سکیں گے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"اُس کی تم فکر نہ کرو۔ میں ٹائیگر کو ریسرچ سنٹر کے اندر پہنچادوں گا۔ اندر اگر کوئی مجرم پہنچا بھی تو وہ اُسے سنبھال لے گا"۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے خاموشی سے ٹیلیفون اپنی طرف کھسکا لیا۔ اُس نے تیزی سے نمبر گھمانے شروع کردیئے، جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا اور دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"جولیا سپیکنگ"۔

"ایکسٹو"۔ بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس باس"۔ دوسری طرف سے جولیا کا لہجہ ایک دم مؤدبانہ ہو گیا۔

"جولیا۔ تمام ممبروں کی ڈیوٹی لگا دو کہ وہ خلائی ریسرچ سنٹر کی خفیہ مگر بھرپور نگرانی کریں کسی بھی مشکوک آدمی کو اغوا کر کے دانش منزل پہنچا دیں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"یہ خلائی ریسرچ سنٹر کہاں ہے سر"۔ جولیا نے پوچھا۔

"یہ خلائی ریسرچ سنٹر شہر سے بارہ میل دُور دو آبہ روڈ پر واقع ہے۔ یہ مکمل طور پر زیرِ زمین ہے، اُس کے اوپر ای بہت بڑی نبر سری ہے۔ گورنمنٹ نرسری دو آبہ۔ تم نے اُس نرسری کی نگرانی کرنی ہے"۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"مگر باس۔ ہم مشکوک افراد کو کس طرح چیک کریں گے"۔ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"تم وہاں ایک بورڈ لگا لینا کہ مشکوک افراد اِس بورڈ کے پاس آکر تمہیں رپورٹ کریں کہ ہم مشکوک ہیں ہمیں گرفتار کر لو"۔ بلیک زیرو نے انتہائی تلخی سے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران کے لبوں پر مسکراہٹ پھیلتی چلی گئی۔

www.hibuddiez.com

"اوہ ---- سوری باس۔ بس ویسے ہی میں نے بے خیالی میں یہ بات پوچھ لی تھی۔ ٹھیک ہے باس میں سمجھ گئی"۔ جولیا نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اور سنو۔ تمام کام انتہائی احتیاط سے ہونا چاہیئے۔ کسی قسم کی کوتاہی بھی ناقابلِ برداشت ہو گی"۔ بلیک زیرو نے سخت لہجے میں کہا۔

"بہتر سر۔ آپ ---"۔ جولیا بول ہی رہی تھی کہ اچانک دوسری طرف سے ایک دھماکے کی آواز سنائی دی اور پھر جولیا کی چیخ کے ساتھ ہی اُس کا فقرہ اُدھورا رہ گیا۔

"جولیا۔ جولیا"۔ بلیک زیرو نے چیختے ہوئے کہا مگر دوسری طرف سے ایسا محسوس ہوا جیسے کمرے میں لڑائی شروع ہو گئی ہو اور پھر جولیا کی کراہ سنائی دی مگر اِس کے بعد کسی نے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا اور رابطہ ختم ہو گیا۔

"کیا ہوا"۔ عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"جولیا پر حملہ کیا گیا ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا اور پھر اُس نے تیزی سے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔

"یس۔ تنویر سپیکنگ"۔ چند لمحوں بعد ہی تنویر کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو۔ فوراً جولیا کے فلیٹ پر پہنچو۔ جولیا پر کسی نے فائر کیا ہے اور شاید مجرم جولیا کو اغوا کر کے لے جا رہے ہیں، فوراً۔ جلدی"۔ بلیک زیرو نے چیخ کر کہا اور پھر دوسری طرف سے جواب سنے بغیر ہی اُس نے پھُرتی سے کریڈل دبا دیا۔ وہ مزید بات چیت میں تنویر کا وقت ضائع نہ کرنا چاہتا تھا۔

"تنویر کا فلیٹ نزدیک ہے اِس لئے میں نے سوچا کہ وہ جلد پہنچ جائے گا"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"یہ تو ٹھیک ہے مگر جولیا پر حملہ کس نے کیا ہے"۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اب یہ تو بعد میں ہی معلوم ہو سکے گا"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں سنبھال لوں گا۔ تم ٹونی پال کی طرف جاؤ"۔ عمران نے ٹیلیفون اپنی طرف کھسکاتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو سر ہلاتا ہوا کرسی سے اُٹھا اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

www.hibuddiez.com

جولیا کے فلیٹ کے سامنے سیاہ رنگ کی ایک لمبی سی کار آکر رکی اور پھر کار کے دروازے کھول کر دو لمبے تڑنگے افراد باہر نکل آئے.

وہ دونوں ہی مقامی تھے لیکن ان کے چہروں سے خباثت جھلکتی ہوئی صاف نظر آرہی تھی۔

باس نے اس فلیٹ کے متعلق کے ہی کہا تھا-----راجو؟؟.ایک نے سر اٹھا کر فلیٹ کر اس نمبر دیکھتے ہوئے کہا۔

ہاں یہی فلیٹ ہے۔ یہاں ایک غیر ملکی لڑکی جولیا رہتی ہے. بڑی خوبصورت ہے. میں نے کئی بار سوچا کہ اسکے حسن سے اپنا حصہ وصول کرلوں مگر بس چانس ہی نہ ملا. راجو نے شیطانی انداز میں مسکراتے ہوئے کہا.

چلو آج تمہاری حسرت پوری ہو ہی جائے گی. مگر ہم اسے پہلے اپنے ٹھکانے پر لے جائینگے اور پھر وہاں سے جب دل بھر جائے گا تو باس کے پاس پہنچا دیں گے. پہلے نے آنکھ مارتے ہوئے کہا اور پھر دونوں سر ہلاتے ہوئے سیڑھیاں چڑھتے چلے گے.انہون نے سیاہ رنگ کے چست لباس پہن رکھے تھے.

سیڑھیاں چڑھتے ہوئے انہوں نے اسقدر احتیاط ضرور کی کہ آنکے قدموں کی آواز نہ ابھرے اور پھر وہ دونوں دروازے کے

قریب پہنچ کر رک گئے. دروازے کے دسامنے ایک بلند بالکونی تھی۔ اسلیے باہر اسے انہیں چیک نہ کیا جاسکتا تھا.

خیال رکھنا مارٹن خاصی خطرناک لڑکی ہے میں نے ایک ہوٹل میں اسے لڑتے ہوئے دیکھا تھا. راجو نے دوسرے کے کان میں سر گوشی کرتے ہوئے کہا۔

دوسرے نے سر ہلاتے ہوئے جیب سے ریوالور نکال لیا. اسکے بعد دونوں نے دروازے کو دھکیلا تو دروازہ کھلتا چلا گیا.

سامنے ایک کمرہ تھا جو ڈرائنگ روم کے انداز میں سجا ہوا تھا. لیکن کمرہ خالی تھا. دوسرے کمرے سے کسی لڑکی کی مدہم سی آواز آ رہی تھی وہ شاید کسی مرد سے باتیں کر رہی تھی.

وہ دونوں کسی کی موجودگی کا احساس ہوتے ہی اور بھی زیادہ محتاط ہو گئے. اس کمرے کا دروازہ ایک چھوٹی سی راہداری میں تھا اور وہ اس راہداری سے ہوتے ہوئے اس دروازے کی طرف بڑھتے چلے گے.

اب باتوں کی آواز واضح طور پر سنائی دے رہی تھی. راجو نے ریوالور کا رخ اندر کمرے کی طرف کیا اور اچھل کر اندر داخل ہوا اور اس نے فائر کر دیا.

بہتر سر ----- آپ. جولیا کے منہ سے یہ الفاظ نکلے ہی تھے کہ گولی اسکے بازو پر لگی اور وہ چیخ مار کر کرسی سے نیچے جا گری.

وہ فون پر کسی سے باتیں کر رہی تھی اور پھر راجو نے اچھل کر اسے چھاپ لیا.

جولیا۔۔۔جولیا.. ریسور سے آوازیں آریں تھیں. مارٹن نے تیزی سے ریسور اٹھا کر واپس کریڈل پر ڈال دیا.

اسی لمحے جولیا کی کراہ کی آواز سنائی دی. راجو نے اسکے سر پر ریوالور کا وار کیا تھا. میں مدد کروں مارٹن نے کہا.

نہیں ڈھیر ہو گئی ہے. راجو نے سیدھا ہوتے ہوئے کہا.

پھر اسکے بعد اس نے ریوالور تیزی سے جیب میں ڈالا اور وہ دونوں تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بھاگتے چلے گے. مارٹن پہلے سیڑھیوں سے نیچے اندر گیا جبکہ راجو جولیا کو اٹھائے ہوئے بالکونی پر رک گیا.

آجاو.. نیچے سے مارٹن کی آواز سنائی دی اور راجو جولیا کو کاندھوں پر اٹھائے ہوئے انتہائی پھرتی سے سیڑھیاں اترتے ہوئے سڑک پر آیا.

مارٹن نے کار کا پچھلا دروازہ کھول دیا تھا. اسلیے راجو جولیا سمیت غڑاپ

www.hibuddiez.com

سے گاڑی میں داخل ہو گیا اور اسکے اندر داخل ہوتے ہی مارٹن نے کار کا اگلا دروازہ کھولا اور اچھل کر سیٹ پر بیٹھ گیا. جلدی نکل چلو.

پچھلی نشست سے راجو نے تیز لہجے میں کہا اور مارٹن نے سر ہلاتے ہوئے ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھادی. دوسرے لمحے کار تیر کی طرح آگے بڑھتی چلی گی.

مارٹن کی نظریں بیک مرر پر جمی ہوئیں تھیں لیکن آگے آنے والے چوک تک کسی کو مشکوک نہ پایا. چوک پر سے مڑتے ہی وہ اطمینان سے کار چلاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا.

راجو نے بے ہوش جولیا کو نشستوں کے درمیان لٹادیا تھا.

واقعی خاصی جاندار لڑکی ہے. مارٹن نے مسکراتے ہوئے کہا.

اور لڑنے بھڑنے میں بھی ماہر ہے اسی لے تو میں نے اندر داخل ہوتے ہی فائر کر دیا تھا تا کہ اسے بوکھلاہٹ میں ٹریپ کیا جاسکے.

راجو نے یوں فخریہ لہجے میں کہا جیسے کسی بڑے پہلوان کو میدان میں شکست دینے کا تذکرہ کر رہا ہو. مگر باس کو اسکی کیا ضرورت پڑ گی. مارٹن نے کہا.

لیکن پہلے ہم اپنی ضرورت پوری کرینگے پھر بعد میں باس جانے پھر اسکا کام. راجو نے کہا.

سوچ لو راجو ایسا نہ ہو کہ باس ناراض ہو جائے. مارٹن نے قدرے سنجیدہ لہجے میں کہا

نہیں مارٹن. ایسی کوئی بات نہیں. تمیں تو اچھی طرح معلوم ہے کہ باس کو لڑکیوں کا شوق نہیں ہے. اسلیے اسے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ ہم نے حسن کا خراج وصول کیا یا نہیں. اسکا چکر کوئی دوسرا ہی ہو گا. راجو نے پر زور لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا.

اوکے۔۔۔۔ اگر باس ناراض ہوا تو ساری ذمہ داری تمہاری ہی ہو گی. راجو نے ایک بائی روڈ پر کار کو موڑتے ہوئے کہا۔

تم فکر نہ کرو میں سب سنبھال لوں گا لیکن یہ موقعہ پھر نہیں مل سکتا. راجو نے شیطانی انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

بائی روڈ کا اختتام ایک بڑے سے زرعی فارم پر جا کر ہوا.. جو ویران لگتا تھا. اسکا ٹوٹا ہوا پھاٹک کھلا ہوا تھا.

مارٹن کار فارم کے اندر لے گیا اور پھر اس نے کار عمارت کی سائیڈ میں جا کر روک دی اور پھر وہ دونوں نیچے اتر آئے راجو نے بے ہوش پڑی جولیا کو نشستوں کے درمیان سے کھینچ کر کاندھے پر ڈالا اور وہ دونوں فارم کی عقبی سمت بڑھتے گے.

فارم کے عقب میں ویران سا صحن تھا جسکے آخری کونے مین ایک چھوٹی سی کوٹھری بنی ہوئی تھی.

اس کوٹھری میں داخل ہوتے ہی مارٹن نے دیوار کے کونے پر بنی پوئی بریکٹ کو زور سے کھینچا تو کوٹھری کا فرش ایک کونے سے سمیٹتا چلا گیا. اب نیچے جاتی سیڑھیاں صاف نظر آرہی تھیں. وہ سیڑھیاں اترتے چلے گے. جب انھون نے چوتھی سیڑھی پر قدم رکھا تو فرش دوبارہ برابر ہوگیا.

سیڑھیوں کا اختتام ایک بڑے سے ہال نما کمرے میں ہوا.

اس ہال نما کمرے میں دو پلنگ اور تین چار کرسیاں موجود تھیں. ایک طرف لکڑی کی بڑی سی الماری تھی۔ جسکے پٹ غائب تھے اور دوسری الماری میں شراب کی بوتلیں سجیں ہوئیں تھیں. فرش پر شراب کی خالی بوتلیں بکھری پڑیں تھیں. یہ ان دونوں کا ٹھکانہ تھا. یہاں وہ اسوقت آتے تھے جب ان کا عیاشی کا موڈ ہوتا تھا. راجو نے جولیا کو بستر پر لٹادیا. جولیا کے بازو پر خون آلود زخم موجود تھا.

میں اسکا زخم دیکھتا ہوں. تم اسکے ہاتھ پیر باندھ دو تاکہ ہوش میں آنے کے بعد یہ گڑبڑ نہ کرسکے. مارٹن نے کہا۔

پھر وہ جولیا کے بازو پر موجود زخم کو چیک کرنے لگا. اسنے زخم دبا کر دیکھا۔ زخم معمولی نوعیت کا تھا. گولی بازو کے اندر گھسنے کی بجائے گوشت کے ساتھ رگڑ کھاتی ہوئی گزر گئی تھی. خون اب مزید رسنا بند ہو گیا تھا.

معمولی زخم ہے. مارٹن نے اٹھتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ شراب سے بھری ہوئی الماری کی طرف بڑھتا چلا گیا. اسنے الماری میں سے چار شراب کی بوتلیں نکالیں اور انہیں لاکر میز پر رکھ دیا. راجو نے جولیا کے بازو اسکی پشت پر باندھے کے بعد اسکے دونوں پیر بھی مظبوطی سے باندھ دیئے اور پھر وہ ہاتھ جھاڑتا ہوا میز کی طرف بڑھتا چلا گیا. اسکے بعد وہ دونوں میز کے گرد بیٹھ کر مسلسل پینے میں مصروف ہو گئے.

اسکو ہوش میں لے آو راجو. اسطرح یہ اگر لاش کی طرح پڑی رہی تو میری طعبیت خراب ہو جائے گی. مارٹن نے شراب کی بوتل منہ سے علیحدہ کرتے ہوئے کہا.

اور راجو ہاتھ میں پکڑی ہوئی بوتل اٹھائے تیزی سے بستر پر پڑی ہوئی جولیا کی طرف بڑھتا چلا گیا.

www.hibuddiez.com

اسنے جولیا کا منہ کھول کر بوتل اسکے حلق میں انڈیل دی اور جولیا کے جسم میں کسمساہٹ سی پیدا ہونے لگی.

جولیا چند لمحے کسمساتی رہی. پھر اسنے آنکھیں کھول دی.

ہیلو .. سویٹ، تمہیں ہوش آگیا ہے. دیکھو ہم جیسے کڑیل نوجوان تمہارے ہوش میں آنے کے منتظر تھے. مارٹن نے دانت نکالتے ہوئے کہا.

اور اسی لمحے جولیا نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن ہاتھ پیر بندھے ہونے کی وجہ سے اٹھ نہ سکی.

کون ہو تم؟ جولیا نے پوچھا.

ہم تمہارے عاشق ہیں سویٹ. اگر تم ہم سے تعاون کروگی تو ہم تمیں کوئی سزا نہ دینگے ورنہ تم ہمیں نہ جانتیں ہوگی. ہم نوجوان عورت کی بخیہ گری کرنے میں ماہر ہیں.. راجو نے شراب کا بڑا سا گھونٹ لیتے ہوئے کہا.

بخیہ گیری؟ وہ کیا ہوتا ہے.؟ جولیا نے حیرت سے کہا

یہ ایک فن ہیوتا ہے سویٹ. ہم خنجر کی مدد سے عورت کے جسم پر نقش و نگار بناتے ہیں. مارٹن نے ہنستے ہوئے کہا. اسکی آنکھیں شیطینت سے چمک تھی.

شیٹ اپ تم لوگوں نے اپنی موت کو آواز دی ہے. جولیا نے خاصے غصے سے کہا.

اوہو.. واقعی بڑی ہمت والی لڑکی ہے. ہاں تو راجو پہلا نمبر کس کا ہو گا. مارٹن نے راجو کو دیکھتے ہوئے پوچھا.

جو جولیا کو دیکھ کر بار بار ہونٹوں پر زبان پھیر رہا تھا

نمبر؟ ظاہر ہے کہ پہلا نمبر تو میرا ہی ہو گا.. راجو نے چونکتے ہوئے کہا.

یہ ضروری تو نہیں. مارٹن نے سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا.

نہیں مارٹن اس لڑکی سے عیش کرنے کی تجویز میری تھی. تم تو اسے سیدھا باس کے پاس لیجانے کی سوچ رہے تھے. راجو نے کرخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا.

سنو ہمیں آپس میں لڑنے کی ضرورت نہیں ایک لڑکی کیلیے اچھے دوستوں میں لڑائی اچھی بات نہیں ہوتی. ایسا کرتے ہیں کہ ٹاس کر لیتے ہیں جو ٹاس جیتا اسکا نمبر پہلا ہو گا. مارٹن نے مسکراتے ہوئے کہا.

ٹھیک ہے کر لو ٹاس. راجو نے کہا۔

پھر اسنے شراب کی بوتل میز پر رکھ کر جیب سے ایک سکہ نکال کر اسے دونوں ہاتھوں میں گھمایا. پھر اسے میز پر اچھال کر اوپر ہاتھ رکھ دیا.

بولو کنگ یا کراون. راجو نے پوچھا.

کنگ. راجو نے جواب دیا اور راجو نے ہاتھ ہٹا دیا.

کراون آیا ہے. دیکھا میں ٹاس بھی جیت گیا. راجو نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے راجو آج تمہاری قسمت زوروں پر ہے. جاؤ مزے کرو. مارٹن نے ڈھیلے لہجے میں جواب دیا اور خود اٹھ کر شراب والی الماری کی طرف بڑھتا چلا گیا.

راجو کرسی سے اٹھا اور جولیا کی طرف بڑھتا چلا گیا. اسکے چہرے پر شیطانی مسرت ناچ رہی تھی. جولیا ہونٹ بھینچتے ہوئے اسے اپنی طرف بڑھتا دیکھ رہی تھی.

راجو ایک لمحے کیلیے رکا پھر اسکا ہاتھ جولیا کے گریبان کی طرف بڑھتا چلا گیا.

مارٹن بھی اب شراب کی بوتل اٹھا کر مڑ چکا تھا اور اب راجو کی حرکات دلچسپی سے دیکھ رہا تھا.

ہاہاہا تحفہ ہے.. تحفہ.. خوبصورت تحفہ.. راجو نے شیطانی ہنسی ہنستے ہوئے کہا اور بستر پر پڑی بے بس پڑی جولیا پر جھکتا چلا گیا.

www.hibuddiez.com

ٹونی پال نے بات ختم کر کے رسیور کریڈل پر رکھا ہی تھا کہ ملازم نے ایک کارڈ لا کر اسکے سامنے میز پر رکھ دیا.

سر ایک صاحب تشریف لائے ہیں ملنا چاہتے ہیں. ملازم نے مودبانہ لہجے میں کہا.

تمیں معلوم ہے کہ میں کوٹھی پر کسی سے نہیں ملتا.ٹونی پال نے ملازم کو بری طرح جھاڑتے ہوئے کہا.

سر--- وہ کوئی سرکاری آفیسر ہیں. آپ کارڈ دیکھ لیں. ملازم نے جھجھکتے ہوئے کہا اور سرکاری آفیسر کا سن کر ٹونی پال نے کارڈ پر نظر ڈالی. اوہ.. سنٹرل انٹیلی جینس کے اسسٹنٹ ڈائکٹر ہیں.ٹونی نے حیرت بھرے انداز میں تحریر پڑھتے ہوئے کہا.

اسکے چہرے پر حیرت کیساتھ ساتھ پریشانی کے آثار بھی ابھر آئے تھے۔

ٹھیک ہے۔ انہیں ڈرائینگ روم میں بٹھاو میں آرہا ہوں. ٹونی پال نے کہا۔

جی میں نے بیٹھا دیا ہے. ملازم نے جواب دیا.

اوکے. ٹونی پال نے کہا۔

اور پھر کرسی کی پشت پر پڑا ہوا گاون اٹھا کر اسنے پہنا اور پھر وہ الماری کی طرف بڑھ گیا. اسنے الماری کے خفیہ خانے سے ایک چھوٹا سا پستول نکال کر گاون کی اندورنی جیب میں ڈالا اور پھر گاون کی ڈوری کستا ہوا ڈرائبنگ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا. اسکی آنکھوں پر الجھن کے تاثرات تھے.

ڈرائینگ روم میں داخل ہوتے ہی اسنے دیکھا کہ ایک باوقار سا آدمی گرم سوٹ پہنے بیٹھا ہے.

مجھے ٹونی پال کہتے ہیں. ٹونی پال نے اپنا تعارف کرواتے ہوئے کہا.

میں طاہر رضا ہوں. اسسٹنٹ ڈائریکٹر سنٹرل انٹیلی جینس. صوفے پر بیٹھے ہوئے باوقار آدمی نے جو دراصل بلیک زیرو تھا اٹھ کر مصافحہ کیلیے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا.

جی فرمایئے؟؟ میں کیا خدمت کر سکتا ہوں. ٹونی پال نے مقابل صوفے پر بیٹھتے ہوئے گھمبیر لہجے میں پوچھا.

آپکے خلاف ہمارے پاس ایک انکوئری موجود ہے. مسٹر ٹونی پال بلیک زیرو نے بڑے سخت لہجے میں کہا.

میرے خلاف انکوائری؟؟؟...... اور سنٹرل انٹیلی جینس کے پاس؟؟.. یہ کیسے ممکن ہے؟؟ میں نے تو بین الاقوامی تجارت میں کبھی بھی کوئی بدیانتی نہیں کی. ٹونی پال نے حیرت بھرے لہجے میں کہا.

مسلئہ تجارت کا نہیں ہے. مسٹر ٹونی پال. ہمیں اطلاع ملی ہے کہ آپکا تعلق بین الاقوامی مجرموں سے ہے. بلیک زیرو نے سنجیدہ لہجے میں کہا.

اوہ.. یہ بالکل غلط ہے. آپ بے شک چیک کرلیں. مجھے تو کاروبار سے ہی فرصت نہیں ملتی. مجرموں سے میرا کیا تعلق؟؟ ٹونی پال نے چونکتے ہوئے کہا.

www.hibuddiez.com

مسٹر ٹونی پال میں سنٹرل انٹیلی جینس کا ایک ذمہ دار آفیسر ہوں بغیر تحقیق کیے کوئی بات نہیں کرتا. آپ نے ابھی حال ہی میں ایک مجرم تنظیم ہائی فائی کو انتہائی اہم نوعیت کی اطلاعات فروخت کی ہیں. ہمارے پاس اسکے پورے ثبوت موجود ہیں. بلیک زیرو نے اسکی آنکھوں میں غور سے دیکھتے ہوئے کہا.

کک... کک.. کیا کہہ رہے ہیں؟ یہ غلط ہے... بکواس ہے۔ میں کسی ہائی فائی کو نہیں جانتا. ٹونی نے حیرت سے اچھلتے ہوئے کہا. لیکن اسکے چہرے کا رنگ اڑ گیا تھا.

خلائی ریسرچ سنیٹر میں آپ نے وہاں ایک شخص سبطین سے ساز باز کر کے اہم اور خفیہ نوعیت کی معلومات حاصل کیں پھر اسے کار کے حادثے میں ہلاک کر دیا اور یہ معلومات آپ نے ہائی فائی کو فروخت کر دیں۔ کیا میں غلط کہہ رہا ہوں. مسٹر ٹونی پال ؟؟؟؟. بلیک زیرو کا لہجہ سخت ترین ہوتا چلا گیا.

بالکل غلط کہہ رہے ہیں آپ ---. الزام تراشی ہے یہ ٹونی پال نے کرخت لہجے میں کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا. اسکا چہرہ غصہ کی شدت سے سیاہ پڑ گیا تھا.

اگر یہ غلط ہے. مسٹر ٹونی پال تو میں معزرت چاہتا ہوں. میں تو اسلیے آیا تھا کہ آپکو مطلع کر دوں کہ آپ ان سرگرمیوں سے باز آجائیں. آپ ہمارے ملک کے معزز تاجر ہیں اور آپ کو یہ حرکات زیبا نہیں دیتی. بلیک زیرو نے یکلخت لہجے کو نرم کرتے ہوئے کہا.

میں سچ کہہ رہا ہوں آفیسر. یہ سراسر مجھ پر بہتان طرازی ہے. کسی نے آپکو غلط رپوٹنگ کی ہے. ٹونی پال نے بھی نرم لہجے میں کہا اور دوبارہ صوفے پر بیٹھ گیا. اب اسکے چہرے پر اطیمنان تھا.

کیا آپکو یقین ہے کہ آپ سچ کہہ رہے ہیں ؟؟ بلیک زیرو کا لہجہ دوبارہ سخت ہو گیا.

بالکل. ٹونی پال نے جواب دیا.

دیکھیئے. اگر آپ ہمیں اتنا ہی بتادیں کہ آپ نے یہ معلومات ہائی فائی کو کہاں پہنچائی ہیں اور کس کے ذریعے تو ہم آپکی اس کوتاہی کی چشم پوشی کرسکتے ہیں ورنہ... بلیک زیرو نے کہا اور پھر دوسرے لمحے اسکے ہاتھ میں رلوالور نظر آرہا تھا.

اوہ—اوہ آپ تو مجھے ہراساں کر رہے ہیں. میں معزز آدمی ہوں۔ اپنے سفارت خانے سے احتجاج کرونگا. ٹونی پال نے ریوالور دیکھتے ہی چیختے ہوئے کہا. اسکا ہاتھ تیزی سے گاون کی طرف رینگا.

اپنے ہاتھ کو گاون سے علیحدہ رکھیئے اور چیخنے کی ضرورت نہیں۔ آپکا اکلوتا ملازم بے ہوش پڑا ہوا ہے. وہ آپکی مدد کیلیے یہاں نہیں آسکتا۔ بلیک زیرو نے زہر خندہ لہجے میں کہا.

آپکو غلط فہمی ہوئی ہے مسٹر. مجھے تو آپ کسی مجرم کے ساتھی نظر آتے ہیں. ٹونی پال نے بڑے پریشان لہجے میں کہا.

ہائی فائی کا پتہ بتایئے. میں صرف تین تک گنوں گا. بلیک زیرو نے کہا۔

مگر دوسرا لمحہ اسکے لیے بھی حیرت کا لمحہ ثابت ہوا کیونکہ ٹونی پال نے بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر لات چلائی اور بلیک زیرو کے ہاتھ سے ریوالور نکل کر اڑتا ہوا صوفے کے پیچھے جا گرا تھا.

پھر ٹونی پال نے پھرتی سے اپنا ریوالور نکال لیا تھا.

اب تمہاری لاش ہی یہاں سے باہر جائے گی. ٹونی پال نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا.

تو میرا خیال درست نکلا. تم آخر کھل ہی گے. بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا.

اور پھر اس سے پہلے کہ ٹونی پال کوئی جواب دیتا. بلیک زیرو نے انتہائی پھرتی سے چھلانگ لگا دی.

ٹونی پال نے فائر تو کیا مگر بلیک زیرو چھلانگ لگانے سے پہلے ہی باڈی ڈاج دے چکا تھا. اسلیے وار خالی چلا گیا اور بلیک زیرو کی لات پوری قوت سے گھومتی ہوئی ٹونی پال کے پہلو میں لگی اور ٹونی پال چیختا ہوا فرش پر گرا.

اسکے بعد تو بلیک زیرو نے اسے اٹھنے کی مہلت ہی نہ دی اسکی لاتیں اس برق رفتاری سے ٹونی پال کی کھوپڑی پڑیں کہ ٹونی پال باوجود کوشش کے سنبھل نہ سکا اور بے ہوش ہو گیا. اسکے بے ہوش ہوتے ہی بلیک زیرو نے صوفے کے پیچھے پڑا ہوا ریوالور اٹھایا اور بے ہوش پڑے ہوئے ٹونی پال کو اٹھایا اور اسے کاندھے پر ڈال کر وہ ڈرائنگ روم سے باہر آگیا. کوٹھی کے ملازم کو وہ پہلے ہی عقبی برآمدے میں بے ہوش کر کے ڈال چکا تھا۔

بلیک زیرو نے اس کو اسی وقت بے ہوش کر دیا تھا جب وہ اسکی اطلاع ٹونی پال کو دے کر واپس آیا تھا.

بلیک زیرو ٹونی پال کو کاندھے پر اٹھائے پورچ میں کھڑی کار کی طرف تیزی سے بڑھتا چلا گیا. ابھی اسنے چند قدم ہی اٹھاے تھے کہ اچانک اسے پشت پر سے جھٹکا سا لگا. اور کاندھے پر لٹکا ٹونی پال بری طرح ٹرپا اور بلیک زیرو اچانک دھکا لگنے کی وجہ سے لڑکھڑا کر منہ کے بل نیچے کیطرف جھکا اور ٹونی پال اسکے ہاتھ سے نکل کر فرش پر گر پڑا اور اسکا گرنا اور بلیک زیرو کا اچانک لڑکھڑانا. بلیک زیرو کیلیے نیک فال ثابت ہوا.

کیونکہ دوسری گولی شائیں کی آواز کے ساتھ ہی بلیک زیرو کے سر سے اوپر سے گزرتی چلی گی.

بلیک زیرو نے جھکتے ہی زوردادر چھلانگ لگائی اور وہ کار کی چھت سے پھسلتا ہوا دوسری سمت پہنچ گیا. اب ادھر سے آنے والی گولیوں سے محفوظ ہو چکا تھا. گولیاں سائلنسر لگے ریوالور سے چلائیں گئ تھیں. اسلیے سوائے ٹھک کے اور کوئی آواز سنائی نہ دی.

کار کی دوسری طرف پہنچتے ہی بلیک زیرو نے انتہائی پھرتی سے جیب سے ریوالور نکالا. مگر اسی لمحے اسے دور دیوار پر سایہ سا لرزتا ہوا دکھائی دیا اور وہ سایہ دیوار سے چھلاانگ لگا کر دوسری طرف غائب ہو گیا. گو بلیک

زیرو نے اسکی ایک جھلک ہی دیکھی تھی لیکن وہ اسی ایک جھلک میں اسے پہچان گیا تھا.

یہ ٹونی پال کا وہی ملازم تھا جسے اس نے بے ہوش کر کے ڈالا تھا.

اسی نے بلیک زیرو کی پشت پر گولی چلائی تھی لیکن گولی بجائے بلیک زیرو کے ٹونی پال کو چاٹ گئی. یا پھر جان بوجھ کر ٹونی پال کو ختم کیا گیا تھا.

بلیک زیرو کار کے پیچھے سے نکل آیا. اسنے زمین پر پڑے ہوئے ٹونی پال کو دیکھا.

وہ ختم ہو چکا تھا. بلیک زیرو کو حقیقتا ٹونی پال کی موت پر افسوس ہوا. کیونکہ اسطرح وہ ایک اہم ترین کلیو سے محروم ہو گے تھے. بلیک زیرو سے اندازے میں غلطی ہو گی. اسنے ملازم کو بہوش کرنے کے بعد یہ چیک نہیں کیا کہ وہ کتنی دیر بعد ہوش آسکتا ہے.

بہر حال اب تو جو ہونا تھا وہ ہو چکا تھا. اسنے چند لمحے سوچا اور پھر وہ تیزی سے عمارت کے اندر گھستا چلا گیا. اس نے ان کمروں کی بڑے ماہرانہ انداز میں تلاشی لینی شروع کر دی. جہاں اسکے خیال کے مطابق ٹونی پال خفیہ کاغذات چھپا سکتا تھا. اسکا خیال تھا کہ ٹونی پال جیسے افراد ضرور اپنے گاہکوں کے متعلق معلومات تحریری صورت مین کہیں نہ کہیں چھپا

کر رکھتے ہیں اور رائیٹنگ ٹیبل کی ایک خفیہ دراز سے اسے ایک چھوٹی سی ڈائری مل گی. اس ڈائری پر ہندسے لکھے ہوئے تھے. ان ہندسوں کے علاوہ اور کسی قسم کی تحریر نہیں تھی. بلیک زیرو چند لمحے غور سے ان ہندسوں کو الٹ پلٹ کر دیکھتا رہا. اسے ان عجیب و غریب ہندسوں کی سمجھ نہ آرہی تھی. مگر چند لمحوں کے بعد وہ چونک پڑا.

اسکے ذہن میں ایک خیال آیا اور پھر غور کرنے پر اسکا خیال درست ثابت ہوا. یہ ہندسے دراصل ٹیلی فون نمبر تھے. یہ ایک اہم کلیو تھا. بلیک زیرو نے ڈائری جیب میں ڈالی اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا پورج میں کھڑی کار کی طرف بڑھتا چلا گیا.

www.hibuddiez.com

چند لمحوں بعد اسکی کار کوٹھی سے نکل کر دانش منزل کی طرف دوڑی چلی جارہی تھی.

تنویر کا فلیٹ جولیا کے فلیٹ سے گو قریب ہی تھا لیکن ایکسٹو کی کال ملنے سے لے کر جولیا کے فلیٹ تک پہنچتے پہنچتے باوجود انتہائی تیز رفتاری اور پھرتی کے اسے دس منٹ لگ گے.

جب وہ فلیٹ پر پہنچا تو فلیٹ کا دروازہ کھلا تھا اور جولیا غائب تھی. ایک طرف چند قطرے خون کے بھی نظر آئے تھے اور پھر یہ قطرے اسے فلیٹ کے باہر بھی نظر آ گئے.

وہ سمجھ گیا کہ جولیا کو زخمی کر کے اغوا کیا گیا ہے. لیکن اب مسلۂ یہ تھا کہ وہ جولیا کو کہاں تلاش کرے.

جولیا کے زخمی ہونے اور اسطرح اغوا ہونے سے ہی اسکا خون غصے سے ابل رہا تھا. لیکن وہ بے بسی سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا. اسی لمحے اسکی نظر سامنے چوک کے قریب ایک کھمبے کے نیچے بیٹھے ہوئے مجہول سے بھکاری پر پڑی اور ایک خیال کے تحت وہ سڑک کراس کر کے تیزی سے اس بھکاری کی طرف ڈورا چلا گیا.

اللہ کے نام پر بابا. بھکاری نے اسے اپنے قریب آتے دیکھ کر ہانک لگائی۔

یہ لو بابا پچاس روپے۔۔۔اور مجھے بتاو کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے جو کار کھڑی تھی. وہ کس طرف گئی ہے. تنویر نے جیب سے پچاس کا نوٹ

نکال کر بھکاری کی گود میں پھینکتے ہوئے کہا اور بھکاری نے بڑی پھرتی سے نوٹ جھپٹ کر جیب میں ڈالیا. تم سخی ہو بابا. اسلیئے بتا دیتا ہوں ورنہ ہم بھکاریوں کے سینے رازوں کی قبریں ہوتے ہیں.

پچاس روپے اور دو نگا بابا. جلدی بتاو. تنویر نے جیب سے ایک اور پچاس کا نوٹ نکالتے ہوئے کہا.

سبز رنگ کی بڑی سی کار تھی بابا. راجو اور مارٹن اسمیں آئے تھے اور سامنے والے فلیٹ میں گھس گے. جب وہ نیچے آئے تو ایک میم انکے کاندھوں میں لدی ہوئیں تھی. وہ اسے کار میں ڈال کر ادھر سیدھے گئے ہیں. اور اگلے چوک سے دائیں مڑ گے ہیں. بھکاری نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا.

راجو اور مارٹن..؟؟ یہ کون ہیں؟ تنویر نے ہاتھ میں پکڑا ہوا نوٹ بھکاری کی طرف پھینکتے ہوئے پوچھا.

جانی کلب کے بڑے غنڈے ہیں. انتہائی عیاش اور ظالم آدمی ہیں. میں اتوار کے روز اس کلب کے سامنے بھیک مانگتا ہوں. اسلیے انہیں اچھی طرح جانتا ہوں۔ بھکاری نے جواب دیتے ہوئے کہا.

اوہ. تو پھر یہ جانی کلب ہی گئے ہونگے. تنویر نے مڑتے ہوئے کہا۔

www.hibuddiez.com

سنو بابا. میری بات سنو۔۔۔ تم سخی ہو اسلیے بتا دیتا ہوں کہ راجو انتہائی عیاش آدمی ہے. وہ پہلے ان میم صاحبہ سے منہ کالا کرے گا. اسلیے اسنے ایک ویران سے فارم میں اڈا بنایا ہوا ہے. ہماری ایک نوجوان بھکارن کو بھی یہ لے اڑے تھے اور پھر اسکی لاش دوسرے روز اس فارم کے پاس کھیتوں سے ملی تھی. یہ دونوں یقیناً وہیں گئے ہونگے. بھکاری نے تنویر کو آواز دیتے ہوئے کہا.

اور تنویر کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی. بھکاری تو انتہائی کام کا آدمی ثابت ہو رہا تھا. وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ سڑک کے کنارے بیٹھا ہوا ایک مجہول سا بھکاری اسقدر باخبر بھی ہو سکتا ہے. اسنے پھرتی سے جیب سے سو روپے کا ایک نوٹ نکالا اور بھکاری کو دیتے ہوئے کہا۔

بابا۔ جلدی سے بتاو وہ فارم کہاں ہے. تنویر کے لہجے میں بیقراری تھی.

سو والا نوٹ بھی پہلے دو نوٹوں کی طرح بھکاری کی گدڑی میں غائب ہو گیا. وہ چوتھی شاہراہ کے سنگ میل سے نکلنے والے سڑک کے اختتام پر آتا ہے بھکاری نے کہا۔

اور تنویر سر ہلاتا ہوا تیزی سے فلیٹ کے نیچے کھڑی ہوئی اپنی کار کی طرف دوڑتا چلا گیا.

جولیا کو کار میں اغوا کر کے لے جانے کا اسکا اندازا درست ثابت ہوا تھا.
کیونکہ ظاہر ہے کہ کار کے بغیر اتنے بھرے پرے بازار میں سے دن کے وقت کسی لڑکی کو اغوا کر کے نہیں لے جایا جا سکتا تھا.

تنویر کار میں بیٹھا اور دوسرے لمحے اسکی کار گولی کی سی رفتار سے دوڑتی ہوئی چوک کی طرف بڑھتی چلی گی.

تھوری دیر بعد وہ چوتھی شاہراہ پر پہنچ چکا تھا اور پھر بھکاری کے کہنے کے عین مطابق ساتویں سنک کے قریب اس نے ایک بائی روٹ کو اندر جاتے ہوئے دیکھا اور اسنے کار کی رفتار آہستہ کی اور پھر فارم کے قریب پہنچ کر اسنے کار روک دی اور دوروازہ کھول کر نیچے اتر آیا.

غصے کی شدت سے اسکا درجہ حرارت انتہائی بلندیوں کو چھو رہا تھا. لیکن سیکرٹ سروس کی طویل ملازمت نے اسے جوش میں بھی محتاط رہنے کا سبق سکھایا ہوا تھا۔

اسلیئے جیب سے ریوالور نکالے وہ تیزی سے فارم میں گھستا چلا گیا اور پھر اندر داخل ہوتے ہی اسے ایک طرف اوٹ میں کھڑی سبز رنگ کی کار نظر آگئی اور اسکی آنکھیں چمکنے لگیں.

بھکاری نے بالکل درست پیشگوئی کی تھی۔ وہ دونوں غنڈے یہیں موجود تھے. کار خالی پڑی ہوئی تھی. لیکن اسنے دھول میں قدموں کے

نشانات صحن کے آخر میں بنے ہوئے چھوٹے سے کمرے کی طرف جاتے ہوئے چیک کر لیے تھے.

اسلیئے وہ تیزی سے اس کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا. مگر یہ چھوٹا سا کمرہ خالی پڑا ہوا تھا. البتہ قدموں کے نشانات اس کمرے تک جانے کے بعد غائب ہو گے تھے.

تنویر نے کمرے کی دیواروں کو غور سے دیکھا اور پھر اسنے ان دیواروں کو ریوالور کے دستے سے ٹھونکا مگر کہیں کوئی خفیہ دروازہ نمودار نہ ہوا.

تنویر کے چہرے پر شدید الجھن کے آثار ابھر آئے. وہ چند لمحے غور سے ادھر ادھر دیکھتا رہا. پھر کمرے سے باہر نکل آیا. یہ دونوں جولیا سمیت نجانے کہاں غائب ہو گئے تھے۔

کار کی وہاں موجودگی سے تو یہی ظاہر ہو تا تھا کہ وہ وہیں موجود ہیں لیکن انکا کوئی اتہ پتہ معلوم نہ ہو رہا تھا.

چونکہ قدموں کے نشانات کمرے کے اندر تو گے تھے. باہر نہ آئے تھے. اسلیے اسنے یہی سوچا کہ یقیناً یہ لوگ نیچے کہیں خفیہ تہہ خانے میں ہونگے اور اسکا راستہ اس کمرے سے جاتا ہو گا. اسلیے وہ دوبارہ اس کمرے میں داخل ہو گیا.

اسی لمحے اسکی نظر دیوار پر لگی بریکٹ پر پڑی تو وہی چونک پڑا.

اسنے بریکٹ کو پکڑ کر جیسے ہی کھینچا تو کونے کا فرش سمٹا چلا گیا اور تنویر اچھل پڑا نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں اسے صاف دکھائی دے رہی تھیں.

وہ تیزی سے سیڑھیاں اترتا چلا گیا.

اسی لمحے اسے جولیا کی چیخ سنائی دی اور جولیا کی چیخ سنتے ہی جیسے اس پر وحشت کا دورہ پڑ گیا ہو.

ایک ایک سیڑھی اترنے کی بجائے اسنے زوار سے چھلانگ لگائی اور اکھٹی ہی چار چار سیڑھیاں اترتا چلا گیا. دوسرے لمحے وہ سیڑھیوں کے اختتام پر موجود کھلے دروازے کے اندر پہنچ گیا.

مگر اندر پہنچتے ہی کسی نے اس پر چھلانگ لگادی اور تنویر اچھل کر پشت کے بل زمین پر جا گرا. مگر نیچے گرتے ہی اسنے تیزی سے کروٹ بدل لی اور دوسرے لمحے اسکے اوپر چھا جانے والا سایہ چیختا ہوا دور جا گرا۔

اسی لمحے تنویر کے حلق سے بھی چیخ سی نکل گئی کیونکہ ایک گولی اسکے بازو سے رگڑ کھا کر نکل گئی تھی.

لیکن تنویر کے سر پر تو وحشت سوار تھی اور اب تو وہ سنبھل بھی چکا تھا. اور اس نے اچھی طرح دیکھ لیا تھا کہ کمرے میں دو افراد ہیں جن میں سے ایک تو فرش پر گرا ہوا تھا جبکہ دوسرے کے ہاتھ میں ریوالور تھا.

اسی نے تنویر پر گولی چلائی تھی. تنویر نے کروٹ پلٹتے ہی تیزی سے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور سے فائر کیا اور دوسرے لمحے اسکی چیخ سے کمرہ گونج چکا تھا. تنویر کی گولی اسکے ہاتھ پر لگی تھی. اور ریوالور اسکے ہاتھ سے نکل گیا تھا.

مگر اس سے پہلے کہ تنویر دوسرا فائر کرتا۔ فرش پر گرے ہوئے آدمی نے اچھل کر لات چلائی اور ریوالور تنویر کے ہاتھ سے بھی نکلتا چلا گیا.

اور اسکے ہاتھ سے ریوالور نکلتے ہی وہ دونوں اٹھ کر تیزی سے مڑے اور اب وہ آمنے سامنے کھڑے ہوئے تھے. ان دونوں کے چہرے بھی جذبات کی شدت سے سرخ پرے ہوئے تھے اور انکے بازو کی مچھلیاں تڑپ رہیں تھیں۔

مگر تنویر کا جوش ان دونوں سے کہیں بڑھ کر تھا. اسنے جولیا کو فرش پر گرا ہوا دیکھ لیا تھا۔ جولیا کا گریبان پھٹا ہوا تھا.

اس بات نے تنویر کے جسم میں آگ لگا دی تھی. چناچہ حملہ کرنے میں اس بار پہل تنویر نے ہی کی اور اس نے ان دونوں کو بڑا خوبصورت ڈاج دیا. اسکا حملہ کرنے کا انداز ایسا تھا جیسے وہ اڑتا ہوا ان پر جا گرے گا.

لیکن تنویر نے بجائے حملہ کرنے کے الٹی قلا بازی کھائی تھی اور انکے سروں سے ہوتا ہوا انکی پشت پر پہنچ گیا تھا اور اس سے پہلے کہ وہ دونوں

مڑتے تنویر نے اچھل کر ان دونوں کی پشت پر دونوں پیر پوری قوت سے مارے اور وہ دونوں چیختے ہوئے منہ کے بل فرش پر جا گرے.

تنویر حملہ کرکے تیزی سے فرش سے اٹھا پھر اسنے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے راجو کی دونوں ٹانگیں پکڑیں اور دوسرے لمحے اسنے اسے تیزی سے گھما کر اٹھتے ہوئے مارٹن کے جسم پر دے مارا. مارٹن چیختا ہوا فرش سے جا ٹکرایا.

راجو نے پلٹ کر تنویر کو پکڑنا چاہا مگر تنویر نے اپنے دونوں ہاتھوں کو زور سے جھٹکا اور پھر تیزی سے گھمایا اور پھر پوری قوت سے دیوار پر دے مارا. راجو کے حلق سے کربناک چیخ نکلی۔

مگر تنویر پر جیسے تو وحشت کا دورہ سا پڑ گیا تھا.

اسنے مسلسل راجو کو گھما گھما کر دیوار سے پٹکنا شروع کر دیا. راجو کے ہونٹوں سے پہلی دونوں ٹکروں کے درمیان تو چیخ نکلی مگر بعد میں اسکی کھوپڑی کے پرخچے اڑ گئے اور تنویر نے بڑے حقارت آمیز انداز میں اسے ایک طرف پھینکا اور پھر وہ دیوار کے ساتھ فرش پر پڑے ہوئے مارٹن کی لپکا جو بے ہوش ہو چکا تھا۔

تنویر اسے مت مارنا. ورنہ ان سے معلومات نہ حاصل ہو سکیں گیئں.

بستر پر پڑی ہوئی جولیا نے چیخ کر کہا.

مگر تنزیر کے سر پر تو خون سوار تھا اس نے شاید جولیا کی بات ہی نہ سنی تھی اور پھر اسنے جھک کر بے ہوش پڑے ہوئے مارٹن کو گردن سے پکڑا اور اسکا سر دیوار سے ٹکرانا شروع کر دیا.

پہلی ہی ٹکر میں مارٹن کو ہوش آگیا. اسنے تنویر کی گرفت سے اپنے آپکو چھڑانے کی کوشش کی لیکن تنزپر تو وحشت کا دورہ پڑا ہوا تھا. اسنے مشین کی سی تیزی سے مارٹن کا سر دیوار سے مارنا شروع کیا اور چند لمحوں بعد اسکے سر کا بھی وہی حشر ہوا جو راجو کے سر کا ہوا تھا.

تنویر کے ہاتھ بھی خون میں لتھڑے گے. جب مارٹن کے سر کے بھی پرخچے اڑ گے تو تنویر نے ایک طویل سانس لیا اور سیدھا کھڑا ہو گیا.

اسکا چہرہ غصے اور وحشت سے سرخ ہو گیا تھا. اسنے مارٹن کے کپڑوں سے ہاتھ صاف کیے اور جولیا کی طرف مڑا. جولیا جان بوجھ کر الٹی ہو گی تھی. تا کہ پھٹا ہوا گریبان سامنے نہ آئے۔

اسکے ہاتھ پیچھے بندھے ہوئے تھے. تنویر نے اسکے ہاتھ کھولے اور پھر اپنا کوٹ اتار کر جولیا کی طرف پھینکا اور مڑتے ہوئے کہا۔

میرا کوٹ پہن لو جولیا. تنویر نے مڑتے ہوئے کہا.

اور جولیا اسکے کردار کی بلندی پر ششدر رہ گئ. اسنے جلدی سے کوٹ پہن کر اسکے بٹن بند کئے اور پھر پیروں کی رسیاں کھول کر بستر سے نیچے اتر گی.

شکریہ تنویر میں ہمیشہ احسان مندر ہوں گی. مگر تم یہاں کیسے پہنچ گے ؟؟ جولیا نے بڑے احسان مندانہ لہجے میں کہا.

مجھے ایکس ٹو نے فون کیا. چناچہ میں تمہارے فلیٹ تک پہنچا مگر یہ لوگ تمہیں وہاں سے اغوا کر کے نکل چکے تھے. پھر میں ان کا کلیو لگا یا اور یہاں تک پہنچ گیا. تنویر نے مڑ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

اوہ.. ویری گڈ. تم میں تو بے پناہ صلاحتیں ہیں. تنویر تم نے اتنی جلدی کلیو لگا کر حیرت انگیز کارنامہ انجام دیا ہے. جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا.

میری صلاحتیں تو ایکسٹو آزماتا ہی نہیں ورنہ میں کسی سے کم نہیں ملڑی سیکرٹ سروس میں میرے کارناموں کی دھوم تھی.

یقیناہو گی. مگر تنویر اب یہ دونوں مر چکے ہیں. اب یہ پتہ نہیں چل سکتا کہ آخر یہ مجھے کیوں اغوا کر کے لائے تھے. گفتگو کے دوران انہوں نے کسی باس کا ذکر کیا تھا. اس سے میں نے اندازا لگایا تھا کہ یہ بس عیاشی

کے چکر میں ادھر آ گئے ورنہ انکا مقصد مجھے اغوا کر کے اپنے باس تک پہچانا تھا۔۔ لیکن اب...؟؟ جولیا نے سنجیدہ لہجے میں کہا.

تم فکر نہ کرو میں انکے باس کو بھی جانتا ہوں. تنویر نے سینہ پھلاتے ہوئے جواب دیا.

اوہ کمال ہے۔ ویری گڈ. جولیا کے لہجے میں واقعی پر خلوص تحسین تھی.

اب اسے کیا معلوم کہ تنویر کا سینہ ایک بھکاری کی دور بین کی وجہ سے پھول رہا تھا. اسکے فرشتے بھی اس جگہ کا پتہ نہ لگا سکتے تھے. ادھر تنویر کے ذہن میں ایک اور ہی کھچڑی پک رہی تھی. وہ سوچ رہا تھا کہ وہ سیکرٹ سروس میں اپنی اہمیت منوانے کیلیے کیوں نہ پیشہ ور بھکاریوں کو باقاعدہ اپنی نجی سکیم میں شامل کر لے.

وہ یہی سوچتا ہوا جولیا سمیت تہہ خانے سے نکل کر فارم میں آ گیا اور پھر چند لمحوں کے بعد اسکی کار تیزی سے شہر کی طرف دوڑی چلی جا رہی تھی.

www.hibuddiez.com

ٹائیگر سیکورٹی آفیسر کے روپ میں خلائی ریسرچ سینٹر میں پہنچ چکا تھا۔ ریسرچ سینٹر کے انچارج ڈاکٹر غوری اور سیکورٹی چیف ہاشم رضا اسکی اسلی حیثیت سے واقف تھے۔

ڈاکٹر غوری کے حکم پر ٹائیگر کو سپیشل پاس جاری کر دیا گیا۔ اس پاس کی وجہ سے اسے ریسرچ سنٹر کے ہر حصے تک جانے اور وہاں موجود ہر آدمی کو چیک کرنے کے اختیار حاصل ہو گے تھے۔

اسے رہائش کیلیے کالونی میں ایک کوارٹر دے دیا گیا تھا۔ عمران نے ٹائیگر کو اصل صورتحال سے آگاہ کر دیا تھا۔ اسلیے وہ پوری طرح چوکنا تھا۔

اُسنے یہاں پہنچ کر پورے خلائی ریسرچ سینٹر کا تفصیلی جائزہ لیا تھا۔ ساتھ ہی اسنے یہاں کے سیکورٹی انتظامات کو اچھی طرح چیک کیا تھا۔

سیکورٹی انتظامات واقعی جدید ترین اور بے داغ تھے۔ انکی وجہ سے کوئی غلط آدمی سینٹر میں داخل نہ ہو سکتا تھا۔ لیکن ٹائیگر کے ذہن میں صرف ایک خلش باقی رہ گی تھی۔ اوراب وہ اپنے کوارٹر میں بیٹھا اسی بات پر غور کر رہا تھا۔ سینٹر میں رہنے والوں کیلیے ضروری اشیاء کیلیے ہفتے میں ایک بار چار خصوصی ٹرک اندر آتے تھے۔ ان ٹرکوں کو لیباٹری گیٹ پر جدید آلات کی مدد سے اچھی طرح چیک کیا جاتا تھا۔

لیکن چونکہ ٹائیگر کے سامنے یہ ٹرک نہ آئے تھے۔اسلیے وہ انکی چیکنگ کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ سکا تھا. اسلیے وہ پوری طرح مطمئین نہ تھا. آج چونکہ ان ٹرکوں نے آنا تھا. اسلیے اسنے ان ٹرکوں کو چیک کرتے ہوئے دیکھنے کا پروگرام بنالیا تھا.

اسنے گھڑی پر وقت دیکھا اور پھر ایک طویل سانس لیتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا. لباس بدل کر وہ کوارٹر سے باہر نکلا اور پھر سینٹر کے گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا. گیٹ کے آگے ایک طویل راہداری تھی. جسمیں سائنسی آلات نصب تھے. ٹرکوں نے اسی راہداری میں سے گزر کر سینٹر کے اندر داخل ہونا تھا اور اسکے بعد ایک بڑے سٹور کے اندر داخل ہو کر وہاں سامان اتارنا تھا اور اسکے بعد واپس چلا جانا تھا. اس سٹور کے باہر بھی سیکورٹی کا سخت پہرہ تھا. ٹرکوں میں صرف ڈرائیورز ہوتے تھے.

ان ڈرائیورز کو بھی بیرونی گیٹ پر روک دیا جاتا تھا اور پھر سیکورٹی کے آدمی ہی ان ٹرکوں کو چلا کر سینٹر میں لے آتے تھے اور مال اتار کر انہیں گیٹ سے باہے لے جا کر درائیوروں کے حوالے کر دیا کرتے تھے.

اسطرح کوئی غیر آدمی سینٹر میں داخل نہ ہو سکتا تھا. ٹائیگر خاموشی سے چلتا ہوا اس اسٹور کے سامنے پہنچ گیا.

سٹور کے باہر سیکورٹی کے افراد نے اسے سلام کیا. اسکے سینے پر لگا ہوا بیج اسکے عہدے کا اعلان کر رہا تھا. ویسے بھی سیکورٹی چیف نے سب سیکورٹی والوں سے اسکا تعارف کروا دیا تھا. تا کہ کسی شک وشبہ کا امکان نہ رہے تھوڑی دیر بعد سیکورٹی چیف بھی وہاں پہنچ گیا اور ٹائیگر کے ہمراہ آن کھڑا ہوا.

کیا ان ٹرکوں میں لدا ہوا مال بھی چیک کیا جاتا ہے. ٹائیگر نے پوچھا.

جی ہاں راہداری میں لگے ہوئے سائنسی آلات پورے ٹرکوں کے سامان کو گھنگالتے ہیں. ہاشم رضا نے جواب دیتے ہوئے کہا اور ٹائیگر نے سر ہلا دیا۔

www.hibuddiez.com

تھوڑی دیر بعد راہداری کا دروازہ کھلا اور چار ہیوی لوڈر ٹرک ایک قطار کی صورت سینٹر کے اندر داخل ہوئے. ڈرائیونگ سیٹ پر سیکورٹی کے افراد موجود تھے. ٹرک سٹور کے دروازے پر آکر رک گئے. سیکورٹی چیف کے اشارے پر سٹور کے دروازے کھول دیئے گے اور پھر ٹرک اندر داخل ہو گئے. چونکہ ٹرکوں میں سائنسی آلات بھی موجود ہوتے تھے. جنہیں ہر لحاظ سے خفیہ رکھا جانا مطلوب ہوتا تھا. اسلیے ٹرک اندر پہنچا کر سیکورٹی کے افراد بھی باہر آجاتے تھے اور پھر سیکورٹی کا چیف

ملحقہ کمرے میں بیٹھ کر مشینوں کی مدد سے ان ٹرکوں سامان اتار کر مطلوبہ سکشنوں تک خودکار طریقے سے پہنچا دیتا تھا.

ان مشینوں کو صرف چیف سیکورٹی ہی آپریٹ کرتا تھا اور وہ خود ایک ٹیلیویژن سکرین پر سٹور کے اندر کا منظر چیک کرتا رہتا تھا. جب ٹرکوں کو اندر چھوڑ کر سیکورٹی کے افراد باہر آ گئے تو سیکورٹی چیف اس چھوٹے کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا. ٹائیگر بھی اسکے ساتھ تھا. اندر ایک بڑی سی مشین تھی. جس پر ایک سکرین سی نصب تھی. سیکورٹی چیف نے مشین کے سامنے پڑی ہوئی کرسی سنبھال لی. چونکہ وہاں کرسی ایک ہی تھی۔ اسلیے ٹائیگر ساتھ کھڑا رہا اور پھر سیکورٹی چیف نے مشین کے بٹن آن کیے.

بٹن آن ہوتے ہی سکرین روشن ہو گئی اور سٹور میں کھڑے ہوئے چاروں ٹرک صاف نظر انے لگے. سیکورٹی چیف نے خودکار مشینوں کی مدد سے وہیں بیٹھے بیٹھے ٹرکوں سے سامان کی پیٹیاں اتارنی شروع کر دیں. یہ پیٹیاں مختلف سکشنوں کو خودکار رولنگ پٹی کے ذریعے ساتھ ساتھ ڈلیور کر دی جاتی تھیں.

یہ پیٹیاں بند تھیں اور ان پر سرکاری مہریں لگی ہوئیں تھیں. جب تمام ٹرک خالی ہوگے اور سامان ہر سکشن میں ڈیلور کر دیا گیا تو سیکورٹی چیف نے مشین بند کر دی. اور اٹھ کھڑا ہوا.

کیسا انتظام ہے..؟؟ مسٹر وقار.

سیکورٹی چیف نے بڑے فاخرانہ انداز میں ٹائیگر سے کہا. جس نے یہاں اپنے آپکو وقار کے نام سے متعارف کروایا تھا.

اچھا ہے. ٹائیگر نے مختصر سے لفظوں میں جواب دیتے ہوئے کہا.

اسنے سٹور کا وہیں کھڑے کھڑے اچھی طرح جائزہ لیا. لیکن بظاہر کوئی مشکوک بات سامنے نہیں آئی تھی. البتہ اسکی تربیت یافتہ چھٹی حس بار بار خطرے کا الارم بجا رہی تھی. لیکن وہ اس کمرے کی نشاندہی نہ کر سکتا تھا. پھر وہ سیکورٹی چیف کے ساتھ کندھے اچکاتا ہوا باہر چلا گیا. اسنے یہی سوچا کہ شاید ضرورت سے زیادہ احتیاط کی وجہ سے اسے خطرات کا احساس ہو رہا ہے.

سیکورٹی چیف نے باہر آکر سٹور کھولنے کا اشارہ کیا اور پھر سیکورٹی کے وہی افراد جو ٹرک چلا کر اندر آئے تھے اندر آگئے اور چند لمحوں بعد ٹرک بیک ہو کر باہر آگئے اور انکا رخ راہداری کی طرف ہو گیا.

تھوڑی دیر بعد وہ راہداری میں غائب ہو گئے اور سٹور کا دروازہ بند کر دیا گیا.

سیکورٹی چیف اپنے دفتر کی طرف بڑھتا گیا اور ٹائیگر اندر سیٹر کی طرف چلا گیا اسنے سنیٹر کا ایک سرسری راونڈ لگایا اور پھر اپنے کوارٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا.

کوارٹر کا دروازہ اسنے کھولا اور پھر وہ اندر داخل ہوا. صحن سے گزر کر وہ بر آمدے میں ہوتا ہوا جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا. اچانک اسکے سر پر جیسے قیامت ٹوٹ پڑی ہو. وہ لڑکھڑا کر آگے کی طرف جھکا. اسنے سر جھٹک کر اپنے آپکو سنبھالنے کی کوشش کی لیکن دوسرا وار پہلے سے زیادہ زوردار تھا اور ٹائیگر نہ صرف منہ کے بل فرش پر ڈھیر ہوتا چلا گیا بلکہ اسکا ذہن بھی گرنے کے ساتھ ساتھ اندھیرے میں ڈوبتا چلا گیا.

باوجود اتنی احتیاط کے آخر وہ مار کھا ہی گیا.

کلئیرنگ کمپنی کے احاطے میں تقریبا پچاس کے قریب ٹرک کھڑے ہوئے تھے. یہ سارے ٹرک ہیوی لوڈڈ تھے. انتھونی کے آدمیوں نے

اس مرتبہ کافی بھاگ دوڑ کے بعد پتا چلا لیا تھا کہ نیشنل کمپنی کے چار ٹرک ہر ہفتے مخلف سامان لے کر ریسرچ سنٹر میں جاتے تھے اور انتھونی نے کلیئرنگ کمپنی کے مینجر کو اغوا کر کے اس سے تمام معلومات حاصل کرلی تھیں۔

اسوقت بھی انتھونی مینیجر کے کمرے میں اسکے کیبن میں بیٹھا کام کر رہا تھا۔ جبکہ اسکے آدمیوں نے شہر سے تھوڑی دور باہر ایک آٹو موبائل ورکشاب عارضی طور پر ٹھیکے پر حاصل کرلی تھی۔ اس آٹو موبائل ورکشاب میں بارہ کے قریب ملازم تھے جنہیں ایک ہفتے کی تنخواہ ایڈوانس دے کر چھٹی دے دی گئی تھی۔ انہیں یہ بتایا گیا کہ آٹو موبائل ورکشاپ کا مالک ایک ہفتے کیلیے ورکشاپ بند کرکے بیرون ملک جارہاہے اور وہ نہیں چاہتا کہ اسکی موجودگی میں کسی ملازم کی غفلت کی وجہ سے کسی گاہک کو شکایت کا موقع ملے۔

ملازمین کو جب ایک ہفتے کی تنخواہ ایڈونس مع چھٹی کے ملی تو انہوں نے اس بات پر غور کرنے کی تکلیف ہی گوارانہ کی کہ ایسا کیوں ہورہاہے۔ وہ مالک کے اس آئیڈیئے پر بے حد خوش ہوئے کہ اسطرح انہیں معہ تنخواہ کے آرام کرنے کا موقع مل جائے گا۔ ورکشاپ کو بظاہر بند کر دیا گیا تھا۔ مگر انتھونی نے ہائی فائی کے مخصوص کاریگروں کو ہیڈ کواٹر سے

طلب کر لیا تھا. اور وہ آج شام ورکشاپ میں پہنچنے والے تھے. انتھونی آج اسی مقصد کیلیے مینیجر کی سیٹ پر بیٹھا تھا تاکہ سینٹر پر جانے والے ٹرکوں کی فائنل چیکنگ کے بہانے اس سینٹر میں بھیجا جا سکے.

انتھونی نے چپڑاسی کو بلانے کیلیے گھنٹی بجائی تو دروازے کے باہر موجود چپڑاسی تیزی سے اندر داخل ہوا۔

مسٹر سعید کو بلاو. انتھونی نے تحکمانہ لہجہ بگارے ہوئے کہا.

یس سر. چپڑاسی نے کہا اور دروازے سے باہر نکل گیا. انتھونی کیلیئے منیجر کی جگہ لینا اسلیے بھی آسان ہو گیا تھا کہ منیجر خود غیر ملکی تھا. اور اس ادارے نے بہتر نظم و نسق چلانے کیلیے ایک سال کیلیے اسکی خدمات مستعار لی ہوئیں تھیں. تھوڑی دیر بعد دروازہ کُھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا. اسکے چہرے پر ہلکی سی پریشانی کے آثار تھے۔

یس سر. نوجوان نے مودبانہ لہجے میں کہا.

مسٹر سعید. صبح ریسرچ سینٹر میں بھیجے جانے والے چار ٹرک منتخب کر لیے ہیں. انتھونی نے نوجوان سے پوچھا جو اس شعبے کا انچارج تھا.

یس سر نوجوان نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا.

کیا وہ ہر لحاظ سے اوکے ہیں انتھونی نے سخت لہجے میں پوچھا.

یس سر سعید نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا.

سُنیے مسٹر سعید۔ پچھلے ہفتے لیباٹری انچارج نے مجھ سے شکایت کی تھی کہ ایک ٹرک پوری طرح اوکے نہ تھا. اسلیے انہیں پریشانی اٹھانا پڑی. انتھونی نے کہا.

ایسی تو کوئی رپورٹ نہیں آئی سر. سعید نے چونکتے ہوئے کہا.

رپورٹ اگر تحریری آجاتی تو تم اب تک برخاست ہوچکے ہوتے. وہ تحریری رپورٹ کر رہے تھے لیکن میں نے ان سے وعدہ کرلیا کہ وہ تحریری رپورٹ نہ کریں. آئندہ انہیں کوئی شکایت نہ ہوگی. انتھونی نے طنزیہ لہجے میں کہا.

ٹھیک ہے سر. نوجوان برخاستگی کا لفظ سنتے ہی حواس باختہ ہو گیا تھا.

جو ٹرک تم نے اوکے کیے ہیں۔ انکی فائل لے آؤ۔ انتھونی نے کہا.

اور سعید سر ہلاتا ہوا تیزی سے واپس مڑ گیا. انتھونی کے لبوں پر طنزیہ سی مسکراہٹ دوڑ گئی.

اسے اپنے کام میں کوئی تکلیف نہ ہو رہی تھی کیونکہ اس ملک کے لوگ اسکی توقع سے کہیں زیادہ سادہ لوح ثابت ہو رہے تھے. تھوڑی دیر بعد سعید نے فائل لا کر انتھونی کے سامنے رکھ دی.

سنو۔ میں نے ان ٹرکوں کی فائنل چیکنگ کا بندوبست کر دیا ہے. تم ان ٹرکوں کو ہاتاری آٹو موبائیل ورکشاب ریلوے روڈ پر بجھوا دو.

ڈرائیوروں سے کہنا کہ وہ انہیں ورکشاپ چھوڑ کر واپس آ جائیں اور صبح وہ انہیں وہاں سے لے لیں تا کہ رات کو انکی فائنل چیکنگ ہو جائے ورنہ اس بار اگر معمولی سی بھی شکایت ہو تو تمہاری نوکری چلی جائے گی. انتھونی نے فائل کھول کر اس میں درج ٹرکوں کے نمبر حافظے پر نقش کرتے ہوئے کہا.

بہتر جناب۔ میں ابھی ٹرک بجھوا دیتا ہوں۔ سعید نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

گڈ اور سنو. اسکے لیے تحریری آڈرز ٹائپ کرا کر مجھ سے سائن کروالینا. انتھونی نے کہا اور فائل بند کر کے سعید کی طرف بڑھادی.

سعید نے فائل لی اور سلام کر کے دفتر سے باہر نکل گیا. تھوڑی دیر بعد وہ ایک آرڈر ٹائپ کرا کر فائل سمیت واپس آیا جسے پڑھنے کے بعد انتھونی نے منیجر جیسے دستخط اس پر ثبت کر دیئے. وہ پہلے ہی ان دستخطوں کی مشق کر چکا تھا.

اسکے بعد انتھونی شام تک باقاعدگی سے کام کرتا رہا. دفتر بند ہونے سے چند لمحے پہلے اس نے سعید کو دوبارہ بلا کر اس بات کی تصدیق کر لی کہ ٹرک ورکشاپ میں پہنچ چکے ہیں اور پھر وہ دفتر بند کر کے عمارت سے باہر آ گیا. ڈرائیور نے اسے کوٹھی پر لا کر چھوڑ دیا. اور انتھونی شام تک

منیجر کی کوٹھی میں ہی رہا. منیجر چونکہ ایک سال کیلیے بیرون ملک سے آیا تھا. اس لیے وہ نوکروں کے ساتھ کوٹھی میں اکیلا رہتا تھا.

چونکہ منیجر طبعا مزاج کا سخت تھا. اسلیے نوکر بھی اس سے حتی الوسع دور دور ہی رہتے تھے اور یہی وجہ تھی کہ انتھونی کو نوکر بھی نہ چیک کر سکے.

رات کے نو بجے ٹیلی فون کی گھنٹی بجی اور انتھونی جو ٹیلی فون کے انتظار میں بیٹھا تھا اس نے رسیور اٹھالیا.

یس۔ کرومیکس سپیکنگ۔ انتھونی نے منیجر کا نام بولتے ہوئے کہا.

جناب. میں ایچ . ایف کا نمائندہ بول رہا ہوں. کارل اکڑین دوسری طرف سے کہا گیا.

www.hibuddiez.com

اوہ۔۔ کارل. میں انتھونی بول رہا. سامان پہنچ گیا ہے یا نہیں؟؟ انتھونی نے اس بار اپنے اصل لہجے میں کہا.

کیونکہ اس نے ہائی فائی کا کوڈ ایچ . ایف سن لیا تھا. اسلیے اب اصل لہجے میں بات کرنے میں کوئی خدشہ باقی نہیں رہا تھا.

یس سر. سارا سامان پہنچا دیا گیا ہے. رات دس بجے کام شروع ہو جائے گا.

آدمی نو بجے کی فلائٹ سے یہاں پہنچ رہے ہیں. کارل نے جواب دیا.

ٹھیک ہے میں بھی دس بجے وہاں پہنچ جاوں گا. تمام کام احتیاط سے ہونا چاہیئے. کسی کو شک نہ ہو. انتھونی نے کہا.

آپ بے فکر رہیں جناب. سب کام ٹھیک ہو جائے گا. کارل نے خوشگوار لہجے میں کہا.

اور انتھونی نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا. وہ بیٹھا چند لمحے سوچتا رہا پھر اٹھ کر الماری میں پڑا ہوا ایک بیگ نکال لیا. یہ بیٹری ٹرانسمیٹر تھا. جسے کسی بھی مشین پر چیک نہ کیا جا سکتا تھا اور اسکی رینج خاصی طاقتور تھی. انتھونی نے اسپر ایک مخصوص فریکونسی سیٹ کی اور پھر کونے میں لگا ہوا بٹن دبا دیا.

www.hibuddiez.com

دوسرے ہی لمحے اس ڈبے میں سے موسیقی کی ہلکی سی آواز نکلنے لگی. چند لمحوں بعد کھٹک کی ہلکی سی آواز سنائی دی اور اسکے ساتھ ہی ہلکی سی مردانہ آواز سنائی دی۔

ایچ. ایف. نمبر ون.. ایچ ایف... نمبر ون... اوور اور بولنے والا صاف طور پر آواز بدل رہا تھا.

ایچ ایف ٹو فرام دس اینڈ.. اوور انتھونی نے ایک بٹن دباتے ہوئے جواب دیا.

اوہ۔ انتھونی تم۔۔؟ خیریت ہے؟ اوور دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ یکدم بدل گیا۔

یس خیریت ہے۔ کوبا ہم۔۔ میں نے سینٹر میں داخلے کا بندوبست کر لیا ہے۔ کل مجھ سمیت تین افراد سینٹر میں داخل ہو جائیں گے۔ ولسن نے مطلوبہ سامان مہیا کر دیا ہے۔ اب ہم آسانی سے فائل وہاں سے حاصل کر سکتے ہیں بلکہ فائل حاصل کرنے کے بعد سینٹر کو اڑا بھی سکتے ہیں۔۔۔ اوور انتھونی نے جواب دیا۔

اچھا کیا طریقہ منتخب کیا ہے تم نے۔ میں نے تو سبطین کی رپورٹیں پڑھی ہیں۔ اس لحاظ سے سینٹر میں داخلہ ناممکن نظر آتا ہے۔ بلکہ میں سوچ رہا تھا کہ دوبارہ میٹنگ کال کر کے اس پر مزید سوچ بچار کیا جائے۔ اوور۔۔۔۔ دوسری طرف سے تشویش بھرے لہجے میں جواب دیا گیا۔

طریقہ تو وہی ہے سپلائی کے ٹرکوں کے ذریعے اندر داخل ہونے کا۔۔ اوور انتھونی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اوہ۔ پھر وہ طریقہ ٹھیک نہیں ہے۔ میں نے اب اس سائنسدان سبطین کی جس نے معلومات ٹونی پال کے ذریعے ارسال کی تھیں غور سے پڑھیں ہیں۔ یہ طریقہ بھی کامیاب نہیں رہ سکا۔ کیونکہ ڈرائیوروں

کو سنٹر سے باہر ہی روک لیا جاتا ہے اور پھر ٹرک کو ایک راہداری سے گزارا جاتا ہے. جبکہ سائنیسی آلات کے ذریعے مال لوڈ ان کر کے رولنگ لائن کے ذریعے متعلقہ شعبوں میں ارسال کر دیا جاتا ہے. اب تم خود سوچو کہ ان ٹرکوں کے ذریعے اندر کیسے داخل ہوا جاتا ہے.

اوور.. کوبا ہم نے کہا.

آپ نے تو رپورٹ پڑھی ہے. میں نے اس کلیئرنگ ادارے کے مینجر سے تمام معلومات حاصل کر لی ہیں جن کے ٹرک پر مال سپلائی کرنے ہیں اور اب میں اس مینیجر کے روپ میں ہوں. ان ساری معلومات کو سامنے رکھ کر میں نے ایک منصوبہ بنایا ہے.

میں نے یہاں ایک بڑی آٹو موبائل ورکشاپ کا بندوبست کر لیا ہے اور صبح سنٹر میں جانے والے ٹرکوں کو اس ورکشاپ میں پہنچا دیا ہے۔ ادھر میں نے چیف باس سے بات کر کے ہیڈ کوارٹر سے مطلوبہ ماہرین فوری طور پر طلب کئے ہیں۔ جو آج رات 9 بجے کی فلائیٹ سے یہاں پہنچ جائیں گے۔۔۔ اوور" انتھونی نے جواب دیا۔

"مگر منصوبہ کیا ہے۔۔۔۔ اوور"۔۔۔۔۔ انتھونی نے جواب دیا۔

"منصوبہ یہ ہے کہ میں رات کو ٹرکوں کی مین شافٹس کو کھوکھلا کر دوں گا مخصوص ٹمپر شدہ فولاد کے ذریعے یہ کھوکھلی شافٹیں رات کو تیار ہو کر

ان ٹرکوں میں فٹ ہو جائیں گی اور ان کھو کھلی شافتیں میں ایک آدمی آسانی سے چھپ سکتا ہے۔اس طرح ہم چار افراد ان کھو کھلی شافٹوں کے ذریعے سنٹر کے اندر پہنچ جائیں گے۔شافٹوں کے اندر ہونے کی وجہ سے ہماری چیکنگ نہ ہو سکے گی۔اور ہم با آسانی سے تمام حدود کراس کر کے اس سٹور میں پہنچ جائیں گے۔۔۔۔اوور" انتھونی نے کہا۔

"اوہ۔۔بڑی عجیب ترکیب سوچی ہے تم نے۔کیا شافٹ میں اتنا خلا بن سکے گا کہ اس میں ایک آدمی چھپ سکے۔اوور"۔۔کوباہم نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"یہ ٹرک ہیوی لوڈر ہیں۔ان کی شافٹیں بڑی اور مخصوص انداز کی ہیں اس لیے ان میں ہر کام ہو سکتے ہیں۔آپ کو میرے جسم کا تو پتہ ہی ہے۔اسی طرح میں نے گروپ میں سے تین اور دبلے پتلے لیکن انتہائی مضبوط جسم کے افراد منتخب کئے ہیں ہم آسانی سے ان میں چھپ جائیں گے اوور"۔انتھونی نے کہا۔

"اوہ۔۔واقعی تب تو تم چاروں اس اسٹور تک پہنچ جاوگے مگر اسٹور سے باہر کیسے نکلو گے۔اوور"۔۔کوباہم نے اعتراض کرتے ہوئے کہا۔

"اس کا طریقہ بھی میں نے سوچ لیا ہے۔اسٹور کے نیچے سے گٹر گزرتا ہے جو ریسرچ سنٹر کا زہریلا گیس آلودہ پانی مخصوص فلٹر اسٹیشن تک

پہنچا تا ہے۔ اس کے اندر جونکہ کسی آدمی کے زندہ رہنے کا تصور تک نہیں ہے اس لئے اسے چیک نہیں کیا جا سکتا۔ اس بات کا پتہ مجھے اس منیجر سے لگا تھا کیونکہ منیجر جب پہلی بار اس ادارے سے منسلک ہوا تھا۔ تو اس نے سیکیورٹی کے انتظامات دیکھنے کے لئے اسٹور راہداری کا چکر لگایا تھا اور سیکیورٹی انچارج نے خود بڑے فخر سے یہ سب باتیں اسے بتائی تھیں۔ ہم لوگ گیس ماسک اپنے ساتھ لے جائیں گے اور جب تک ٹرک ان لوڈ ہوں گے۔ ہم اس گٹر میں اتر جائیں گے۔ وہاں سے فلٹر سٹیشن تک پہنچتے پہنچتے گٹر کا ایک دہانہ رہائشی کالونی کے درمیان بھی رکھا گیا ہے تا کہ اگر کبھی اس کی صفائی کی ضرورت پڑے تو اس کی صفائی آسانی سے کرائی جا سکے۔

چونکہ یہ گٹر سنٹر سے باہر نہیں جاتا۔ اس لئے اس بات کی پرواہ نہیں کی گئی کہ اس گٹر کے ذریعے رہائشی کالونی تک کوئی شخص پہنچ سکتا ہے۔ چنانچہ اسٹور سے ہو کر ہم اس گٹر کے ذریعے رہائشی کالونی تک پہنچ جائیں گے اور پھر وہاں چار افراد کا میک اپ کرنا ہمارے لئے کوئی مسلہ نہ ہو گا۔ اوور" انتھونی نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ انتھونی۔۔۔۔ ویری گڈ۔۔۔۔۔ تم نے واقعی بے داغ منصوبہ بنایا ہے۔ تم ضرور اس پر عمل کرو۔ لیکن اب مسئلہ ہو گا وہاں سے فائل

حاصل کر کے باہر نکلنے کا۔۔۔اس سلسلے میں بھی تمہاری کوئی پلاننگ ہے۔۔۔۔۔اوور"۔

"فی الحال تو میں نے ولسن سے وائرلیس ہائی رینج کو بالٹ بم حاصل کئے ہیں۔انہیں ہم مختلف خفیہ جگہوں پر نصب کر دیں گے۔اس کے بعد مسئلہ ہو گا فائل حاصل کرنے کا۔تو میرے ذہن میں وہ تمام رپورٹیں موجود ہیں جہاں فائل موجود ہے اور اس کے سیکورٹی انتظامات بھی۔ وہاں داخلہ تو تقریباناممکن ہے۔اس لئے میں نے فی الحال یہ منصوبہ بنایا ہے کہ اندر جا کر کسی بااختیار آدم کا میک اپ کر کے یہ فائل وہاں سے باہر منگوالوں گا اور پھر اسے لے اڑوں گا۔ بہر حال یہ وہاں کی صورت حال پر منحصر ہے اوور"، انتھونی نے جواب دیا۔

"اوکے۔۔۔۔بالکل ٹھیک ہے۔۔۔۔ویسے میں نے ٹیری کو نگرانی کے مشن سے روک دیا ہے۔ کیونکہ ٹونی بال کی کوٹھی میں ہمارا ایک آدمی ملازم کے روپ میں موجود تھا۔اس نے ابھی تھوڑی دیر پہلے مجھے ابلاغ دی ہے کہ سنٹرل انٹیلیجنس کا آدم ٹونی بال سے ملنے آیا تھا اور پھر اس نے اس ملازم کو بے ہوش کر دیا لیکن جب ہمارے آدمی کو ہوش آیا تو اس نے دیکھا کہ وہ آدمی ٹونی کو بے ہوش کر کے لے جارہا

تھاتو اس نے ٹونی کو گولی ماردی اور خود وہاں سے نکل آنے میں کامیاب ہو گیا۔

اس سے مجھے خدشہ ہوا کہ سبطین والی رپورٹیں انٹیلیجنس کی نظروں میں آگئی ہیں اور ایسا نہ ہو کہ وہ لیبارٹری کی خفیہ نگرانی کر رہے ہو۔ اور ہمارے آدمی چیک ہو جائیں۔ اوور"۔

"اوہ۔۔۔۔ اگر یہ بات ہے تو پھر وہ سنٹر کے اندر بھی پہنچ گئے ہوں گے۔۔۔ اوور"۔ انتھونی نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں۔۔۔۔۔ وہ سنٹر کے انتظامات کو ناقابل تسخیر سمجھتے ہیں۔ اس لئے مطمئن ہیں۔۔۔ اوور" کوباہم نے جواب دیا۔

"او۔کے۔ ٹھیک ہے۔۔۔ بہرحال جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ اوور"۔۔۔ انتھونی نے جواب دیا۔

"تم اپنے منصوبے پر عمل کرو۔ یہ قطعاً بے داغ منصوبہ ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ہم کامیاب رہیں گے۔ ویسے تم یہی ٹرانسمیٹر ہمراہ لے جانا میں، ولسن اور ٹیری اپنے اپنے گروپ سمیت بہرحال سنٹر کے آس پاس ہی رہیں گے۔ اس طرح کسی بھی ایمرجنسی کی صورت میں کسی بھی انداز میں ہم تمہاری مدد کر سکیں گے۔۔۔۔ اوور"۔ کوباہم نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔۔او۔کے۔۔۔۔۔اوور"۔۔۔۔۔انتھونی نے مطمئن لہجے میں کہا۔

"وش یو گڈلک ۔۔۔۔۔۔۔ اوور اینڈ آل" ۔۔۔۔۔۔۔۔دوسری طرف سے کوباہم نے کہا۔

اور انتھونی نے ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے دوبارہ بیگ کے خفیہ خانے میں رکھا اور پھر ورکشاپ جانے کے لئے تیاری میں مشغول ہو گیا۔اس نے بطور منیجر ایک ہفتے کی چھٹی پہلے ہی اپلائی کی ہوئی تھی۔اس لئے وہ اس طرف سے بھی مطمئن تھا کہ کسی کو شک نہ پڑے گا۔اصل منیجر اس کے گروپ کے قبضے میں تھا اور اسے معلوم تھا کہ جب تک اس کی طرف سے حکم نہ دیا جائے گا وہ سورج کی روشنی بھی نہ دیکھ سکے گا۔

www.hibuddiez.com

بلیک زیرو نے وہ ڈائری عمران کے سامنے رکھی اور پھر اسے ٹونی بال کی رہائش گاہ پر پیش آنے والے تمام واقعات کی تفصیلی رپورٹ دے دی۔

"تم سے کئی حماقتیں سرزد ہوئی ہیں بلیک زیرو۔۔۔۔۔۔۔ اگر وہاں ایک ملازم تھا تو تمہارے لئے آسانی تھی کہ اسے ختم کرنے کے بعد تشدد کے ذریعے تم ٹونی بال سے سب کچھ پوچھ سکتے تھے۔ بہرحال ٹھیک ہے تم نے اچھا کیا کہ خالی ہاتھ واپس آنے سے یہ ڈائری ساتھ لے آئے"۔

عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر ڈائری کھول کر اسے غور سے دیکھنے لگا۔

"جولیا کا پتہ چلا"---بلیک زیرو نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا۔

"ارے ہاں۔۔۔وہ تو میں تمہیں بتا ہی بھول گا۔ تنویر نے جولیا کو برآمد کر لیا ہے۔ جونی کلب کے دو بدمعاش راجو اور مارٹن اسے اغوا کر کے چوتھی شاہراہ پر موجود ایک زرعی فارم کے تہہ خانے میں لے گئے تھے۔ وہ اس پر مجرمانہ حملہ ہی کرنا چاہتے تھے کہ تنویر وہاں پہنچ گیا اور پھر راجو اور مارٹن دونوں اس کے ہاتھوں قتل ہو گئے۔ اور تنویر جولیا کو واپس لے آیا"۔ عمران نے جواب دیا۔

"اوہ۔۔۔ وہ بروقت فلیٹ پر پہنچ گیا ہو گا اور پھر ان کا تعاقب کرتے ہوئے وہاں پہنچا ہو گا۔۔ بہرحال اچھا یہ ہوا۔" بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں ۔۔۔ تم نے تنویر کی صلاحیتوں کا غلط اندازہ لگایا ہے۔ جب تنویر فلیٹ ہر پہنچا تو جولیا کو اغوا کر کے لے جایا جا چکا تھا۔ لیکن تنویر نے اپنی صلاحیتوں کی مدد سے نہ صرف ان کا سراغ لگالیا بلکہ وہ عین وقت پر ان کے سر پر بھی پہنچ گیا اور ظاہر ہے جب جولیا کی عزت خطرے میں ہو تو دو چھوڑ دس بد معاش بھی ہوتے تو تنویر نے ان کے پرخچے اڑا دینے تھے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن جولیا کو اغوا کیوں کیا گیا تھا۔۔۔۔ کیا یہ ان بد معاشوں کا اپنا فعل تھا"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"یہ معلوم کرنے کے لئے میں نے مارٹن اور راجو کی لاشیں یہاں دانش منزل منگولی ہے اور صفدر اور کیپٹین شکیل کو ان کے میک اپ میں جولی کیمپ بھیج دیا ہے۔۔۔ ابھی تک ان کی طرف سے کوئی رپورٹ نہیں آئی"۔ عمران نے جواب دیا۔

"اوہ۔۔۔۔ یہ ٹھیک ہے۔۔۔۔ اس طرح واقعی صیح صورتحال سامنے آجائے گئی"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ٹائیگر بھی لیبارٹری میں پہنچ چکا ہے۔ مگر ابھی تک اس کی طرف سے بھی کوئی رپورٹ نہیں آئی ۔ نعمانی، صدیقی اور چوہان لیبارٹری کی نگرانی کر رہے ہیں۔ مگر ابھی ہر طرف سے خاموشی ہے"۔ عمران نے

مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ڈائریکٹری بلیک زیرہ کی طرف پھینکتے ہوئے کہا۔

"الفابیٹیکل ڈائریکٹری کے ذریعے اس میں درج ہر نمبر کو چیک کرو کہ یہ کن لوگوں کے ہیں۔ پھر یہ فیصلہ ہو سکتا ہے کہ ان میں ہمارے کام کا بھی کوئی نمبر ہے یا نہیں"۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرو سر ہلاتا ہوا اٹھا اور ایک الماری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

اس نے الماری میں رکھی ہوئی مخصوص الفبٹیکل ڈائریکٹری نکالی اور اسے لے کر میز پر رکھا اور ڈائری ک نمبروں کی چکینگ میں مصروف ہو گیا تھوڑی دیر بعد ہی ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ریسیور اٹھالیا

"ایکسٹو"۔۔۔۔۔۔۔ عمران نے ریسیور اٹھاتے ہی مخصوص لہجے میں کہا۔

"مارٹن بول رہا ہوں جناب"۔۔۔۔ دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔ وہ چونکہ مارٹن کے روپ میں گیا تھا۔ اور شاید جہاں سے فون ہو رہا تھا وہاں وہ شاید اپنی شناخت نہ کرانا چاہتا ہو گا۔ اس لیے اس نے نام مارٹن ہی استعمال کیا تھا۔

یس۔۔۔ کیا رپورٹ ہے۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

یہاں ہر طرف سکون ہے۔۔۔۔ کوئی ہنگامہ کوئی پوچھ گچھ نہیں ہو رہی ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو"۔ صفدر نے جواب دیا۔

"جونی سے ملاقات ہوئی"۔ عمران نے پوچھا۔

"ہاں سرسری سی۔۔۔ لیکن کوئی بات نہیں ہوئی"۔ صفدر نے جواب دیا۔

"کوئی فون وغیرہ"۔ عمران نے پوچھا۔

نہیں جناب۔۔۔۔۔۔۔ صفدر نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ کار کس کے نام رجسٹرڈ ہے"۔ عمران نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پوچھا۔

"میرے نام"۔۔۔۔ صفدر نے جواب دیا مقصد تھا کہ مارٹن کے نام۔

"ٹھیک ہے۔۔۔۔ ابھی وہیں رہو۔۔۔۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی علیحدہ پارٹی نے نجی طور پر خدمات حاصل کی ہوں"۔۔۔۔۔ عمران نے چند لمحوں کے توقف کے بعد کہا۔

ٹھیک ہے جناب۔۔۔ صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران نے اوکے کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔

www.hibuddiez.com

" عمران صاحب ۔۔۔۔ یہ ایک فون نمبر ڈائریکٹری میں موجود ہی نہیں ہے باقی نمبر گرم مصالحے کے بیوپاریوں کے ہیں "۔۔۔۔۔۔۔

بلیک زیرو نے کاغذ پر بنائی لسٹ عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

ڈائریکٹری میں نمبر نہیں ہے ۔۔۔۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے ۔۔۔ عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے لسٹ پر ایک نظر دوڑائی آخر میں ایک نمبر خالی لکھا ہوا تھا عمران نے رسیور اٹھایا اور وہ نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔ آخری نمبر گھومنے کے بعد ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے لگی۔ تو عمران کے چہرے پر ہلکی سی خیرت کے آثار ظاہر ہوئے۔ مگر دوسرے لمحے رسیور دوسری طرف سے اٹھا لیا گیا۔

"یس ۔۔۔۔ بولنے والے کا لہجہ بے حد کھردرا تھا لیکن اس نے صرف یس کہنے کی حد تک ہی اپنے آپ کو محدود کیا تھا"۔

"چیف سے بات کراو ۔۔۔۔ عمران نے اندھیرے میں تیر چلاتے ہوئے کہا۔

کون بول رہا ہے ۔۔۔ دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

تمہارا باپ بول رہا ہوں ۔۔۔۔ ڈیم فول ۔۔۔۔ میں کہہ رہا ہوں چیف باس سے بات کراؤ ۔۔۔ تم آگے زبان چلا رہے ہو۔ عمران نے

اب غراتے ہوئے ہوئے کہا۔۔ظاہر ہے سب کچھ آئیڈیئے پر ہی کیا جارہے تھا۔

تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہے مسٹر۔۔۔۔یہاں کوئی چیف باس نہیں رہتا۔۔دوسری طرف سے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"اوہ۔۔۔۔۔تو کیا یہ ایچ ایف کا ہیڈ کوارٹر نہیں ہے"۔عمران نے جان بوجھ کر حیرت ظاہر کرنے کے ساتھ ساتھ ہائی فائی کو مخفف کر دیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ مجرم اپنی تنظیم کا کوڈ ہمیشہ اسی طرح کے الفاظ سے بناتے ہیں۔

آخر تم بول کون رہے ہو۔۔۔پہلے اپنی شناخت کراواس بار دوسری طرف سے بولنے والے کے لہجے میں جھلاہٹ کا عنصر کم تھا اور عمران کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔۔۔کیونکہ وہ سمجھ گیا کہ تیر نشانے پر بیٹھا ہے۔میں چیف باس کو ڈائریکٹ رپورٹ دینا چاہتا ہوں علی عمران کے متعلق تم ان سے بات کراؤ۔

عمران نے بھی لہجہ اس بار نرم رکھا اس کے ذہن میں اچانک باٹم کا خیال آگیا تھا۔

اوہ۔۔۔اچھا۔۔۔اچھا۔۔۔میں سمجھ گیا۔۔۔ تم یقیناباٹم بول رہے ہو۔۔۔۔ مگر تم اپنی شناخت کیوں نہیں کرا رہے تھے۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

اور عمران نے مائیک پرہاتھ رکھ کر بلیک زیروکو مخصوص انداز میں آنکھ ماری اور بلیک زیرو اس کی بات سمجھ کر تیزی سے آپریشن روم سے ملحقہ بڑی لیبارٹری میں بھاگتا چلا گیا تاکہ فون کے دوران وہ لوکیشن چیکنگ مشین کے ذریعے دوسری طرف کا محل وقوع معلوم کر سکے۔

یس ۔۔۔باٹم کیا رپورٹ ہے۔۔۔ تھوڑی دیر بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

www.hibuddiez.com

چیف باس۔۔۔ علی عمران ختم ہو گیاہے لیکن ابھی سرکاری طور پر آوٹ نہیں کیا جارہا۔

مخصوص لیبارٹری میں اس کی لاش کو چیک کیا جارہاہے۔۔۔ بہرحال میں نے بڑی بھاگ دوڑ کے بعد اس کی موت کی تصدیق کرلی ہے۔۔ عمران نے پہلے والے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ اتفاق سے اس کا لہجہ باٹم سے ملتا ہے۔

اوہ۔۔۔ گڈ شو۔۔۔ یہ تمہارا بہت بڑا کارنامہ ہے۔اب تم واپس جانے کے لیے آزاد ہو۔دوسری طرف سے مسرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

بہتر سر۔۔۔ ویسے میری ضرورت مزید اگر پڑ سکتی ہو تو میں رک جاتا ہوں۔۔۔ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

نہیں۔۔۔۔ مزید کوئی ضرورت نہیں ہو گی۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

اوکے باس۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

اور پھر دوسری طرف سے ریسیور رکھنے کی آواز سن کر اس نے بھی ریسیور رکھ دیا۔

اس کا چہرہ چمک رہا تھا۔کیونکہ محض اندھیرے میں تیر چلانے کی بنا پر وہ ایک بہت بڑے کلیو کا پتہ چلا لینے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

دس منٹ بعد بلیک زیرہ بھی لیبارٹری سے نکل کر واپس آگیا۔

یہ فون گلدین کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ میں نصب ہے۔میں نے چیک کر لیا ہے۔بلیک زیرو نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

گڈ۔۔۔۔ میرا خیال ہے ذرا اس چیف باس کی بھی خبر لے لیں اگر یہ قابو میں آجاتا ہے تو سارا کھیل ہی ختم ہو جائے گا۔

عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

www.hibuddiez.com

آپ ابھی بھاگ دوڑ میں حصہ نہ لیں تو اچھا ہے۔۔۔میں چند ممبروں کو لے کر چلا جاتا ہوں۔۔۔۔بلیک زیرو نے کہا۔

نہیں۔۔۔میں نے اب کافی ریسٹ کر لیا ہے اور یونہی بیٹھا رہا تو میں بھی تمہاری طرح زیرہ ہو جاوں گا۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرہ بے اختیار ہنس پڑا۔

عمران اٹھ کر میک اپ روم کی طرف بڑھ گیا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد جب وہ باہر نکلا تو اس نے ریڈی میڈ میک اپ کر رکھا تھا اور لباس بھی اس نے عام سے پہن رکھا تھا۔جو وہ اس میک اپ میں اکثر پہنتا تھا۔

بلیک زیرہ۔۔۔ٹائیگر اور صفدر وغیرہ کی طرف سے کال کا خیال رکھنا ۔میں تنویر اور جولیا کو ساتھ لے جاوں گا۔وہی دونوں اس وقت فارغ ہیں۔

عمران نے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا اور بلیک زیرو نے سر یلا دیا۔

عمران نے ٹیلفیون کا ریسیور اٹھایا اور تنویر کے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔جولیا کو بھی اس نے فلیٹ کی بجائے وہیں رہنے کے لئے کہا تھا۔

تنویر سپکینگ۔۔۔رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

ایکسٹو۔۔۔۔عمران نے کہا۔

www.hibuddiez.com

یس سر۔۔۔۔۔ تنویر کا لہجہ مودبانہ تھا۔

جولیا کو فون دو تنویر۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

یس سر۔۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد جولیا کی آواز سنائی دی۔

جولیا۔۔۔ تم تنویر کو لے کر گلدین کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ پر پہنچ جاو میں عمران کو وہاں بھیج رہا ہوں وہ ریڈی میک اپ میں ہو گا وہ تمیں ڈیل کرے گا۔ اس کوٹھی میں چھاپہ مارنا ہے۔۔۔ معاملہ انتہائی سیریس ہے۔اس لیے پوری طرح مسلح ہو کر جانا۔ زیادہ سے زیادہ دس منٹ میں تمہیں وہاں پہنچ جانا چاہیے۔ عمران نے کہا۔

بہتر جناب۔۔۔ ہم پہنچ جائیں گے۔ جولیا نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔اور عمران نے اوکے کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا آپریشن روم کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

انتھونی نے اپنے تین ساتھیوں سمیت ٹرکوں کی کھوکھلی میں شافٹوں میں چھپنے کی جگہ بنالی تھیں۔ انہوں نے انتہائی چست لباس پہنے ہوئے تھے اور اس کی لباس کی خفیہ جیبوں میں مختلف سامان بھرا ہوا تھا۔ منہ پر جدید انداز کا گیس ماسک چڑھا ہو تھا۔ آکسیجن کے لیے مخصوص انداز میں بنائے گئے پتلے مگر لمبے سے ٹینک بنے ہوئے تھے جو انہوں نے پشت پر باندھ رکھے تھے۔

ورکشاپ سے علی الصبح ہی ٹرک باہر نکالے گئے اور پھر کافی فاصلہ طے کرنے کے بعد وہ رکے اور انہوں نے انہیں لوڈ ہوتا محسوس کیا۔

اس کے بعد جب ٹرک طویل فاصلہ طے کرنے کے بعد وہ رکے تو انہوں نے سمجھ لیا کہ وہ ریسرچ سنٹر کے گیٹ پر پہنچ چکے ہیں۔ ایک بار پھر ٹرک روانہ ہوگئے اور تھوڑی دیر بعد وہ پھر رک گئے اور پھر سامان ان لوڈ ہوتا انہوں نے محسوس کیا۔

تو طے شدہ منصوبے کے تحت انہوں نے سافٹ کی سائیڈوں میں بنے ہوئے مخصوص خانے کو ہٹا دیا۔ اور پھر جسم سکیڑتے ہوئے ان شافٹوں سے باہر آگئے۔ خانے دوبارہ بند کر دیئے گئے۔

ٹرکوں کے نیچے رینگتے ہوئے وہ اکٹھے ہوئے اور چند ہی لمحوں بعد انتھونی نے گٹر کا وہ دہانہ ڈھونڈ ہی لیا۔ یہ دہانہ درمیانی ٹرک کے نیچے تھا۔

اس نے آہستہ سے دہانے پر موجود لوہے کے ڈھکن کے کنڈوں میں ہاتھ ڈالے اور انہیں زور سے جھٹکا دیا۔ دو تین زور دار جھٹکوں کے بعد دہانہ اٹھتا چلا آیا۔ اس نے بڑی احتیاط سے ایک طرف رکھ دیا۔ نیچے سیڑھیاں جاتی دکھائی دے رہی تھیں۔ چنانچہ انتھونی نے باقی ساتھیوں کو نیچے اترنے کا اشارہ کیا اور ان تینوں کے نیچے اترنے کے بعد آخر میں انتھونی نیچے اترا اور اس نے اندر کھڑے ہو کر ڈھکن کو اٹھا کر بڑی احتیاط سے دوبارہ سوراخ پر جما دیا۔

اندر گٹر میں گھپ اندھیرا تھا۔ انتھونی نے پتلی سی ٹارچ نکالی اور اسے روشن کر لیا۔ گٹر کی تہہ میں زرد رنگ کا پانی بہہ رہا تھا۔ انہوں نے چونکہ ربڑ کے لانگ بوٹ پہنے ہوئے تھے۔ اس لیے وہ اطمینان س پانی میں اتر گئے۔ اور پھر پانی کی روانی کی مخالف سمت میں چلتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ پورے گٹر میں زرد رنگ کی گیس پھیلی ہوئی تھی۔

اگر انھوں نے گیس ماسک نہ پہنے ہوئے ہوتے تو اب وہ شاید گٹر میں اترنے کے بعد دس بارہ سانسوں سے زیادہ سانس لینے کے قابل نہ رہتے۔ وہ تیزی سے آگے بڑھتے چلے گئے۔ اور پھر کافی فاصلہ طے کرنے کے بعد انہیں گٹر کا دوسرا دہانہ نظر آیا تو انتھونی اس دہانے کے ساتھ لگی ہوئی سیڑھیوں پر چڑھتا چلا گیا۔

اس نے اوپر چڑھ کر دونوں ہاتھوں سے ڈھکن کو زور سے دھکا دیا۔ اور تین زور دار جھٹکوں کے بعد ڈھکن اٹھتا چلا گیا۔ مگر انتھونی نے اسے ہاتھوں پر ہی سنبھالے رکھا اور پھر ڈھکن اس نے آہستگی سے ایک طرف رکھا اور سیڑھیاں چڑھ کر سر باہر نکالا۔

دوسرے لمحے گیس ماسک کے اندر اس کی آنکھیں چمک اٹھیں وہ ایک چھوٹے کوارٹر کے صحن کے کونے میں تھا۔

وہ چند لمحے غور سے کوارٹر کے اندرونی حصے کو دیکھتا رہا مگر وہاں مکمل خاموشی طاری تھی۔ اس لئے وہ اوپر چڑھتا ہوا باہر نکل آیا اس کے پیچھے اس کے تینوں ساتھی بھی باہر آ گئے۔

انتھونی نے ڈھکن دوبارہ دہانے پر جما دیا کیونکہ زرد زہریلی گیس اب آہستہ آہستہ باہر نکلنے لگی تھی اور وہ اسے روکنا چاہتا تھا کیونکہ اس گیس کے باہر پھیلنے سے معاملہ مشکوک ہو سکتا تھا۔

دہانہ بند کرنے کے بعد وہ چاروں محتاط انداز میں چلتے ہوئے اندرونی کمروں میں بڑھتے چلے گئے۔ اور پھر چند ہی لمحوں بعد انہیں معلوم ہو گیا کہ کمرے خالی پڑے ہوئے ہیں مگر اندر موجود سامان سے معلوم ہوتا تھا کہ یہاں کوئی رہتا ضرور ہے۔

www.hibuddiez.com

"فرانسس۔۔۔۔ تم باہر کا خیال رکھو۔ کہیں کوئی اچانک نہ آجائے۔ ہم لباس بدل لیں۔ یہاں الماری میں چند لباس موجود ہیں۔ انتھونی نے گیس ماسک اتارتے ہوئے ایک ساتھی سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور وہ سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ انتھونی نے الماری کھول کر اس میں سے مختلف لباس نکالے۔ وہ تقریباً انہیں پورے تھے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے جسم سے چمٹ ہوئے چست لباسوں کے اوپر ہی لباس پہن لئے۔ ان لباسوں کو پہننے کا مقصد یہی تھا کہ وہ منفرد محسوس نہ ہوں۔ گیس ماسک انہوں نے الماری کے نیچے والے خانے میں موجود جوتیوں کے ڈبوں میں چھپا دیئے تھے۔ جبکہ یہ گیس سلنڈر پلنگ کے نیچے کھسکا دیئے تھے۔ اس طرح بظاہر انھوں نے اپنے فوری شناخت کے تمام نشانات چھپا دیئے تھے۔

"فرانسس بھی اندر آگیا جبکہ انتھونی خود باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد اسے بیرونی دروازے کا لاک کھلتا ہوا محسوس ہوا تو وہ جھپٹ کر اندر آگیا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو ہونٹوں پر انگلی رکھ کر خاموش ہونے کا اشارہ کیا اور جیب سے ریوالور نکال لیا۔

اب تیز تیز قدموں کی آواز دروازے کی طرف آتی سنائی دی۔ اور پھر دروازہ کھول کر ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ انتھونی تو پہلے ہی تاک میں

تھا۔اس کا ریوالور والا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور آنے والے کے سر پر ریوالور کا دستہ پوری قوت سے پڑا وہ آگے کی طرف جھکا اور انتھونی کا ہاتھ دوسری بار حرکت میں آیا اور اس بار کی چوٹ انتھونی کا مقصد پوری طرح حل کر دیا۔ آنے والا بے ہوش ہو کر نیچے گر گیا تھا اس کے نیچے گرتے ہی انتھونی نے ریوالور جیب میں رکھا اور جھک کر آنے والے کو اٹھا کر کرسی پر بٹھا دیا۔

شارٹی۔۔۔۔الماری میں رسی پڑی ہوئی ہے۔اسکو مظبوطی سے باندھ لو۔انتھونی نے آنے والے کو کرسی پر بیٹھاتے ہوئے تیز لہجے میں کہا اور شارٹی لپک کر الماری کی طرف بڑھا۔

اسنے رسی نکالی اور پھر اس رسی کی مدد سے آنے والے کو بڑی مہارت سے باندھ دیا پھر انتھونی آگے بڑھا اور اسنے رسی سے بندھے ہوئے آدمی کی بڑی مہارت سے تلاشی لینی شروع کر دی اور تھوڑی دیر بعد اسنے آنے والے کی جیب سے چھوٹا سا ریوالور اور ایک شناختی کارڈ نکالا۔ شناختی کارڈ پڑھتے ہی اسکی آنکھیں چمک اٹھی۔

اوہ۔۔۔ویری۔گڈ۔۔۔یہ اسیسٹنٹ سیکورٹی افسر ہے اور اسکے پاس سپیشل پاس ہے اور یہ لیباٹری کے ہر حصے میں جا سکتا ہے۔ویری۔گڈ یہ

تو بے حد کام کا آدمی ہے۔ گٹر کا دھانہ سیکورٹی والے کوارٹر میں ہی ہونا چاہیے تھا۔

اسکی نظریں کارڈ پر جمی ہوئی تھیں لیکن چند لمحوں بعد وہ یکلخت اچھل پڑا۔

اوہ۔۔۔ اوہ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ یقیناً ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ ہو سکتا ہے۔انتھونی کے چہرے پر یکلخت پریشانی کے آثار ابھر آئے تھے۔

کیا ہو سکتا ہے باس؟ شارٹی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

یہ سیکورٹی کارڈ اور پاس کل کی تاریخ کا جاری شدہ ہے۔اسکا مطلب ہے کہ اس آدمی کو کل رکھا گیا ہے۔ادھر کوبا ہم نے بتایا تھا کہ انٹیلی جینس والے ٹونی پال کے پیچھے پڑے تھے۔ تو یہ یقیناً انٹیلی جینس کا آدمی ہو گا۔اسے یہاں سیکورٹی اسسٹنٹ کے روپ میں رکھا گیا ہو گا۔انتھونی نے تبصرہ کوتے ہوئے کہا۔

باس ۔۔۔ پھر یہ یقیناً میک اپ میں ہو گا۔ انٹیلی جینس یا سیکرٹ سروس کے آدمی بغیر میک اپ کے سامنے نہیں آتے۔اس بار فرانس نے کہا۔

بالکل۔۔بالکل تمہارا خیال درست ہے۔ ایسا ہی ہو گا۔ ذرا میک اپ باکس نکالو۔میں ابھی چیک کر لیتا ہوں انتھونی نے کہا۔

اور فرانس نے ہپ پاکٹ سے سے ایک چپٹا سا میک اپ باکس نکالا اور انتھونی کی طرف بڑھا دیا۔ انتھونی نے اسے کھول کر اس میں سے ایک پتلی سی ٹیوب نکال لی اور اسکا ڈھکن کھول کر اس سے نکلنے والی پیلے رنگ کی کریم بے ہوش آدمی کے چہرے پر پھیلانے لگا۔ پھر اسنے زور زور سے رومال کی مدد سے اس آدمی کا چہرہ رگڑنا شروع کیا۔ اس آدمی کا میک اپ صاف ہوں ہونا شروع ہو گیا۔ اب وہاں ایک اور ہی شکل موجود تھی۔

واقعی فرانس کا خیال درست نکلا۔ یہ انٹیلی جینس یا سیکرٹ سروس کا آدمی ہے۔ انتھونی نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

اس پھر اسکے پاس خطرے کا کاشن دینے کیلیے مخصوص ٹرانسمیٹر بھی تو ہونا چاہیے۔ انتھونی کے تیسرے آدمی نے کہا۔ یہ رابرٹ تھا۔

اوہ ۔واقعی۔ انتھونی نے کہا اور پھر اسنے تلاشی لینا شروع کر دی اور تھوڑی دیر بعد ایک سگریٹ لائٹر کی صورت میں ایک جدید انداز کا ٹرانسمیٹر بر آمد کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

اسے ہوش میں لے آو۔ اس سے معلومات حاصل ہو سکتی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ یہ یہاں اکیلا نہ آیا ہو۔ انتھونی نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا اور فرانس سر ہلاتا ہوا غسل خانے کی طرف بڑھا۔ تھوڑی دیر بعد جب بر آمد ہوا

تو اسکے ہاتھ میں پانی سے بھرا ہوا جگ تھا۔ اسنے جگ کا سارا پانی بے ہوش آدمی کے سر پر الٹ دیا۔ بے ہوش آدمی نے جھر جھری لے کر آنکھیں کھول دیں آنکھیں کھولتے ہی اسکا جسم ہلکے سے کسمسایا اور پھر اسکی حرکت رک گی کیونکہ اسے احساس ہو گیا تھا کہ وہ بندھا ہوا ہے اور پھر اسکی نظریں اپنے سامنے کھڑے چاروں افراد پر جم گئیں جو اسے بغور دیکھ رہے تھے۔

کون ہو تم؟؟ انتھونی نے غراتے ہوئے پوچھا۔

میں سیکورٹی کا افسر وقار ہوں۔ تم کون ہو؟؟ آدمی نے جو حقیقتا ٹائیگر تھا نے جواب دیا۔

تمہارا وقار والا میک اپ اتر چکا ہے۔ اسلیے کارڈ والا نام بتانے کی ضرورت نہیں۔ انتھونی نے غراتے ہوئے کہا۔

میک اپ؟؟۔ کیسا میک اپ؟؟ ٹائیگر نے مطمئین لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اس نے یہ سمجھا تھا کہ شاید یہ جملہ اسے ڈاج دینے کیلیے بولا گیا ہے۔

شارٹی جاؤ اور ڈریسنگ روم سے چھوٹا آئینہ لے آؤ۔ انتھونی نے شارٹی سے مخاطب ہو کر کہا۔

چند لمحوں بعد وہ آئینہ واپس آیا اور اس نے وہ آئینہ ٹائیگر کے سامنے کر دیا۔

دوسرے لمحے ٹائیگر کے منہ سے ایک طویل سانس نکلا۔ وہ واقعی اسوقت اپنے اصلی چہرے میں تھا۔

اب یقین آگیا؟؟ اپنا اصل نام بتادو؟؟ انتھونی نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

میرا نام فرید ہے۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

انٹیلی جینس میں تمہارا کیا عہدہ ہے؟؟ انتھونی نے دوسرا سوال پوچھا۔

میرا انٹیلی جینس میں کوئی عہدہ نہیں ہے۔ میں پرائیوٹ ملازم ہوں۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

کس کے پرائیوٹ ملازم ہو ؟؟ انتھونی نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

اپنے باس کا۔ ٹائیگر نے جوابدیا۔

مگر دوسرے ہی لمحے اسکا منہ جھٹکے سے دائیں طرف جا پڑا اور ساتھ ہی کمرہ ایک زوردار آواز سے گونج اٹھا۔ انتھونی نے ٹائیگر کے منہ پر تھپڑ مارا تھا۔

جو میں پوچھ رہا ہوں اسکا صحیح جواب دو۔ انتھونی نے پورے غصے سے کہا۔

میں نے غلط تو جواب نہیں دیا۔ بہر حال یہ تھپڑ ادھار رہا اور یہ بات یاد رکھو کہ میں ادھار چکا دینے میں دیر کا عادی نہیں ہوں۔ ٹائیگر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

باس اس سے پوچھ کچھ بیکار ہے۔ ہم اسے ختم کر کے اسکی لاش گٹر میں بہا دیتے ہیں اور ہم میں سے کوئی اسکا میک اپ کر کے آسانی سے کام کو آگے بڑھا سکتا ہے۔ فرانس نے اپنے باس سے کہا۔

اور ٹائیگر کے ذہن میں جھماکا سا ہوا اسے کوارٹر کے صحن میں موجود گٹر کا دہانہ یاد آگیا۔ اسنے سیکورٹی چیف سے اسکے بارے میں معلومات لی تھیں لیکن وہ اسکی بات سے مطمئن ہو گیا تھا کہ گٹر سنٹر سے باہر نہیں جاتا۔ اب اسے یہ بھی یاد آگیا تھا کہ اندر آتے وقت اسکی نظریں پانی کے ہلکے نشانات پر بھی پڑیں تھیں لیکن اسنے اسوقت توجہ نہیں کی تھی۔ اسکا مطلب ہے کہ یہ لوگ گٹر کے ذریعے یہاں تک پہنچے تھے۔ لیکن اگر گٹر باہر تک نہیں جاتا تو یہ لوگ کیسے یہاں تک پہنچے تھے؟۔

تم لوگ گٹر کے ذریعے داخل ہوئے ہو؟ ٹائیگر نے خود ہی سوال پوچھ لیا۔

تمہیں سوال کرنیکی اجازت نہیں۔ صرف ہمارے سوالوں کا جواب دو اور اب آخری سوال پوچھ رہا ہوں اگر تم نے درست جوب دے دیا تو ہو سکتا ہے کہ ہم تمہاری زندگی کی ضمانت دے سکیں ورنہ ---انتھونی نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا اور ٹائیگر نے اسکی انکھوں میں ابھرنے والی درندگی سے ہی ندازہ کرلیا کہ وہ واقعی اپنی بات پر عمل کرنے کا فیصلہ کرچکا ہے۔

پوچھو---ٹائیگر نے کہا۔

تمہارا تعلق کس سے ہے؟ انتھونی نے پوچھا۔

علی عمران سے۔ میں اسکا پرائیوٹ ملازم ہوں۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

اوہ مگر عمران تو مر چکا ہے۔ پھر تم یہاں کیوں پہنچ گئے ؟؟ انتھونی نے چونکتے ہوئے کہا۔

مجھے حکم دے کے مر گیا ہو تو میں نہیں کہہ سکتا۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

تمہارے کتنے ساتھی یہاں ہیں۔ انتھونی نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پوچھا۔

میں اکیلا ہوں ٹائیگر نے جواب دیا۔

شارٹی اسے گولی مار دو۔ یہ جھوٹ بول رہا ہے۔ انتھونی نے بھڑک کر کہا اور شارٹی نے بھی بجلی کی سی تیزی جیب میں ہاتھ ڈالا۔ اس سے پہلے کہ

وہ ہاتھ باہر نکالتا۔ اچانک ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تھی اور انتھونی اور اسکے ساتھی چونک اٹھے۔

فرانسس اسکا منہ بند کردو میں دیکھتا ہوں کہ کون ہے۔ انتھونی نے کہااور فرنسس نے تیزی سے کرسی کی پچھلی طرف آکر ٹائیگر کا منہ دونوں ہاتھوں میں بھینچ لیا۔ اسی لمحے انتھونی نے ریسور اٹھالیا تھا۔ انتھونی نے اپنا لہجہ ٹائیگر جیساہی بنالیا تھا۔

مسٹر وقار، آپ فوراڈاکٹر غوری کے پاس پہنچیں۔ وہ آپکو یاد کر رہے ہیں اور دوسری طرف سے سیکورٹی چیف کی آواز آئی۔

اسی لمحے ٹائیگر نے جوبڑے ڈھیلے ڈھالے انداز میں کرسی پر بیٹھا تھا۔ اچانک اپنے پیروں پر زور ڈالا اور کرسی کوزور سے پیچھے دھکیلا اور کرسی کے جھٹکے کے ساتھ ہی وہ فرانسس سمیت نیچے جاگرا اور منہ آزاد ہوتے ہی اسنے زور زور اور چیخ چیخ کر کہا۔

خطرہ---خطرہ---

ٹائیگرنے جان بوجھ کو اونچی آواز میں چیخا تھا تا کہ آواز دوسری طرف فون پر پہنچ جائے۔ اتناتو وہ سمجھ ہی گیا تھا کہ فون یقیناسیکورٹی چیف یا ڈاکٹر غوری کا ہو گا۔ کیونکہ اسکا تعلق براہ راست انہی دونوں سے ہی تھا۔ انتھونی چونکہ فرانسس سے پیچھے ہی تھااسلیے فرانسس جھٹکا کھاکر

اچھلا اور انتھونی سے ٹکرا کر وہ بھی فرش پر گرا اور ریسور اسکے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ ٹائیگر نے کرسی سمیت ہی اپنے جسم کو جھولا دیا اور پھر وہ کرسی سمیت ہی اچھل کر ان دونوں کے اوپر سے ہوتا ہوا دوسری طرف جا گرا۔ اسکا جھولا اس کو بچا گیا تھا۔ کیونکہ شارٹی اور رابرٹ نے بیک وقت اس پر فائر کیا تھا۔ لیکن لوہے کی اس کرسی کی پشت پر بھی مکمل لوہے کی چادر تھی اسلیے گولیاں اسکو لگ کر اچٹ گئیں۔

ادھر فرانسس اور انتھونی تیزی سے اچھلے تھے۔ اسلیے رابرٹ اور شارٹی دوبارہ گولیاں نہ چلا سکے۔ ابھی تک کرسی کی پشت انکی طرف تھی۔ اسوقت وہ کرسی اسی طرح الٹی ہوئی تھی۔

پھر فرانس اور انتھونی کرسی کی طرف پلٹے اور پھر انتھونی نے کرسی کو تیزی سے سیدھا کیا مگر پھر وہ اچھل پڑے کہ کرسی کی رسیاں ڈھیلی تھیں اور ٹائیگر غائب تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ حیرت کے اس جھٹکے سے سنبھلتے۔

اچانک بیڈ جھٹکے سے انکی طرف اچھلا اور وہ چاروں چیختے ہوئے گر پڑے اور بیڈ ان پر پوری قوت سے آپڑا اور انکے ہاتھوں سے ریوالور بھی نکل گے۔ انہوں نے بڑی پھرتی سے بیڈ کو اٹھا کر سامنے کیطرف پھینکا مگر دوسری طرف کھڑا ٹائیگر چھلانگ لگا کر ایک طرف ہو گیا۔ اسطرح وہ

بیڈ کی زد سے آنے سے بچ گیا۔ دراصل کرسی کے اچھلتے ہی ایک جھٹکے سے اسکی کرسی کی رسیاں ڈھیلی پڑ گئیں تھیں۔ اسطرح وہ ان سے کھسک کر نکل جانے میں کامیاب ہو گیا اور بندیشوں سے نکلتے ہی وہ بیڈ کے نیچے چلا گیا اور بیڈ ان پر دے مارا۔

پلنگ کی زد سے نکلتے ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے اچھلا اور دوسرے ہی لمحے وہ ان سے جا ٹکرایا اور شارٹی اور رابرٹ کو دھکیلتے ہوئے اسنے تیزی سے پلٹا کھایا اور دوسرے ہی لمحے انتھونی گھومتا ہوا اسکے بازوؤں کے درمیان اسکے سینے سے لگ گیا۔

پھر انتھونی نے پوری قوت سے گھٹنا موڑ کر اسکی دونوں ٹانگوں کے درمیان دے مارا اور اسکے ساتھ ہی اسنے جھٹکا دے کر ٹائیگر کو بازو سے اٹھا کر زمین پر دے مارا۔ اتنی دیر میں فرانسس ریوالور اٹھانے کے قابل ہو گیا۔

مگر ٹائیگر نے اسے گولی چلانے کی مہلت نہ دی اور نیچے گرتے ہی چکنی مچھلی کی طرح پھسلا اور کسی بھاری چٹان کی طرح فرانس کی ٹانگوں سے ٹکرایا اور فرانس کے جھٹکا کھا کر نیچے گرنے کے دوران اسنے اسکے ہاتھ میں سے نکلتا ہوا ریوالور جھپٹ لیا۔

www.hibuddiez.com

اسی لمحے شارٹی اور رابرٹ اس پر آ پڑے۔ اگر ٹائیگر نے تیزی سے کروٹ بدلی اور پھر دوسرے لمحے دو دھاکوں کے ساتھ ہی دو چیخوں کی آوازیں سنائی دیں اور ٹائیگر کے ریوالور سے نکلنے والی گولی نے رابرٹ اور شارٹی دونوں کو ڈھیر کر دیا۔

مگر دوسرے ہی لمحے اسکے ہاتھ پر ضرب پڑی اور ریوالور اسکے ہاتھ سے نکلتا چلا گیا۔ یہ لات فرانسس نے ماری تھی ٹائیگر نے پلٹ کر اپنے پر آتے فرانسس کی کمر پکڑنی چاہی مگر فرانسس نے تیزی سے طرح دے کر وار بچایا اور اسکا مکہ پوری قورت سے ٹائیگر کے سینے پر پڑا۔

ٹائیگر کو ایک لمحے کیلیے یوں لگا جیسے اسکا سانس اسکے سینے میں ہی رک گیا ہو۔ مگر دوسرے ہی لمحے اسنے اپنے جسم کو جھٹکا دیا اور اس بار وہ فرانس کا دوسرے مکہ بچا لینے میں کامیاب ہو گیا اور اسنے دونوں ٹانگیں اٹھا کر اپنے اوپر جھکے ہوئے فرانسس کی گردن میں ڈالیں اور پھر وہ تیزی سے کروٹیں بدلتا چلا گیا۔

دوسری کروٹ سے کھٹاک کی آواز سنائی دی اور وہ اچھل کھڑا ہو گیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ فرانس کی ہڈی ٹوٹ گی ہے۔ اسی لمحے دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا چار اسٹین گن بردار سیکورٹی افسران تیزی سے اندر داخل ہوئے۔ ہاشم رضا چیف سیکورٹی آفیسر آگے تھا۔

خبردار... ہاشم رضانے چیختے ہوئے کہا۔اسی لمحے ٹائیگر نے پلٹ کر دیکھا اور کمرے میں انتھونی کو نہ پاکر حیرت زدہ رہ گیا۔ انتھونی نجانے کس وقت کمرے سے نکل جانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

آپ نے بڑی دیر لگادی ؟؟ آتے -- آتے۔ٹائیگر نے انتہائی سخت لہجے میں سیکورٹی چیف سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

وقار صاحب؟؟ آپ مسٹر وقار؟؟ مگر آپکا چہرہ؟؟ ہاشم رضانے چونکتے ہوئے کہا۔

وہ اجنبی چہرہ دیکھ کر شاید یہی سمجھا تھا کہ ٹائیگر بھی شاید مجرموں سے ہے۔

www.hibuddiez.com

میرے چہرے کو چھوڑیں۔چوتھا مجرم اور انکا سرغنہ غائب ہے۔اسے تلاش کریں۔ٹائیگر نے چیختے ہوتے کہا۔

چوتھا؟؟ مگر ہم تو باہر سے آئے ہیں باہر تو کوئی نہیں ہے۔ہاشم رضانے حیرت سے کہا۔

ارے پھر وہ اسی کوارٹر میں چھپ گیا ہو گا۔ٹائیگر نے غصے سے چیختے ہو ئے کہا۔

اسے تلاش کرو۔۔۔آس پاس دیکھو۔ ہاشم رضانے چیخ کر اپنے ساتھیوں سے کہااور وہ تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر نکلتے چلے گے اور

ہاشم رضا تیزی سے میز پر پڑے فون کی طرف لپکا جسکا ریسور نیچے لٹک رہا تھا۔ اسنے ریسور اٹھا کر تیزی سے کریڈل دبا کر نمبر دبانا شروع کر دیئے۔

یس --سیکورٹی۔ دوسری طرف سے آواز آئی۔

ہاشم رضا بول رہا ہوں۔ سارے سنٹر میں سیکورٹی کو ایمر جنسی کی بنیادوں پر الرٹ کر دو۔ ایک خطرناک مجرم کوارٹر نمبر تیرہ سے فرار ہوا ہے۔ کسی بھی مشکوک آدمی کو گرفتار کر لیا جائے یا گولی مار دی جائے ہاشم رضا نے چیختے ہوئے کہا۔ اور ریسیور رکھ دیا۔

اسی لمحے اس کے ساتھی اندر داخل ہوئے۔

کوارٹر اور اس کے ارد گرد تو کوئی مشکوک آدمی نہیں ہے سر ان میں سے ایک نے کہا۔

"ارد گرد پھیل جاؤ---ہر کوارٹر کی تلاشی لو اسے ہر قیمت پر پکڑا جانا چاہیئے"۔

ہاشم نے کہا وہ سب سر ہلاتے ہوئے تیزی سے واپس مڑتے چلے گئے۔

"یہ لوگ یہاں کیسے پہنچ گئے۔ ہاشم نے حیرت بھرے لہجے میں فرش پر پڑے ہوئے فرانسس، شارٹی اور روبرٹ کی لاشوں کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"گٹر کے ذریعے سے" ---- ٹائیگر نے دانتوں سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"گٹر کے ذریعے ---- وہ کیسے" ----- ہاشم رضا کا چہرہ حیرت کی شدت سے بگڑ گیا تھا۔

میں نے بیڈ کے نیچے آکسیجن سلنڈر دیکھے ہیں۔ کیا اس گٹر کا کوئی دہانہ اسٹور میں بھی ہے"۔ ٹائیگر نے کہا۔

ہاں ہے ----ہاشم نے رضا نے جواب دیا۔

"تو پھر وہ لوگ ٹرکوں میں کسی طرح چھپ کر اسٹور میں پہنچے ہیں اور وہاں سے گیس ماسک لگا کر وہ گٹر میں اتر کر اس کوارٹر میں پہنچے ہیں۔ انہوں نے مجھے بیہوش کر کے باندھ لیا تھا۔ مگر جب تمہارا فون آیا تو ان میں سے ایک آدمی نے پیچھے سے آکر میرا منہ دبا لیا اور میں نے اسی موقع سے فائدہ اٹھایا اور اسے جھٹکا دے کر اسے پیچھے اچھال دیا اس کے بعد قلابازی کھا کر کرسی الٹ گئی تو جھٹکے کی وجہ سے رسیاں ڈھیلی پڑ گئیں اور میں ان میں سے نکل جان میں کامیاب ہو گیا اور پھر ظاہر ہے یہاں جنگ تو ہونی تھی ------ اگر آپ چند لمحے پہلے پہنچ جاتے تو یہ سرغنہ نکل جانے میں کامیاب نہ ہو سکتا تھا"۔

ٹائیگر نے مختصر لفظوں میں بات کو دوہراتے ہوئے کہا۔

"میں کافی دور تھا جب فون پر تمہاری خطرہ خطرہ چیخنے کی آواز سنائی دی بہر حال یہ آدمی یہاں سے نکل نہیں سکتا۔لازماً پکڑا جائے گا۔بے فکر رہو"۔ہاشم رضا نے قدرے ندامت بھرے لہجے میں کہا۔

"انھوں نے میرا میک اپ صاف کر دیا ورنہ میں بھی اس کی تلاش میں نکلتا ایسا نہ ہو کہ مجھے مشکوک آدمی سمجھ کر تمہارے آدمی گولی مار دیں"۔ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں ----یہ ٹھیک ہے ------اس آدمی کے پکڑے جانے تک تم ہیں ٹھہرو۔میں خود باہر جاتا ہوں۔جب یہ آدمی پکڑا جائے گا تو میں تمہیں خود آکر اپنے ساتھ لے جاؤں گا"۔ہاشم رضا نے کہا اور پھر سر ہلاتا ہوا وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ٹائیگر ---ہاشم رضا کے جانے کے بعد فرش پر پڑی ہوئی لاشوں کی طرف متوجہ ہوا اور اس نے ان کی تلاشی لینی شروع کر دی اور پھر تھوڑی دیر بعد جب اس نے ان کے اندرونی لباس کی خفیہ جیبوں سے سامان بر آمد کیا تو اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ان لوگوں پاس انتہائی جدید ترین مگر انتہائی طاقتور اور خوفناک وائرلیس کنٹرول بم موجود تھے۔

اور ٹائیگر سمجھ گیا کہ سرغنہ کے پاس بھی ایسے ہی بم موجود ہوں گے وہ فوری طور پر اس کی اطلاع دینا چاہتا تھا۔ اس لئے وہ تیزی سے فون کی طرف لپکا اور سیکورٹی آفس کے نمبر گھمانے لگا۔

اس کی انگلیاں بجلی کی سی تیزی سے چل رہی تھیں۔

www.hibuddiez.com

باٹم نے عمران کی موت کی تصدیق کے لئے ہر ممکن کوشش کی لیکن اس کہیں سے بھی عمران کے متعلق کوئی خبر نہ مل سکی۔

اس نے عمران کے فلیٹ کی نگرانی بھی کی لیکن عمران کو فلیٹ سے لیجایا جاچکا تھا۔ فلیٹ میں عمران کا باورچی موجود تھا اور باٹم عمران کے دوست کے روپ میں اس سے بھی پوچھ گچھ کر چکا تھا لیکن اس نے سلیمان کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر ہی یہ محسوس کر لیا تھا کہ عمران

کو شدید بخار اور غشی کی حالت میں فلیٹ سے لے جایا گیا تھا۔ اس کے بعد اس کے متعلق کوئی خبر نہ ملی۔

اس نے تمام ہسپتال چھان مارے لیکن یوں محسوس ہوتا تھا، جیسے عمران کا وجود اچانک ہی غائب ہو گیا ہو۔ کسی طرف سے کوئی خبر نہیں مل رہی تھی۔

اسے یہ تو یقین تھا کہ عمران کسی صورت زندہ نہیں بچ سکتا لیکن پھر اس کی موت کا اعلان کیوں نہیں کیا گیا۔

اس بارے میں اسے شدید حیرت تھی ادھر چیف باس بار بار اس سے فائنل رپورٹ طلب کر رہا تھا مگر اسے فائنل رپورٹ دینے کے لیے کہیں سے مصدقہ خبر نہیں مل رہی تھی۔

آج بھی وہ اسی سلسلے میں چیف باس کے طلب کرنے پر اس کے مخصوص کمرے میں موجود تھا۔

چیف باس اس کی مخصوص صلاحیتوں کی وجہ سے اس سے عام ممبروں جیسا سلوک نہ کرتا تھا۔ اس لئے باٹم بڑے اطمینان سے میز کے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔

میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے چیف باس کے چہرے پر سرخی کی ہلکی سی تہہ چڑھی ہوئی معلوم ہوتی تھی یوں لگ رہا تھا جیسے وہ اپنے آپ پر بڑا جبر کر کے اپنے غصے کو روکے ہوئے ہو۔

"آخر عمران کہاں چلا گیا باٹم ------مجھے ہر لمحے اس سے خطرہ لگا رہتا ہے"۔ چیف باس نے سر ہلاتے ہوئے باٹم سے مخاطب ہو کر کہا۔

"باس ---عمران کی طرف سے خطرے والا تو ایک فیصد بھی امکان باقی نہیں رہ سکتا----اس نے بہر حال مرنا تو ہے ہی بلکہ اب تک تو اسے مرے ہوئے دو روز گزر چکے ہوں گے۔ لیکن یہ لوگ نہ جانے کس مصلحت کے تحت اس کی موت کا اعلان نہیں کر رہے یوں لگتا ہے جیسے اسے خاموشی سے کہیں دفن کر دیا گیا ہے۔اس کے بعد ہر شخص خاموش ہو گیا ہے۔ جیسے عمران نامی کوئی شخص کبھی اس دنیا میں وجود ہی نہ رکھتا ہو"----باٹم نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"دیکھو باٹم ----تمہاری صلاحیتیں اپنی جگہ بجا لیکن عمران ایک ایسی شخصیت ہے جس کی لاش سے بھی مجرموں کو خطرے کا امکان رہتا ہے۔اس لئے اس کی موت کی تصدیق ہونی ضروری ہے۔اس کے بغیر کسی بھی مجھے اطمینان نہیں ہو سکتا"۔ چیف باس نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"باس ------- آپ یوں سمجھیئے کہ اس کی موت کی تصدیق ہو چکی ہے۔ آپ اپنا مشن جاری رکھیئے کسی بھی وقت تصدیق ہو جائے گی۔ آخر وہ لوگ کب تک اس کی موت کو چھپائیں گے"۔ باٹم نے جواب دیا۔

اب ظاہر ہے اس کے سوا وہ اور کہہ بھی کیا سکتا تھا۔

پھر اس پہلے کہ باٹم کوئی جواب دیتا، میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور باس نے چونک کر رسیور اٹھالیا۔

"یس"۔ باس نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"باس --- مخصوص نمبر پر ایک کال آئی ہے۔ بولنے والا اپنی شناخت نہیں کرا رہا تھا۔ لیکن چونکہ اس نے ایچ-ایف کا حوالہ دیا تھا۔ اسلیے مجبوراً مجھے اس سے بات کرنی پڑی۔ اس کا لہجہ چونکہ باٹم سے ملتا تھا اس لئے میں نے چیکنگ کے لئے پوچھا کہ وہ باٹم بول رہا ہے تو اس نے فوراً ہی تسلیم کر لیا کہ وہ باٹم ہے اور چیف باس سے بات کر کے علی عمران کی موت کے بارے میں رپورٹ دینا چاہتا ہے۔ چونکہ میں چاہتا تھا کہ اس سے بات چیت کا سلسلہ جاری رہے تاکہ میں اس کے فون کی لوکیشن معلوم کر سکوں۔ اس لئے میں نے آپ سے بات کرانے کی حامی بھر لی ہے۔ آپ اس سے چند لمحے بات کریں تاکہ میں اس کی لوکیشن چیک

کر سکوں"۔ دوسری طرف سے کسی نے تیز تیز لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ----اچھا---ٹھیک ہے لیکن کیا ایسا تو نہیں ہو جائے گا کہ اس طرح وہ بھی اس مخصوص نمبر کی لوکیشن چیک کر رہا ہو۔ کیونکہ ڈائرکٹری میں بھی تو یہ نمبر نہیں ہے"۔ چیف باس نے پریشان لہجے میں کہا۔

"آپ کو علم ہے باس کہ راجر کچے کام نہیں کرتا۔ میں نے اس فون نمبر کو قائم کرنے سے پہلے اس کا بندوبست کر لیا تھا۔ کوئی اگر اسے چیک بھی کرے تو اسے گلستان کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ کا ہی پتہ چلے گا جسے ہم نے پہلے ہی فرضی نام سے خرید کر رکھ چھوڑا ہوا ہے۔ اس لئے اس سلسلے میں آپ بے فکر رہیں"----راجر نے بڑے فاخرانہ لہجے میں جواب دیا۔

اور چیف باس نے سر ہلا دیا کیونکہ وہ راجر کی صلاحیتوں سے اچھی طرح واقف تھا۔

مشینری کے سلسلے میں راجر سے زیادہ ذہین سائنسدان شاید ہی اس دنیا میں موجود ہو۔

"ٹھیک ہے---بات کراؤ"-------چیف باس نے جواب دیا۔

اور ساتھی کٹک کی ہلکی سی آواز ریسیور میں آتے ہی وہ سمجھ گیا کہ سلسلہ مل گیا ہے۔ اس نے میز پر پڑا ہوا رومال اٹھا کر مائیک پر رکھا اور بگڑے ہوئے لہجے میں کہنے لگا۔

"بس باٹم ---- کیا رپورٹ ہے" ---- چیف باس نے بات کرتے وقت سامنے بیٹھے باٹم کو آنکھ سے اشارہ کر دیا جو اپنا نام سن کر چونک پڑا تھا۔

"چیف باس ---- علی عمران ختم ہو گیا ہے لیکن ابھی سرکاری طور پر اس کو آؤٹ نہیں کیا جا رہا۔ مخصوص لیبارٹر میں اس کی لاش کو چیک کیا جا رہا ہے۔ بہر حال میں نے بڑی بھاگ دوڑ کے بعد اس کی موت کی تصدیق کر لی ہے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ ---- گڈ شو ---- یہ تمہارا بہت بڑا کارنامہ ہے۔ اب تم واپس جانے کے لئے آزاد ہو" ---- چیف باس نے لہجے کو دانستہ پر مسرت بناتے ہوئے کہا۔

"بہتر سر --- ویسے میری ضرورت مزید اگر پڑ سکتی ہو تو میں رُک جاتا ہوں" ---- دوسری طرف سے بولنے والے نے آفر کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں ---- مزید کوئی ضرورت نہیں ہو گی"۔ چیف باس نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

وہ دراصل جلد از جلد اس گفتگو کو ختم کرنا چاہتا تھا۔

"اوکے باس" ---- دوسری طرف سے بولنے والے نے جواب دیا اور چیف باس نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر ریسیور رکھ دیا۔

اور پھر اس نے پھرتی سے انٹر کام کا ریسیور اٹھا کر اس کا نمبر دبا دیا۔

"یس سر" --- دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز ابھری۔

"راجر کو کہو مجھے فوراً رپورٹ کرے" چیف باس نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور انٹر کام کا ریسیور رکھ دیا۔

"یہ کون تھا جو اپنے آپ کو باٹم کہہ رہا تھا"۔ باٹم نے پہلی بار زبان کھولی۔ اس کے لہجے میں شدید حیرت تھی۔

"جو بھی تھا، یقیناً ہمارے لئے خطرناک آدمی ہے۔ جسے نہ صرف اس ملک میں ہماری تنظیم کی موجودگی کا علم ہے بلکہ وہ اس کا کوڈ ایچ-ایف بھی جانتا ہے اور یہ انتہائی مخصوص نمبر بھی اس کے علم میں ہے اور ساتھ ہی اسے یہ بھی علم ہے کہ عمران کی موت کا تعلق باٹم سے ہے اور باٹم کا تعلق ایچ ایف سے ہے"۔ چیف باس نے بے اختیار رومال سے پسینہ پونچھتے ہوئے جواب دیا۔

"ایسا کون شخص ہو سکتا"---باٹم کے لہجے میں مزید حیرت اُبھر آئی۔

"کیا تم علی عمران کا لہجہ پہچانتے ہو"----چیف باس نے اچانک پوچھا۔

"جی ہاں ----اچھی طرح ---میں نے کئی روز اس کی نگرانی کی ہے"۔باٹم نے جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ چیف باس مزید کچھ کہتا ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور چیف باس نے ریسیور اٹھالیا۔

"راجر بول رہا ہوں جناب ---میں نے ٹیلیفون کی لوکیشن کا پتہ چلا لیا ہے۔ یہ ٹیلیفون گراہم بل رو کی عمارت نمبر چوبیس میں نصب ہے۔ میں نے اس عمارت کو بھی مزید چیک کیا ہے۔ اس عمارت میں براہ راست ٹیلی فون نہیں ہے بلکہ اس کے باوجود ایک پبلک فون بوتھ موجود ہے۔ کال اسی پبلک بوتھ سے کی گئی ہے"۔راجر نے کہا۔

"اوہ---اس کا مطلب ہے بولنے والا پہلے سے ہی اس سلسلے میں محتاط تھا"۔چیف باس نے ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا۔

"جی ہاں---معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے---لیکن سوال یہ ہے کہ آخر تھا یہ کون اور اسے اس مخصوص نمبر کا علم کیسے ہوا"۔راجر نے کہا۔

"یہ بات بعد میں سوچیں گے----تم ایسا کرو فوری طور پر کوباہم سے کہو کہ وہ اپنے آدمی لے کر گلستان کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ کو گھیر لیں۔

ہو سکتا ہے ہماری طرح اس آدمی نے بھی لوکیشن چیک کی ہو۔ اگر ایسا ہوا ہے تو پھر یقیناً گلستان کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ کو چیک کرے گا۔ وہاں جو بھی پہنچے اسے زندہ یا مردہ حالت میں ہیڈ کوارٹر نمبر تھری میں پہنچا دیا جائے اور ان کی سخت ترین نگرانی کی جائے"۔ چیف باس نے کہا۔

"بہت بہتر جناب ---میں ابھی آرڈرز بھجواتا ہوں"۔ راجر نے کہا۔

"تم نے فون ٹیپ تو کیا ہو گا"۔ چیف باس نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ کیا ہے"۔ راجر نے چونکتے ہوئے کہا۔

"آرڈرز بھجوا کر ٹیپ سمیت میرے پاس آجاؤ"۔ چیف باس نے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔

اس کے چہرے پر شدید الجھن کے آثار تھے۔

"آپ کا خیال ہے کہ یہ بولنے والا خود عمران تھا"۔ باٹم نے پوچھا۔

"ہاں ---- میرا خیال یہی ہے --- کیونکہ اس ملک میں وہی ایسا خطرناک آدمی ہو سکتا ہے جو اس حد تک پہنچ جائے"۔ چیف باس نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

www.hibuddiez.com

"چیف باس ----- آپ یقین کریں کہ عمران کو میں نے فیلیا فیور کا جرثومہ منتقل کر دیا ہے اور اسے بخار کے بعد غشی بھی ہو گئی تھی۔ اس کے بعد اس کا زندہ بچ جانا ناممکن ہے۔ قیامت تو آسکتی ہے لیکن فیلیا فیور کا علاج نہیں ہو سکتا"۔ باٹم نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے. باٹم لیکن دنیا میں کوئی چیز ناممکن نہیں ہوتی. ہو سکتا ہے کہ اتفاق کی وجہ سے اسکا علاج ڈھونڈ لیا گیا ہو یا انہی میں سے کوئی ایسی شخصیت موجود ہو جو اسکا علاج جانتی ہو جس نے اس پر ریسرچ کی ہو اور جیسے تم نہ جانتے ہو". چیف باس نے کرخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

www.hibuddiez.com

"آپکی بات درست ہے. جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے اس دنیا میں صرف ایک آدمی ایسا ہے جس نے پرائیویٹ طور پر فلیلیا فیور پر ریسرچ کی تھی اور وہ ماریطینیہ کا ڈاکٹر آلیور ہے بس اسکے سوا اور تو کسی کو اسکا علم بھی نہیں ہے. اور وہ گمنام سا آدمی ہے. اسنے اپنی اس ریسرچ کا کبھی کسی سے ذکر نہیں کیا. مجھے بھی بس اتفاق سے اسکے متعلق اسکا علم ہوا تھا. علاج جاننا تو اسکے بس کا روگ بھی نہیں اور اگر ہو بھی تو سہی تو اسکا یہاں کیا کام"؟ باٹم نے کہا۔

"بہر حال ابھی ٹیپ آرہا ہے. تم اسے غور سے سُن لو کہ کیا وہ واقعی علی عمران ہے یا نہیں"؟ چیف باس نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

چند لمحوں بعد ایک اڈھیر عمر آدمی اندر داخل ہوا. اسکے ہاتھ می ایک کیسٹ ریکارڈر تھا.

آؤ راجر۔۔۔ بیٹھ جاؤ۔ کو باہم کو آرڈرز دے دیئے ہیں؟؟ چیف باس نے آنے والے سے مخاطب ہو کر کہا۔

اسکا لہجہ بے حد دوستانہ تھا کیونکہ وہ راجر کی صلاحتوں کا مداح تھا اور اسے ہائی فائی کا دماغ کہا کرتا تھا اور ویسے بھی راجر ہائی فائی ہیڈ کوارٹر کا انچارج تھا اور اسکی سائنسی صیلاحتوں کی وجہ سے آج تک دنیا کی کوئی تنظیم ہائی فائی کے ہیڈ کوارٹرز کا سراغ نہ لگا سکی تھی.

جی ہاں، وہ مشن پر چلا گیا ہو گا. راجر نے ٹیپ ریکارڈر میز پر رکھتے ہوئے کہا۔ اس میں اس آدمی کی آواز کا ٹیپ ہے؟ چیف باس نے پوچھا.

جی ہاں. کیا سناؤں؟ راجر نے جواب دیا۔

ہاں، باٹم کو سناؤ. چیف باس نے کہا۔

اور راجر نے ریکارڈر کا بٹن آن کر دیا اور کمرے میں عمران کی گوجتی ہوئی آواز سنائی دی. وہ علی عمران کی موت کی اطلاع دے رہا تھا. باٹم بڑے غور سے اسکی آواز سن رہا تھا. اسکے چہرے پر شکنوں کا جال پھیلتا

جارہاتھا.جب بات ختم ہو گئی توراجر نے ریکارڈ آف کر دیا۔ لہجہ اور آواز عمران سے ملتی ہے لیکن ایساہونانا ممکن ہے.باٹم نے الجھتے ہوئے کہا۔

"ابھی تصدیق ہو جاتی ہے میں نے کراس ورلڈ آرگنائزیشن سے اسکا فوٹو اور آواز کا ٹیپ منگوایا ہوا ہے. مجھے عمران کے متعلق تفصیلی معلومات بھی ملی تھیں۔ چیف باس نے کہااور انٹر کام کا نمبر دبا کر اسنے ایک بٹن دبادیا"۔

"تمہاری بات درست ہے.باٹم لیکن دنیامیں کوئی چیزنا ممکن نہیں ہوتی. ہوسکتاہے کہ اتفاق کی وجہ سے اسکاعلاج ڈھونڈ لیا گیاہو یاانہی میں سے کوئی ایسی شخصیت موجودہوجو اسکاعلاج جانتی ہو جس نے اس پر ریسرچ کی ہو اور جیسے تم نہ جانتے ہو". چیف باس نے کرخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

یس۔۔۔ اسٹور سر۔ دوسری طرف سے ایک سنجیدہ سی آواز سنائی دی.

کراس ورلڈ آرگنازیشن سے جو ٹیپ ملا تھا وہ اسٹور میں ہے؟؟ چیف باس نے کہا

یس باس، موجود ہے. دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

وہ میرے کمرے میں بجھوادو. چیف باس نے کہااور رسیور رکھ دیا.

تھوڑی دیر بعد ایک مسلح نوجوان ہاتھ میں ایک پیکٹ اٹھا کر کمرے میں داخل ہوا اور اس نے بڑے مودبانہ انداز میں وہ پیکٹ لا کر باس کے سامنے میز پر رکھا اور خود تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

اسے سنواؤ۔ باس نے راجر سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا اور راجر نے سر ہلاتے ہوئے پیکٹ اٹھایا۔ اسے کھول کر اس میں سے کیسٹ نکالا اور پھر ریکارڈر کھول کر پہلا کیسٹ نکال کر اس نے ریکارڈر میں آنے والا کیسٹ لگایا۔ اسے گھما کر ایڈجسٹ کیا اور اسکے بعد ریکارڈر کا بٹن دبا دیا۔ دوسرے ہی لمحے کمرے میں علی عمران کی آواز گونجنے لگی۔ وہ کسی سے بات چیت میں مصروف تھا۔ تقریبا دو منٹ تک اسکی گفتگو چلتی رہی پھر ختم ہونے پر راجر نے ہاتھ بڑھا کر ریکاڈر روک دیا۔

یہ تو واقعی علی عمران کی آواز ہے باس۔ لیکن پھر بھی مجھے یقین نہیں آرہا۔ باٹم کی آنکھوں میں سخت حیرت کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔

تو اسکا مطلب ہے کہ علی عمران نہ صرف زندہ ہے بلکہ وہ ایچ ایف کی راہ پر بھی لگ چکا ہے۔ چیف باس نے انتہائی تشویش ناک لہجے میں جواب دیا۔

باس، انتھونی مشن پر پہنچ تو گیا ہے۔ ہو سکتا ہے ہم جلد ہی مشن مکمل کرلیں پھر ہم خاموشی سے نکل چلیں گے۔ راجر نے کہا۔

ہاں اب تمام توقعات انتھونی سے وابستہ ہیں. وہ انتہائی ذہین اور دلیر آدمی ہے. وہ ضرور کامیاب لوٹے گا لیکن اب ہم کسی صورت سیکرٹ سروس سے بے خبر نہیں رہ سکتے. چیف باس نے سوچنے والے انداز میں کہا۔

چیف باس۔۔۔۔ میں نے سیکرٹ سروس کو قبضے میں کرنے کیلیے ایک چکر چلایا ہوا ہے اگر داؤلگ گیا تو بات بن جائے گی. راجر نے کہا۔

کیا مطلب ؟؟ میں نہیں سمجھا؟؟ باس نے سیکرٹ سروس کے بارے میں سن کر چونکتے ہوئے کہا۔

باس. سوئیزرلینڈ میں مجھے ایک آدمی ملا تھا جس نے مجھے بتایا تھا کہ اسکی منگیتر جولیانا فٹرز واٹر پاکیشا سیکرٹ سروس کی سرگرم رکن ہے. اسنے مجھے اسکا پتہ بھی بتایا تھا تاکہ اگر میں کبھی پاکیشا جاوں تو اسکے پاس مہمان ٹھروں وہ پتہ میری ڈائری میں لکھا پڑا تھا اتفاق سے ڈائری دیکھتے ہوئے وہ پتہ سامنے آیا تو میں چونک پڑا اور مجھے اس آدمی کی بات یاد آگئ حالانکہ میں کافی عرصہ گزر جانے کی وجہ سے اسے بھول چکا تھا. میں نے پتہ کرایا تھا واقعی اس فلیٹ میں ایک غیر ملکی لڑکی جولیانامی رہتی تھی چناچہ میں سمجھ گیا کہ یہ وہی لڑکی ہوگی۔ اس پر میں نے یہاں کے دو بدمعاش راجو اور مارٹن ہائر کیے تاکہ وہ اس جولیا کو اغوا کرکے مجھے اطلاع دے دیں. ان میں سے ایک شخص جولیا کو جانتا تھا کہ وہ لڑکی بے

حد خطرناک ہے. وہ اسے عام لڑکی کے انداز می اغوا نہیں کر سکتے. چناچہ میں نے انہیں دو روز کا وقت دیا ہے مگر ابھی تک ان کی طرف سے کوئی اطلاع نہیں آئی. راجر نے تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا۔

اوہ. راجر تم نے کیا حماقت کی ہے؟ اگر تمہیں کسی طرح سیکرٹ سروس کے کسی رکن کا علم ہو گیا تھا تو تمہیں تنظیم کے آدمیوں کو اس کام پر لگوانا چاہیئے تھا. ہمارے پاس اسوقت کافی رکن موجود ہیں. بد معاشوں سے اگر سیکرٹ سروس والے قابو میں آجائیں تو سارے مسلے حل نہ ہو چکے ہوتے۔ چیف باس نے غصے سے بھڑکے ہوئے لہجے میں کہا۔

سوری باس دراصل میں براہ راست ایچ ایف کو ملوث نہ کرنا چاہتا تھا۔ راجر نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

تمہارا آئیڈیا درست تھا لیکن اب دیکھو سیکرٹ سروس ایچ ایف کی راہ لگ چکی ہے. اسلیے اب فوری طور پر ان بد معاشوں کو راستے سے ہٹا دو ہمیں فوراً اس لڑکی جولیا کو اغوا کر کے اس سے معلومات حاصل کرنی چاہیئں. علی عمران اور سیکرٹ سروس کو کاری ضرب لگا سکیں۔ چیف باس نے کہا۔

بہتر جناب میں ابھی ان بدمعاشوں سے بات کرتا ہوں اور انہیں روک دیتا ہوں۔راجر نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور میز پر پڑا ہوا فون اپنی طرف کھسالیا۔اسنے تیزی سے نمبر گھمائے۔

یس۔۔۔۔جونی کلب. رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے کرخت آواز آبھرئی.

راجو اور مارٹن دونوں میں سے جو بھی موجود ہو بات کراؤ۔میں پامر بول رہاہوں. راجر نے بڑے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

دونوں یہیں موجود ہیں۔میں بلاتا ہوں۔دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر کسی کی زور سے مارٹن کو پکارنے کی آواز سنائی دی.

www.hibuddiez.com

ابھی آرہاہے جناب۔ہولڈ کریں۔دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر خاموشی چھا گئی. یس مارٹن سپیکنگ۔چند لمحوں بعد بھاری سی آواز آئی.

مارٹن،راجو کہاں ہے ؟؟راجر نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

وہ بھی موجود ہے۔کیوں ؟مارٹن نے پوچھا۔

میرا کام ہو گیا ہے یا نہیں ؟؟راجر نے مبہم سے لہجے میں پوچھا۔

ابھی نہیں ہوا۔البتہ جلد ہو جائے گا۔مارٹن نے جواب دیا.

پھر ایسا کرو کہ تم دونوں مجھ سے مل لو۔ میں نے اس کام کے بارے میں مزید گفتگو کرنی ہے اور ایک نیا کام بھی دینا ہے۔ نئے کام کا معاوضہ پیشگی ادا کروں گا۔ راجر نے کہا۔

ٹھیک ہے۔ کہاں ملیں؟ مارٹن نے پوچھا۔

گراس کلب سے ملحقہ کوٹھی پر آجاؤ وہاں دربان سے میرا نام لینا کہ ہم نے مسٹر پامر سے ملنا ہے۔ وہ تمہیں اندر لے آئے گا۔ لیکن تم نے جلدی آنا ہے۔ کام انتہائی ضروری اور ایمر جنسی نوعیت کا ہے۔ ساتھ یہ بھی خیال رہے کہ رازداری شرط ہے۔ راجر نے تیز لہجے میں کہا۔

آپ بے فکر رہیں جناب۔ مارٹن نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

اوکے۔۔۔ آدھے گھنٹے بعد پہنچ جانا۔ میں انتظار کرونگا۔ راجر نے کہا اور ریسور رکھ دیا۔

یہ کیا بات ہوئی راجر؟؟ چیف باس نے گفتگو ختم ہوتے ہی پوچھا۔

باس۔ یہ مارٹن وہ نہیں ہے۔ جس سے میں پہلے گفتگو کی تھی۔ اسکا لہجہ اور تھا جبکہ اسکا لہجہ اور ہے۔ گو اسنے اسکے لہجے کی نقل کرنے کی کوشش کی ہے مگر بہر حال فرق واضح ہے۔ اسلیے میں نے انہیں ہیڈ کوارٹر نمبر تھری میں بلا لیا ہے تاکہ پتہ کیا جا سکے کہ چکر کیا ہے؟؟ راجر نے کہا۔

اوہ۔ اگر یہ بات ہے تو پھر یہ سیکرٹ سروس کے لوگ ہونگے اور ان بد معاشوں کا حملہ ناکام ہو گیا ہے یا پھر وہ مارے گئے ہونگے اور پھر سیکرٹ سروس والوں نے کلیو کیلیے یہ روپ دھار لیا ہے اگر ایسا ہی ہے تو بہت اچھا ہے. ہم ان سے مزید کلیو حاصل کر سکتے ہیں۔ تم ہیڈ کوارٹر تھری کو احتیاط کا حکم دے دو اور انہیں کہہ دو کہ ان پر احتیاط سے ہاتھ ڈالیں۔ خاص طور پر انکے تعاقب کا خاص خیال رکھا جائے.

ایسا نہ ہو کہ سیکرٹ سرس والے انکی نگرانی کر رہے ہوں اور اسطرح وہ ہمارے ہیڈ کوارٹر پر ہی ریڈ کر دیں چیف نے جواب دیا.

اوکے سر۔ مجھے اجازت دیں۔ جیسے ہی یہ لوگ پہنچے گے میں اطلاع دے دونگا۔ راجر نے کہا۔

ہاں۔۔۔۔ کوباہم کی طرف سے گلستان والی کوٹھی سے کوئی اطلاع ملے تو مجھے ضرور مطلع کرنا. وہ علی عمران انتہائی خطرناک شخصیت ہے.

میں اس سے خود ملنا چاہتا ہوں۔ چیف باس نے کہا۔

بہتر سر۔ راجر نے کہا اور ٹیپ ریکارڈر اٹھا کر دروازے کی طرف بڑھ گیا

اور سنو راجر۔ چیف باس نے اچانک کچھ یاد آنے پر کہا۔

یس سر؟ راجر نے تیزی مڑتے ہوئے کہا۔

انتھونی کی طرف سے جیسے ہی کوئی اطلاع ملے مجھے مطلع کر دینا۔ وہ سب سے اہم کام ہے. چیف باس نے کہا۔

بہتر باس۔ راجر نے مودبانہ لہجے میں کہا اور تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔

تم بھی فی الحال آرام کرو، باٹم. ورنہ علی عمران تم پر بھی ہاتھ ڈال دے گا۔ چیف باس نے سامنے بیٹھے ہوئے باٹم سے کہا اور باٹم اٹھ کھڑا ہوا۔

ویسے مجھے حیرت ہے باس۔۔۔۔۔ باٹم نے اٹھتے ہوئے کہا۔

فی الحال اپنی حیرت کو اپنے پاس ہی رکھو۔ مجھے اور بھی کام نمٹانے ہیں.

چیف باس نے تلخ لہجے میں کہا اور باٹم خاموشی سے سر جھکائے کمرے سے باہر نکل گیا.

انتھونی نے صورتحال سنبھالنے کی پوری کوشش کی لیکن جب اسنے دیکھا کہ معاملہ اسکے کنٹرول سے باہر ہے اور ٹائیگر اسکے ساتھیوں سے لڑنے میں مصروف ہے تو اسنے بجلی کی تیزی سے چھلانگ لگائی اور کمرے سے باہر پہنچ گیا۔ وہ دوڑ کر برآمدے میں پہنچا تو اسنے دروازہ کھلتے

اور چند افراد کو اندر آتے دیکھا وہ جھپٹ کر ایک اور دروازے میں گھس گیا اور اسکی اوٹ میں ہو گیا۔ آنے والے پانچ چھ آدمی تھے انہوں نے سیکورٹی یونیفارم پہنی ہوئی تھی اور انکے ہاتھوں میں سٹین گنیں تھیں۔ وہ تیزی سے بھاگتے ہوئے اس کمرے کی طرف دوڑتے چلے گے جدھر سے انتھونی نکلا تھا۔ آخری آدمی کے اندر جاتے ہی انتھونی برق رفتاری سے باہر نکلا اور پھر محتاط انداز میں دوڑتا ہوا صحن پار کر کے کوارٹر سے باہر نکل گیا۔ باہر آتے ہی وہ تیزی سے ایک گلی میں گھستا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا اور اسی طرح مختلف گلیوں کے بعد وہ کوارٹر کی گلیوں سے نکل کر ایک دوسری کالونی آ گیا۔

جہاں بڑے بڑے بنگلے نما مکان بنے ہوئے تھے۔ ایک بنگلہ اسے تاریک نظر آیا تو وہ اسکی چھوٹی چھوٹی باڑ پھلانگتا ہوا دوسری طرف گھستا چلا گیا۔ بنگلے میں کوئی آدمی نہ تھا۔ اسکی روشنیاں بھی گل تھیں۔ انتھونی کو فوری طور پر چھپنے کیلیے اس سے بہتر کوئی جگہ دکھائی نہ دی اور وہ ایک کمرے میں گھستا چلا گیا۔ یہ لائبریری تھی جس میں بڑی بڑی کتابیں الماریوں میں بھری ہوئی تھیں۔ ایک طرف بڑی رائیٹنگ ٹیبل پڑی تھی۔ جس پر چند فائلیں بڑے سلیقے سے رکھی ہوئیں تھیں۔ خوبصورت سا ٹیبل لیمپ بھی تھا۔ انتھونی نے ان فائلوں کی تلاشی لینی شروع

کر دی. پنسل ٹارچ کی مدد سے وہ بڑی آسانی سے اپنا کام کر رہا تھا لیکن یہ فائلیں اسکی سمجھ میں ہی نہ آئیں کیونکہ وہ کسی نامونوس سی اشارتی زبان میں لکھیں گئیں تھیں پھر اسنے دراز کی بھی تلاشی لی. وہاں سے بھی کچھ نہ ملا تو اسکی توجہ کتابوں کی طرف ہو گی. کتابیں سائنس کے مضمون پر تھیں.

ابھی وہ کتابیں دیکھ ہی رہا تھا کہ اچانک باہر سے کار کے ٹائر چیخنے اور پھر کار رکنے اور گیٹ کے کھلنے کی آواز سنائی دی۔

انتھونی چوکنا ہو گیا۔ اسنے تیزی سے ادھر ادھر دیکھا اور اسے ایک بڑی سی الماری نظر آ گئی اور وہ اسکے پیچھے چھپ گیا اب قدموں کی آواز اندر آتی سنائی دے رہی تھی پھر چٹ کی آواز سے ساری بتیاں جل اٹھی شاید مین سوئچ آن کیا گیا تھا چند لمحوں بعد کار کے ٹائروں کے چرچرانے کی آواز آئی شاید کار واپس جا رہی تھی۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک اڈھیر عمر آدمی اندر داخل ہوا اسکے چہرے پر شکنوں کا جال سا بنا ہوا تھا۔ جیسے کسی خاص بات کی پریشانی کا شکار ہو. پھر اسنے کرسی پر کوٹ بڑی لاپرواہی سے پھینکا اور رائیٹنگ ٹیبل کے سامنے والی کرسی پر جا بیٹھا. اسنے میز کی ٹاپ سے کوئی بٹن دبایا تو میز کی سائیڈ سے ایک دراز کھلتی چلی گئی۔ اسنے اس دراز میں سے ایک سرخ

رنگ کا ٹیلی فون اٹھایا. اس فون سے کوئی تار بھی منسلک نہیں تھی۔ یہ فون وائرلس کی لہروں پر کام کرتا تھا۔ اس کے ڈائل پر ہندسوں کی بجائے شعبوں کے کوڈ درج تھے. اسنے فون اٹھا کر ایک ابھرا ہوا ٹکڑا دبا دیا.

ڈاکٹر غوری سپیکنگ۔ میں کوٹھی پر موجود ہوں۔ اگر کوئی ایمر جنسی ہو تو مجھے فوراً مطلع کر دینا. ادھیڑ عمر آدمی نے کہا اور دوسری طرف سے جواب سن کر اسنے رسیور رکھ دیا۔

پھر کرسی سے اٹھ کر کتابوں والی الماری کی طرف بڑھنے لگا۔ اسنے ایک کتاب نکالی اور واپس کرسی پر بٹھ کر اس کتاب کے مطالعے میں مصروف ہو گیا. انتھونی جو الماری کے پیچھے چھپا بیٹھا تھا. ڈاکٹر غوری کا نام سنتے ہی وہ چونک پڑا اور اسکی انکھیں چمک اٹھیں۔

قسمت اسکا ساتھ دے رہی تھی. وہ جانتا تھا کہ سنٹر کا انچارج ڈاکٹر غوری ہی ہے۔ اب قدرت نے خود بخود اسے سنٹر کے اہم ترین آدمی سے ٹکرا دیا تھا۔ ڈاکٹر غوری کرسی پر بیٹھے کتاب کے مطالعے میں مصروف تھا کہ انتھونی خاموشی سے الماری کے پیچھے سے نکلا اور دبے پاوں ڈاکٹر غوری کی طرف بڑھا۔ ڈاکٹر غوری کو اسکی حرکت کا احساس ہی نہ ہوا. ڈاکٹر

غوری کے پاس پہنچ کر انتھونی نے ہاتھ اٹھایا اور اسکا مکہ بجلی کی تیزی سے اسکی کنپٹی پر پڑا۔ ہلکا سا پٹاخہ چھوٹنے کی سی آواز آئی اور ڈاکٹر غوری کرسی سمیت مخالف سمت فرش میں جا گرا۔

اسکا جسم گرتے ہی ڈھیلا پڑ چکا تھا۔ ایک پر قوت مکے نے اسکی آنکھوں میں اندھیرے پھیلا دیئے تھے۔ ڈاکٹر غوری کے گرتے ہی انتھونی تیزی سے جھپٹا اور پھر اسنے بیہوش پڑے ہوئے ڈاکٹر غوری کو کاندھے میں ڈالا۔ کرسی سیدھی کی اور دوسرے ہی لمحے وہ باتھ روم کے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ پہلے ہی باتھ روم کا دروازہ چیک کر چکا تھا۔ باتھ روم مین داخل ہو کر اسنے ڈاکٹر غوری کو ایک طرف لٹایا اور خود باہر نکل آیا۔

باہر آ کر اسنے کمرے کا دروازہ سب سے پہلے بند کیا پھر میز سے وائرلیس فون اٹھا کر واپس باتھ روم میں آ گیا۔ اسنے فون تیزی سے ایک طرف رکھا پھر اسنے تیزی سے اوپر والا لباس اتار دیا۔ جو اسنے کوارٹر کی الماری سے پہنا تھا پھر اسنے ڈاکٹر غوری کا اوپر والا لباس اتارنا شروع کر دیا تھوڑی دیر بعد اسنے ڈاکٹر کا اترا ہوا لباس اپنے چست لباس کے اوپر پہنا۔ ڈاکٹر غوری چونکہ اسکی جسامت کا تھا اسلیے لباس اسے فِٹ آ گیا پھر اسنے اپنے لباس کی جیب سے چپٹا سا باکس نکالا اور ان میں سے مختلف

ٹیوبیں نکال کر اسنے باتھ روم کے آئینے کی مدد سے اپنا میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ اسکے ہاتھ بہت تیزی سے چل رہے تھے زیادہ سے زیادہ دس منٹ میں اسنے بالوں، چہرے، ہاتھوں اور پیروں کا رنگ ڈاکٹر غوری جیسا کر لیا اسکے چہرے کے خدوخال بھی ڈاکٹر غوری جیسے ہوتے چلے گے اور مزید دس منٹ بعد وہ بالکل ڈاکٹر غوری جیسے حلیے میں آچکا تھا جب اسنے پوری طرح اطمینان کر لیا تو اسنے کمرے سے رسی لا کر ڈاکٹر غوری کے ہاتھ اور پیر بڑی مہارت سے باندھ دیئے.

پھر اسنے منہ میں رومال ڈال کر دوسرے رومال سے اچھی طرح باندھ دیا پھر وائرلیس ٹیلی فون اٹھائے باتھ روم سے باہر آگیا اور پھر اسنے باہر سے اسکا لاک لگا دیا اور خود تیزی سے رائٹنگ ٹیبل کی طرف بڑھتا چلا گیا ابھی وہ ٹیبل تک پہنچا ہی تھا کہ ہاتھ میں پکڑے فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی. انتھونی نے فون میز پر رکھا اور فون اٹھالیا۔

یس۔۔۔۔۔ڈاکٹر غوری سپیکنگ. انتھونی نے ڈاکٹر غوری کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

ہاشم بول رہا ہوں جناب۔۔۔۔ ایک انتہائی اہم مسئلہ پیش آیا ہے۔۔۔۔چار غیر ملکی ایجنٹ سپلائی ٹرکوں کے ذریعے سنٹر میں داخل ہونے میں کامیاب ہوگئے ہیں۔ وہ سٹور کے نیچے گزرنے والے گٹر سے

اس کوارٹر میں داخل ہو گئے جہاں ایکسٹو کا بھیجا ہوا آدمی رہتا ہے۔ انہوں نے وقار کو قابو کر لیا۔ ادھر میں نے وقار کو فون کیا تو وقار چیخ کر ہمیں خطرہ سے آگاہ کرنے میں کامیاب ہو گیا. ہمارے پہنچنے تک وقار نے تین مجرموں کو قابو کر لیا اور چوتھا مجرم فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا اور باوجود تلاش کے وہ کہیں بھی نہیں ملا. ہم نے سنٹر کا کونا کونا چھان مارا ہے یوں لگتا ہے کہ مجرم ہوا میں تحلیل ہو گیا ہو۔ دوسری طرف سے تیز تیز لہجے میں کہا گیا۔

یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مجرم اندر آئے اور غائب ہو جائے؟ وہ جادو تو نہیں جانتا تھا ضرور کہیں نہ کہیں چھپا ہوا ہو گا. انتھونی نے سخت اور انتہائی سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

ہم اسے تلاش کر رہے ہیں. اب ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ کالونی کا ایک ایک کواٹر اور ایک ایک کوٹھی کی تلاشی لینگے. میں نے اسلیے فون کیا تھا کہ آپ سے معلوم کر لوں کہ آپ اپنی کوٹھی پر موجود ہیں یا نہیں کیونکہ ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ مجرم آپکی کوٹھی خالی دیکھ کر اس میں چھپ گیا ہو. دوسری طرف سے کہا گیا۔

کس وقت وہ فرار ہوا ہے؟ انتھونی نے پوچھا۔

تقریبا پون گھنٹہ ہوا ہے۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

www.hibuddiez.com

میں تو یہاں ایک گھنٹے سے ہوں اور یہاں تو کوئی نہیں آیا. انھوںنی نے بڑے اعتماد سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے جناب۔ آپ محتاط رہیں. جیسے ہی مجرم پکڑا گیا میں آپکو فون کر دونگا۔ہاشم رضا نے کہا۔

یہ تو ٹھیک ہے۔ لیکن میرے ذہن میں خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ مجرم انتہائی ذہین اور دیدہ دلیر معلوم ہوتے ہیں. اگر وہ ایم ایچ وی کا فارمولا لے اڑے تو پھر ہم کہیں کے نہ رہے گے۔ اسلیے میرا خیال ہے کہ میں اسے اسپیشل اسٹور سے نکلوا کر وزارت سائنس کے اسپیشل سٹور میں داخل کروادوں تاکہ اسکی طرف سے اطمینان رہے۔ انھوںنی نے کہا۔

سر ---- میرے خیال سے اسکی ضرورت نہیں۔ مجرم چاہے کتنا ہی ذہین اور دیدہ دلیر ہو وہ اسپیشل اسٹور تک نہیں پہنچ سکتا۔ہاشم رضا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

لیکن تم خود سوچو کہ لیباٹری میں داخل ہونا بھی ناممکن تھا لیکن وہ نہ صرف داخل ہوئے بلکہ ان میں سے ایک مجرم غائب بھی ہے۔ انھوںنی نے کہا۔

ٹھیک ہے جناب جیسا آپ مناسب سمجھیں۔ہاشم رضا نے اپنی کوتاہی سامنے آتے ہی ہتھیار ڈال دیئے۔

ایسا ہی مناسب رہیگا۔ کم از کم مجھے اطمینان رہے گا۔ انتھونی نے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔

وہ چند لمحے خاموش رہا اسکے ذہن میں وہ معلومات گھوم رہیں تھیں جو یہاں کے ایک سائینسدان سبطین نے اسے دی تھیں۔ وہ چاہتا تھا کہ کام اسطرح ہو کہ کسی کو شک بھی نہ ہو اور وہ فارمولا لے کر لیباٹری سے باہر نکل جائے۔ اسے دراصل خطرہ سیکرٹ سروس کے اس آدمی وقار سے تھا۔ جس نے چند لمحوں میں ہی ساری گیم پلٹ دی تھی۔

یہ تو انتھونی کی قسمت تھی کہ وہ نہ صرف بروقت وہاں سے نکل آیا بلکہ ڈاکٹر غوری کی کوٹھی تک آپہنچا۔ بہرحال چند لمحے سوچنے کے بعد اسنے فیصلہ کن انداز مین کندھے جھٹکے اور پھر ریسیور اٹھالیا اور ڈائل پر موجود شعبوں کو غور سے دیکھنے لگا. چند لمحوں بعد اسکی نظریں اسپیشل سٹور کے الفاظ پر جم گئیں۔ اسنے طویل سانس لیتے ہوئے وہ خانہ دبا دیا.

یس سلیم الزماں سپیکنگ۔ چند لمحوں بعد ایک باوقار سی آواز آئی۔

ڈاکٹر غوری سپیکنگ۔ انتھونی نے بھی لہجے کو باوقار بناتے ہوئے کہا۔

یس سر ---- فرمایئے؟ دوسری طرف سے مودبانہ لہجہ میں کہا گیا۔

مسٹر سلیم ----- فارمولا ایم ایچ وی کی فائل لے کر فوری طور پر میری کوٹھی پر پہنچ جایئے۔ انتھونی نے سخت لہجے میں کہا۔

ایم ایچ وی --- مگر سر؟؟ دوسری طرف سے سلیم کی بوکھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔

آپکی بوکھلاہٹ درست ہے مگر چند غیر ملکی مجرم لیباٹری میں داخل ہو چکے ہیں اسلیے یہ فائل خطرے میں ہے اور میں نے یہ فائل فوری طور پر وزارت سائنس کے اسپیشل اسٹور میں داخل کرانی ہے تاکہ کم از کم اسکی طرف سے اطمینان رہے۔ انتھونی نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔

اوہ ---- یس سر یس سر --- پھر ٹھیک ہے سر۔ سلیم الزمان نے مجرموں کا نام سنتے ہی نرم پڑتے ہوئے کہا۔

آپ یہ فائل لے کر خود میرے پاس پہنچ جائیں۔ میں انتظار کر رہا ہوں۔ انتھونی نے کہا۔

ٹھیک ہے جناب۔ میں رسید بھی لیتا آونگا تاکہ آپ سائن بھی کر دیں۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

بالکل۔ انتھونی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

اسکا دل بلیوں اچھل رہا تھا- جو فائل سنٹر سے نکالنے میں ناممکن نظر آرہی تھی وہ کتنی آسانی سے اسکے ہاتھ آرہی تھی لیکن اب مسلئہ تھا فوری طور پر ڈاکٹر غوری کے دستخط کا- اسنے رسیور رکھ کر تیزی سے دراز کی تلاشی لینی شروع کر دی اور اس میں موجود کاغذات دیکھنے لگا اور

پھر ایک کاغذ پر نظر پڑتے ہی وہ اچھل پڑا۔اس پر ڈاکٹر غوری کے دستخط موجود تھے۔اسنے جیب سے قلم نکالا اور ایک سفید کاغذ پر تیزی سے دستخطوں کی مشق کرنی شروع کر دی چند ہی لمحوں میں وہ ڈاکٹر غوری کے دستخطوں کی ہو بہو نقل کرنے میں قادر ہو گیا پھر اسنے دستخط والا کاغذ ردی کی ٹوکری میں پھینکا اور ریوالور اٹھا کر اس نے دراز کا خانہ دبا دیا۔

ڈاکٹر غوری ----دوسری طرف سے رسیور اٹھتے ہی اس نے تیزی سے کہا۔

یس سر----دوسری طرف سے مودبانہ لہجے میں کہا گیا۔

میری کوٹھی پر کار بھیج دو اور ڈرائیور سے کہو کہ وہ گیٹ پاس لیکر آئے۔ زیادہ سے زیادہ دس منٹ تک کار پہنچ جانی چاہیئے.انتھونی نے کہا۔

بہتر سر---دوسری طرف سے کہا گیا۔

اور انتھونی نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا پھر وہ باتھ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ باتھ روم کا دروازہ کھولتے ہی وہ چونک پڑا۔ اسنے ڈاکٹر غوری کو دروازے کے قریب دیکھا تھا۔ ڈاکٹر غوری ہوش میں آکر لڑھکتا ہوا دروازے تک آگیا تھا۔ انتھونی نے لپک کر ایک کونے سے باتھ روم برش اٹھایا اور اسکا دستہ پوری قوت سے ڈاکٹر غوری کے سر پر

www.hibuddiez.com

دے مارا۔ ڈاکٹر غوری کا جسم بری طرح تڑپا مگر انتھونی نے اسوقت تک ہاتھ نہ روکا جب تک ڈاکٹر غوری بیہوش نہ ہو گیا. جب انتھونی کو یقین آگیا کہ ڈاکٹر غوری کم از کم دو گھنٹے تک ہوش نہ آسکے گا پھر اسنے اسے گھسیٹ کر اسی کونے میں ڈال دیا اور ایک ڈباسا اسکے اوپر اسطرح رکھ دیا کہ دروازہ کھولنے پر سرسری نظروں سے اسے چیک نہ کیا جاسکے اور پھر دروازہ بند کر کے اسے لاک کرتا ہوا وہ باہر آگیا.

اسی لمحے ایک کار گیٹ پر رکتی نظر آئی دوسرے لمحے ڈرائیور باہر نکلا اور اندر گھستا چلا گیا. انتھونی سمجھ گیا کہ یہ ڈاکٹر غوری کا خاص ڈرائیور ہے.

آ گئے تم۔ گیٹ پاس لے آئے؟ انتھونی نے اسے دروازے پر ہی روکتے ہوئے کہا۔

یس سر۔ گیٹ پر بھی اطلاع کر دی ہے۔ ڈرائیور نے سلام کرتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

ٹھیک ہے۔ پھر وہیں کار پر بیٹھو۔ انتھونی نے کہا۔

اور ڈرائیور سلام کر کے واپس مڑا اور کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد ایک اور کار آکر رکی اور اسمیں سے ایک اڈھیر عمر آدمی ہاتھ میں ایک بیگ سنبھالے باہر آیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا لائبریری کی طرف بڑھتا چلا آیا. انتھونی واپس آکر کرسی پر بیٹھ گیا وہ کھڑکی میں اس

آدمی کو دیکھ چکا تھا اور سمجھ گیا کہ یہ اسپیشل اسٹور کا انچارج سلیم الزماں ہو گا۔

آیئے سلیم صاحب۔ میں آپکا انتظار ہی کر رہا تھا۔ انتھونی نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

تھینک یو سر۔ آپ تو جانتے ہی ہیں کہ اسپیشل اسٹور سے فائل نکالنے کیلیے کتنے مراحل طے کرنے پڑتے ہیں۔ سلیم الزماں نے معذرت بھرے لہجے میں کہا

اور پھر بیگ میں سے فائل نکال کر انتھونی کے سامنے رکھ دیا۔ انتھونی نے سر ہلا کر بڑے مطمئین انداز سے فائل کو کھولا اور اسے چیک کر کے دوبارہ بند کر دیا۔

اس رسید پر دستخط کر دیجیئے۔ سلیم الزماں نے ایک پتلی سی کاپی بیگ سے نکال کر کھولی اور اسے انتھونی کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

انتھونی نے کاپی کے پچھلے صفحے اٹھائے جیسے کاپی چیک کر رہا ہو مگر اصل میں وہ صرف یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ وصولی کے دستخط کہاں کیے جاتے ہیں اور پھر جیب سے قلم نکالا اور ایک خانے میں بڑے بااعتماد انداز میں ڈاکٹر غوری کے دستخط کر دیئے۔

سلیم الزماں نے دستخطوں کو غور سے ایک لمحے کیلیے دیکھا اور پھر مسکراتے ہوئے کاپی بند کر دی- انتھونی نے اطمینان کا سانس لیا کہ اسے شک نہیں پڑا۔

مجھے اجازت سر۔ ویسے میں نے سیکورٹی چیف ہاشم رضا صاحب سے بھی بات کی تھی۔ انہوں نے بھی آپ کی بات کی تائید کی تھی۔ سلیم الزماں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

تھینک یو۔ انتھونی نے مختصر جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور سلیم الزماں تیز تیز قدم اٹھاتا ہو کوٹھی سے باہر اپنی کار کی طرف بڑھتا چلا گیا- جب اسکی کار روانہ ہو گئی تو انتھونی نے فائل اٹھائی اور پھر تیزی سے بیرونی دروزے کی بڑھتا چلا گیا- اسے باہر آتے دیکھ کر ڈرائیور نے آگے بڑھ کر تیزی سے کار کا پچھلا دروازہ کھولا اور انتھونی فائل سمیت کار میں بیٹھ گیا- ڈرائیور نے دروازہ بند کیا اور پھر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر اسنے کار باہر نکالی اور مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا.

انتھونی کا دل بلیوں اچھل رہا تھا جیسے اسنے ہفت اقلیم کا خزانہ حاصل کر لیا ہو. وہ بار بار بڑی پیاری نظروں سے فائل کو دیکھ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد گاڑی گیٹ کے پاس پہنچ گئی اور گیٹ پاس چیک ہونے کے بعد کار کو

باہر جانے کی اجازت دے دی گئی اور آخری گیٹ کراس کرنے کے بعد کار بیرونی سڑک پر آئی۔

کہاں چلنا ہے جناب؟ ڈرائیور نے بغیر مڑے بڑے مودبانہ انداز میں پوچھا۔

چلے چلو-----میں خود بتادونگا. انتھونی نے چونک کر کہا۔

اسے معلوم تھا کہ سڑک سیدھی شہر والی سڑک سے جا ملے گی اور کہیں بھی وہ ڈرائیور سمیت کار سے چھٹکارا حاصل کر سکتا ہے۔ اب اسے اطمینان تھا کہ اب دنیا کی کوئی طاقت اس سے فائل واپس نہیں لے سکتی.

www.hibuddiez.com

عمران کی کار زیادہ سے زیادہ دس منٹ کے عرصے میں دانش منزل اور گلدین کالونی کا درمیانی فاصلہ طے کرتی ہوئی گلدین کالونی کے پہلے چوک تک پہنچ گئی- کوٹھی نمبر بارہ چونکہ کالونی کے آغاز میں ہی تھی

اسلیے عمران نے کار ایک نزدیکی کیفے کے سامنے ہی روک دی اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کوٹھیوں کے نمبر زدیکھتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد اسے کوٹھی نمبر بارہ دور سے ہی نظر آگئی۔

یہ ایک چھوٹی سی کوٹھی تھی جسکا پھاٹک بند تھا۔ وہ جیسے ہی کوٹھی کے سامنے پہنچا جولیا اور تنویر ایک طرف سے نکل کر اسکی طرف بڑھنے لگے۔

ریڈی میڈ میک اپ میں چونکہ وہ عمران کو اکثر دیکھتے رہتے تھے اسلیے وہ اسے پہچان چکے تھے۔ عمران کے قریب آکر وہ یوں اسکے ساتھ ساتھ چلتے جیسے عمران ان کے لیے اجنبی ہو۔

کوٹھی کی پشت پر تم دونوں جاؤ۔ میں اندر جاوں گا۔ جب میں ریڈ کاشن دوں تو اندر آجانا۔ عمران نے چلتے ہوئے کہا۔

اور جولیا اور تنویر بغیر سر ہلائے اسی طرح چلتے ہوئے دائیں طرف مڑتے چلے گے وہ ایک تنگ سی گلی میں سے ہوتے ہوئے کوٹھی کی پشت کی طرف جارہے تھے۔ عمران اسی طرح آگے بڑھتا چلا گیا۔ کافی دور آگے جانے کے بعد وہ اچانک رکا اور پھر اسنے یوں چونک کر جیبیں ٹٹولنی شروع کردی جیسے وہ کسی اہم چیز کو جیب میں تلاش کر رہا ہو۔ پھر

اس نے یوں کندھے جھٹکے جیسے اسے اپنے آپ غصہ آرہاہو اور پھر بڑبڑاتاہوا واپس مڑا۔ وہ یہ سب حرکتیں اسلیے کررہاتھا کہ اگر اسکی نگرانی کی جارہی ہو تو اسے واپس پلٹتا دیکھ کر اس سے مشکوک نہ ہو جائیں اور یہی سمجھیں کہ وہ اہم چیز لانا بھول گیاہے اسلیے وہ واپس جارہاہے

ویسے اسے ابتک کوئی آدمی مشکوک نظر نہ آیا تھا بہرحال احتیاط کا دامن وہ کسی حالت میں بھی نہیں چھوڑنا چاہتا تھا- واپس مڑتے ہوئے وہ اس سائیڈ پر چلنے لگا جس سائیڈ پر کوٹھی نمبر بارہ موجود تھی- کوٹھی نمبر بارہ کے قریب پہنچ کر وہ ایک بار پھر رکا اور اسنے جیب میں ڈالا اور دوسرے لمحے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے اسنے کوئی چیز جیب سے نکالی اور پھر ہاتھ کو اس انداز میں حرکت دی جیسے منہ پر بیٹھی کوئی مکھی اڑارہاہو مگر اسکے ہاتھ سے ایک چھوٹی سی گیند نکل کر اڑتی ہوئی کوٹھی کے اندر جاگری اور عمران آگے بڑھنے لگا۔

ابھی اسنے دو تین قدم اٹھائے تھے کہ کوٹھی کے اندر سے ہلکا سا دھماکا سنائی دیا۔

عمران اسی طرح اطمینان سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ اس نے یہ چھوٹا سا بم اس لیے اندر پھینکا تھا کہ اس بم کی وجہ سے کوئی نہ کوئی پھاٹک سے باہر

آئے گا۔ وہ کافی دور تک آ گیا مگر اسے ایسا احساس نہ ہوا کہ وہ پھاٹک کھلا ہوا ہے۔

اس کے چہرے پر حیرت کے آثار ابھر آئے۔ کیونکہ مجرموں کے ہیڈ کوارٹر میں بم پھٹے اور کوئی باہر نہ آئے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ چنانچہ وہ تیزی سے مڑتا چلا گیا اور پھر واپس کوٹھی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

کوٹھی کی دیورار کے قریب رک کر اس نے اچک کر چھوٹی دیوار سے اندر دیکھا۔ اسے کوٹھی خالی محسوس ہوئی۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا اور کسی کو نہ پا کر اس نے جمپ لگایا اور چھوٹی دیوار پر چڑھتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔

www.hibuddiez.com

کوٹھی واقعی خالی پڑی ہوئی تھی۔ عمران حیرت بھرے انداز میں کوٹھی کی اندرونی عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی کہ آخر یہ کوٹھی خالی کیوں ہے؟ جبکہ فون نہ صرف یہاں نصب ہے بلکہ یہاں سے جواب بھی دیا گیا تھا۔ مگر کوٹھی کی ظاہری حالت بتاتی تھی کہ وہ کافی عرصے سے بند پڑی ہوئی ہے۔ وہ سوچنے لگا کہ کیا بلیک زیرو کو چیکنگ میں غلطی ہو گئی ہے۔ مگر اتنی بڑی غلطی کی وہ بلیک زیرو سے توقع نہ کر سکتا تھا۔

وہ تیزی سے اندرونی کمروں کی طرف بڑھا۔ ایک کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ عمران اسی دروازے میں داخل ہوا۔ مگر دوسرے لمحے اس نے لاشعوری طور پر غوطہ لگایا اور پھر گھوم کر اس کا ہاتھ پوری قوت سے اپنے اوپر آتے ہوئے ایک بازو سے ٹکرایا اور کمرے میں کراہ سی گونجی۔

دروازے کی اوٹ سے ایک آدمی نے اس پر حملہ کر دیا تھا مگر عمران کی چھٹی حس نے عین وقت پر اسے بچا لیا تھا۔ بازو کو روکتے ہوئے عمران نے پوری قوت سے اس آدمی کے پیٹ میں گھٹنا مارا اور وہ آدمی ڈکراتا ہوا اپلٹ کر فرش جا گرا۔ مگر نیچے گرتے ہی وہ بجلی کی تیزی سے اُچھلا اور پھر اس کی دونوں ٹانگیں پوری قوت سے عمران کی پنڈلیوں سے ٹکرائی اور عمران اس اچانک حملے کی وجہ سے لڑکھڑاتا ہوا نیچے گرا۔

مگر نیچے گرتے ہی اس نے تیزی سے الٹی قلابازی کھائی اور یہی قلابازی اس کی جان بچا گئی۔ کیونکہ عین اس جگہ جہاں چند لمحے اس کا پیٹ تھا گولی فرش سے ٹکرائی۔

عمران قلابازی کھاتے ہی تیزی سے گھوما اس پھریوں اچھل کر فرش سے اٹھتے ہوئے حملہ آور کے جسم سے ٹکرایا۔ جیسے توپ سے گولہ نکلتا ہے اور وہ آدمی چیختا ہوا دیوار سے جا ٹکرایا۔ اس کے حلق سے چیخ نکلتے ہی

اچانک باہر دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی۔ اور عمران جھپٹ کر دروازے کی اوٹ میں ہو گیا۔ اس کے ہاتھ میں ریوالور موجود تھا۔ اور وہ پوری طرح محتاط تھا۔

دیوار سے ٹکرا کر نیچے گرنے والا آدمی ابھی تک فرش پر گیند کی طرح سمٹ کر پڑا ہوا تھا۔ شاید اس کا سر دیوار سے اس قوت سے ٹکرایا تھا کہ وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔

دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز دروازے کے قریب پہنچ کر رُک گئی یہ دو آدمیوں کے قدموں کی آوازیں تھیں۔ پھر ایک سٹین گن کی نال دروازے کے اندر آتی دکھائی دی۔ عمران خاموش کھڑا تھا۔

جب نال اندر آئی تو عمران نے پوری قوت سے نال پکڑ کر اسے اندر کی طرف جھٹکا دیا۔ اور سٹین گن بردار آدمی سٹین گن سمیت اچھل کر اند آ گرا مگر ایک صرف ایک لمحے کے لئے عمران کی نظریں فرش پر پڑے ہوئے بیہوش آدمی سے ہٹی تھیں اور وہی لمحہ سخت ثابت ہوا۔

وہ شخص شاید جان بوجھ کر اپنے آپ کو بیہوش ظاہر کر رہا تھا کیونکہ عمران جیسے ہی سٹین گن بردار کی طرف متوجہ ہوا۔ وہ شخص اچھل کر عمران پر آ گرا۔

عمران نے جھٹکا دے کر اسے دور گرنا چاہا مگر اس کے جھٹکا دینے سے قبل ہی وہ شخص چیختا ہوا مردہ چھپکلی کی طرح فرش پر گرتا چلا گیا۔ سٹین گن بردار نے ریوالور نکال کر عمران پر فائر کر دیا تھا۔

مگر عین اسی لمحے فرش پر پڑا ہوا پہلا آدمی عمران سے آ ٹکرایا تھا اور نتیجہ یہ کہ ریوالور سے نکلنے والی گولی کا شکار عمران کی بجائے وہی ہو گیا۔ ریوالور بردار نے دوسرا فائر کرنا چاہا مگر عمران نہ صرف بجلی کی تیزی سے جُھکا بلکہ اس نے جھک کر ہاتھ لمبا کر کے اس کی دونوں ٹانگیں بھی کھینچ لیں۔

مگر عمران کے لئے جہاں جُھکنا فائدہ مند ثابت ہوا وہاں نقصان دہ بھی کیونکہ ریوالور بردار کی ٹانگیں کھینچنے کے لئے اسے آگے کو بڑھنا پڑا اور اس طرح اس کا سر بھی دروازے کی اوٹ سے نکل آیا تھا۔

اور دوسرا آدمی جو باہر ہی رُکا ہوا تھا شاید اسی انتظار میں تھا چنانچہ اس کا داؤ چل گیا عمران کے سر پر قیامت ٹوٹ پڑی۔

عمران منہ کے بل فرش پر گرا۔ اس نے تیزی سے جھٹک کر اپنے آپ کو سنبھالنا چاہا مگر دوسرے لمحے اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس پر سالم ماؤنٹ ایورسٹ گر گیا ہو۔ اسے ایک لمحے کے لئے بے پناہ وزن کے نیچے

دبنے کا احساس ہوا اور پھر اس کا ذہن ہر قسم کے احساس سے عاری ہوتا چلا گیا۔

ٹائیگر کافی دیر تک کوارٹر میں بیٹھا ہاشم رضا کی طرف سے کال ملنے کا انتظار کرتا رہا۔ لیکن جب کافی دیر تک ہاشم رضا کی طرف سے کوئی کال نہ ملی تو وہ بے چین ہو کر کوارٹر سے نکلا اور پھر اس نے سپیشل کارڈ پانے کوٹ کے کالر پن سے اٹکا دیا تا کہ دور سے نظر آ سکے۔

کالونی سے نکل کر وہ سیکورٹی ہیڈ کوارٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ سیکورٹی ہیڈ کوراٹر میں سوائے مقامی دفتر کے انچارج کے ایک آدمی بھی موجود نہ تھا۔

شاید پوری سیکورٹی فورس مجرم کی تلاش میں مصروف تھی۔

انچارج سے گو پہلے تعارف تھا لیکن ٹائیگر اس وقت وقار کی بجائے اپنی اصل شکل میں تھا۔ اس لئے جیسے ہی ٹائیگر اندر داخل ہوا وہ بری طرح

چونک پڑا۔اس نے تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈالنا چاہا مگر ٹائیگر نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا۔

"ٹھہرو۔۔۔میں وقار ہوں۔میک اپ میں ہوں"۔ٹائیگر نے تیز لہجے میں کہا۔

اور پھر شاید انچارج نے اس کی آواز پہچاننے کے ساتھ ساتھ اس کے کالر پر لگا ہوا کارڈ پہچان لیا تھا۔اس لئے اس کا چہرہ نارمل ہو گیا تھا۔

مجرموں نے مجھے اس میک اپ میں دیکھ لیا تھا اس لئے بدلنا پڑا۔تم بتاؤ سیکورٹی چیف صاحب کہاں ہیں اور مجرم کے بارے میں کیا رپورٹ ہے۔ٹائیگر نے تیز لہجے میں کہا۔

"مجرم کی تلاش بڑے پیمانے پر جاری ہے۔چپے چپے کی تلاشی لی جارہی ہے مگر نجانے مجرم کہاں چلا گیا ہے۔کچھ سمجھ نہیں آتا۔اس مجرم کے خوف کی وجہ سے تو ڈاکٹر غوری سپر سکیرٹ فائل بھی لیبارٹری سے نکال کر وزارت سائنس کے اسپیشل سٹور میں جمع کرانے کے لئے جا رہے ہیں۔"انچارج نے تفصیلی معلومات مہیا کرتے ہوئے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔۔۔کونسی فائل۔"ٹائیگر نے فائل کا ذکر سنتے ہی بُری طرح چونک کر کہا۔

"اسپیشل سٹور میں موجود ایم۔ ایچ۔ وی فائل۔ وہ بے حد اہم فائل اس پر آجکل کام ہو رہا ہے اور میرے خیال میں مجرم اسی کو حاصل کرنے کے لئے اندر داخل ہوئے ہیں۔" انچارج نے جواب دیا۔

"اوہ۔۔۔ کہاں ہیں ڈاکٹر غوری۔" ٹائیگر نے یہ سُنتے ہی اچھل کھڑا ہوا۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹتی چلی گئیں۔

"کیوں۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔ کیا ہوا۔" انچارج ٹائیگر کی حالت دیکھتے ہوئے بوکھلا اٹھا۔

یہ فائل باہر نہیں جاسکتی۔۔۔ ڈاکٹر غوری کو روکو۔" ٹائیگر نے تیز لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر غوری کو کیسے روکا جاسکتا ہے، وہ انچارج ہے۔ وہ اپنے مسائل بہتر سمجھ سکتا ہے۔" انچارج نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"احمق آدمی۔۔۔ جلدی کرو۔۔۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے، مجرم ڈاکٹر غوری کے روپ میں فائل باہر لے جارہا ہو۔" ٹائیگر نے میز پر زور سے مکہ مارتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔۔۔ اوہ۔ واقعی۔۔۔" انچارج نے پہلی بار بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور پھر اس نے تیزی سے میز پر پڑا ہوا ٹیلیفون کا ریسیور اٹھایا۔

"تم فون چھوڑو۔۔۔۔مرے ساتھ ڈاکٹر غوری کے پاس چلو۔ جلدی۔ ٹائیگر نے اس نے اس کا بازو پکڑ کر کھینچتے ہوئے کہا۔"

"ہاں چلو۔۔۔۔۔۔۔وہ کوٹھی پر موجود ہیں۔؟انچارج نے کہا۔اور پھر دونوں ایک دوسرے کے پیچھے ڈورتے ہوئے تیزی سے عمارت سے باہر نکلے اور پھر آگے ڈورتے چلے گئے۔ مختلف گلیوں سے گزرتے ہوئے وہ بڑے بنگلوں کی قطار میں پہنچ گئے۔

اور پھر انچارج ایک کوٹھی میں داخل ہوا۔

"یہی کوٹھی ہے"۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ٹائیگر نے پوچھا۔

"ہاں۔۔۔۔یہی ہے۔"انچارج نے ہانپتے ہوئے کہا۔

ٹائیگر نے قدم بڑھائے اور اس سے آگے دوڑتا ہوا اندر داخل ہوا۔

اسی لمحے اسے کمرے کے اندر سے ٹھاہ کی آوازیں سنائی دیں اور وہ تیزی سے اس طرف مڑ گیا۔ یہ لائبریری تھی۔اس کے ایک دروازے کے اندر سے کوئی زور زور سے دروازے کو دھکے لگا رہا تھا۔

انچارج بھی وہیں آگیا۔ ٹائیگر نے مخصوص لاک کی کو گھمایا اور پھر دوازے کا اندر دھکیلا اور دوسرے لمحے اس کا رنگ فق ہو گیا۔

کیونکہ اندر ایک آدمی جس کے ہاتھ پیر بندھے ہوئے تھے اور منہ پر بھی رومال بندھا ہوا تھا۔ فرش پر پڑا ہوا تھا۔ وہی دروازے کو پیروں سے کھٹکھٹا رہا تھا۔

"ارے۔۔۔یہ تو ڈاکٹر غوری ہیں۔" انچارج نے چیختے ہوئے کہا۔

اور ٹائیگر نے تیزی سے ڈاکٹر غوری کو گھسیٹا۔

"ارے پتہ کرو۔۔۔ مجرم ان کے روپ میں نکل نہ جائے۔ اسے گیٹ پر روکو۔۔۔ ہر قیمت پر روکو۔"

ٹائیگر نے چیخ کر انچارج سے کہا اور بات انچارج کی سمجھ میں آگئی وہ دوڑتا ہوا میز پر پڑے ہوئے مخصوص وائرلیس فون کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

جبکہ ٹائیگر نے تیزی سے ڈاکٹر غوری کے منہ پر بندھا ہوا رومال کھولا اور پھر منہ میں دبے ہوئے رومال نکال دیئے۔ ٹائیگر نے بڑی پھرتی سے ان کے بازو اور ٹانگیں بھی کھول دیں۔

وہ گیٹ سے نکل گیا ہے۔ انچارج نے فون کا ریسیور رکھ کر چیختے ہوئے ٹائیگر سے کہا۔

"اوہ۔۔۔۔کاش مجھے چند لمحے پہلے پتہ چل جاتا۔اب اسے کیسے پکڑا جا سکتا ہے۔" ٹائیگر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا۔۔۔کون نکل گیا وہ مجرم۔" ڈاکٹر غوری نے کہا۔

"وہ آپ کے میک اپ میں ایچ-ایم-وی کی فائل ساتھ لے گیا ہے جناب۔" انچارج نے کہا۔

"کک۔۔۔کیا کہہ رہے ہو۔۔۔اوہ۔۔۔اسے روکو ہم برباد ہو جائیں گے۔ڈاکٹر غوری نے چیختے ہوئے کہا۔

"مگر جناب۔۔۔وہ ابھی ابھی آپ کے ڈرائیور کے ساتھ کار میں بیٹھ کر نکل گیا ہے۔۔۔اب اسے کیسے روکیں"۔ٹائیگر نے کہا۔

"ہیلی کاپٹر۔۔۔لیبارٹری کا ہیلی کاپٹر ہے"۔اچانک ڈاکٹر غوری نے کہا۔

"ہیلی کاپٹر کہاں ہے۔۔۔پلیز جلدی کریں"۔ٹائیگر نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ ڈاکٹر غوری کا ہاتھ پکڑے باہر کی طرف بھاگتا چلا گیا۔

فائل کا سن کر ڈاکٹر غوری کے اپنے ہوش اڑ گئے تھے۔اس لیے وہ بھی اس کے ساتھ بھاگتا ہوا کوٹھی سے باہر آیا اور پھر ایئر پیڈ کی طرف بھاگتا چلا گیا۔

www.hibuddiez.com

ٹائیگر اور انچارج اس کے ساتھ ساتھ بھاگ رہے تھے۔ جو بھی انھیں اس طرح بھاگتے دیکھتا، حیرت سے بت بنا رہ جاتا۔ مگر وہ کسی کی پرواہ کئے بغیر بھاگتے چلے گئے اور چند لمحوں ہی میں ایرپیڈ کی عمارت پر پہنچ گئے۔ جہاں ایک ہیلی کاپٹر موجود تھا۔

"پائیلٹ کو بلاؤ"۔۔۔۔۔ڈاکٹر غوری نے ہانپتے ہوئے انچارج سے کہا۔

اور انچارج دوڑتا ہوا ساتھ ہی بڑی عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

مگر ٹائیگر نے چلانگ لگائی اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر پائیلٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

اسے بیٹھا دیکھ کر ڈاکٹر غوری بھی اچھل کر کار پر سوار ہو گیا۔

اور پھر جب تک انچارج کمرے سے باہر آتا ٹائیگر ہیلی کاپٹر کا انجن سٹارٹ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ دوسرے لمحے ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوتا چلا گیا۔

ابھی وہ اڑا ہی تھا کہ اچانک اس میں نصب ٹرانسمیٹر سے تیز آواز ابھری۔

"ہیلو۔۔۔۔ کون ہے۔۔۔۔کون اُڑا ہے۔۔۔۔اتارو۔ اسے اتارو۔"۔۔۔بولنے والے کا لہجہ بے حد کرخت اور تیز تھا۔

www.hibuddiez.com

"میں ڈاکٹر غوری بول رہا ہوں۔۔۔۔میں ہیلی کاپٹر لے جا رہا ہوں۔"

ڈاکٹر غوری نے جواب دیا۔

"مم۔۔۔مگر ڈاکٹر صاحب۔۔۔آپ تو پہلے ہی کار کے ذریعے باہر جا چکے ہیں"۔دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا گیا۔

"وہ مجرم میرے میک اپ میں"۔۔۔ڈاکٹر غوری نے کہا اور ساتھ ہی ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔

ہیلی کاپٹر اب خاصی بلندی پر پہنچ چکا تھا اور پھر ٹائیگر نے اسے لیبارٹری کی طرف موڑ دیا۔

چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر لیبارٹری سے باہر جانے والی سڑک کے اوپر اڑتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔

ڈاکٹر غوری نے سائیڈ پر لٹکی ہوئی دوربین ہک سے نکال کر آنکھوں سے لگائی اور غور سے نیچے سڑک کو دیکھنے لگا۔

وہ چونکہ اپنی کار کو پہچانتے تھے۔اس لیے انھوں نے ٹائیگر کے کہے بغیر ہی چیکنگ شروع کر دی۔

چند ہی لمحوں بعد وہ اس جگہ پہنچ گئے جہاں سڑک شہر والی سڑک سے جا ملتی تھی۔یہ سڑک ایک لمبا چکر کاٹ کر شہر کے اندر جاتی تھی۔اس لئے ٹائیگر نے ہیلی کاپٹر کو اسی طرف بڑھانا شروع کر دیا۔

مگر سڑک پر ڈاکٹر غوری کو اپنی کار کہیں نظر نہ آئی۔ جب سڑک شہر کے اندورنی حصے کی طرف مڑی تو ٹائیگر نے ہیلی کاپٹر کو زرا نیچے کیا اور پھر وہ شہر کے اوپر پرواز کرنے لگا۔

اندرون شہر چونکہ سڑکوں کا جال پھیلا ہوا تھا۔ اس لئے وہ نیچی پرواز کر کے ہر سڑک چیک کرنا چاہتا تھا۔ ابھی وہ تھوڑی دور ہی آگے بڑھا تھا کہ اچانک ڈاکٹر غوری چیخ پڑے۔

"وہ میری کار۔۔۔وہ جا رہی ہے۔" ان کے لہجے میں بے پناہ جوش تھا۔

www.hibuddiez.com

اور ٹائیگر نے ہیلی کاپٹر کو اور نیچے کر لیا۔ اور پھر وہ سڑک سے زرا بلندی پر پرواز کرنے لگے۔

چند ہی لمحوں میں ڈاکٹر غوری کی نشاندہی پر ٹائیگر نے کار کو چیک کر لیا اور دوسرے لمحے اس نے ہیلی کاپٹر کو اس انداز میں نیچے کیا جیسے وہ اسے کار کی چھت پر اتار دے گا۔

مگر اسی لمحے کار ایک جھٹکے سے رکی اور پھر اس میں سے ایک آدمی باہر نکل کر تیزی سے بھاگتا ہوا سامنے والی گلی میں ڈورتا چلا گیا۔

ٹائیگر نے انتہائی پھرتی سے ہیلی کاپٹر کو وہیں سڑک پر کے قریب ہی اتارا اور دوسرے لمحے اس نے چھلانگ لگائی اور دوڑتا ہوا اس گلی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ہیلی کاپٹر کی وجہ سے وہاں لوگ اکھٹے ہو گئے تھے لیکن ٹائیگر کسی کی پرواہ کئے بغیر اس مجرم کی طرف دوڑا جارہا تھا۔ جو پاکیشیا کی اہم ترین فائل نکال لے جانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

گلی میں گھستے ہی ٹائیگر بھاگتا ہوا دوسری سڑک پر پہنچا اور پھر اس نے مجرم کو سامنے والی بلڈنگ میں گھستے ہوئے دیکھ لیا۔ اس لئے بے تحاشا انداز میں سڑک کراس کرتا ہوا اس بلڈنگ کی طرف بھاگتا چلا گیا۔

www.hibuddiez.com

کئی کاروں کے ٹائر چیخے۔ ہارن اور سیٹیاں بجیں مگر ٹائیگر کو کسی بات کا ہوش تک نہ تھا۔

دوسرے لمحے وہ بلڈنگ میں گھستا چلا گیا اور بلڈنگ میں گھستے ہی اسے اس کا دوسری طرف کا کھلا دروازہ نظر آگیا اور اس دروازے پر پہنچا تو ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ کیونکہ اس طرف تو وسیع و عریض رہائشی کالونی ماڈل ٹاون پھیلی ہوئی تھی۔ جس میں ہر قسم کی چھوٹی بڑی کوٹھیوں کا طویل سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔

ٹائیگر وہاں دروازے میں کھڑا غور سے دیکھتا رہا۔ لیکن اسے مجرم کہیں نظر نہ آیا۔ وہ شاید کسی گلی یا کوٹھی میں گھس گیا تھا۔ ٹائیگر آگے بڑھتا چلا گیا۔

دوسرے لمحے اس نے ایک مالی کو سڑک کے کنارے باغیچے میں کام کرتے ہوئے دیکھ لیا۔

ٹائیگر بھاگتا ہوا اس کے پاس پہنچا۔

"بابا۔۔۔ تم نے اس بلڈنگ سے بھاگ کر کسی آدمی کو آتے دیکھا ہے۔۔۔ اس نے چیک کوٹ پہن رکھا تھا۔" ٹائیگر نے مالی سے پوچھا۔

"ہاں وہ سامنے والی گلی میں گُھسا ہے۔" مالی نے جواب دیا۔

اور ٹائیگر تیزی سے دوڑتا ہوا اس گلی کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ گلی میں گھس کر وہ ابھی تھوڑی ہی دور آگے بڑھا تھا کہ اچانک اس کو پشت پر زور سے دھکا پڑا۔ اور وہ اچھل کر منہ پر گرا۔

اور پھر نیچے گرنے کے بعد اسے اٹھنا نصیب نہ ہوا کیونکہ پے در پے اس کے سر پر قیامتیں ٹوٹنی شروع ہو گئیں اور چند لمحوں نعد حواس کا ساتھ چھوڑتے چلے گئے۔

عمران کی آنکھ کھلی تو اس نے حیرت سے ادھر اُدھر دیکھا۔ وہ ایک بڑے ہال نما کمرے کی ایک کرسی پر بیٹھا تھا۔ اس کے ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے۔ جبکہ پیروں کو کرسی کے پیروں سے باندھا گیا تھا۔

عمران نے پشت پر بندھے ہوئے ہاتھوں کو حرکت دینے کی کوشش کی لیکن مجرموں نے اس بار اس کے ہاتھوں میں آٹو میٹک کلپ ہتھکڑی پڑی ہوئی تھی۔

اور عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ کیونکہ اب وہ ناخنوں میں لگے ہوئے بلیڈ بھی استعمال نہ کر سکتا تھا۔ اس کے ساتھ اس کے انداز میں کرسیوں پر جولیا، تنویر، صفدر اور کیپٹن شکیل بھی اس کے سے انداز میں بیٹھے تھے۔

وہ سارے ہی ہوش میں تھے۔ ہال میں ان کے علاوہ دو مسلح افراد موجود تھے۔ ان دونوں کے ہاتھوں میں سٹین گنیں تھیں اور وہ دروازے کے قریب کھڑے ہوئے تھے۔

"ارے بھائی۔۔۔۔ہاتھ پیر تو باندھ دیئے۔ مگر منہ تو کھلا ہوا ہے کچھ کھلواؤ پلواؤ تو سہی۔۔۔ کیا کنجوس کی طرح خاموش کھڑے ہو۔ یہاں

پیٹ میں مگر مچھ ہنڈرڈ میٹر ریس لگا رہے ہیں"۔ عمران نے سکوت کا پردہ چاک کرتے ہوئے کہا۔

"خاموش رہو۔۔۔ چیف باس ابھی یہاں آنے والے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ تمہاری زبان ہلنے سے پہلے ہی خاموش کر دی جائے"۔ ایک نے بڑے کرخت لہجے میں کہا۔

"ہلنے سے پہلے تو زبان خاموش ہی رہتی ہے یار۔۔۔ کیوں مجھے چکر دے رہو ہو۔ کوئی اور بات کرو۔۔۔ ابھی میرا دماغ بالکل ہی خالی نہیں ہوا۔ اس میں ابھی کچھ مغز باقی موجود ہے"۔

عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"مگر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا۔ ہال کا اکلوتا دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا سا غیر ملکی اندر داخل ہوا۔

اس کے پیچھے دو افراد تھے جن میں سے ایک کو عمران نے دیکھتے ہی پہچان لیا کہ وہ باٹم ہے۔ وہی باٹم جس کا فوٹو فائل میں موجود تھا۔

"دیکھو۔۔۔۔ اور اچھی طرح پہچانو۔۔۔۔ تم تو کہہ رہے تھے کہ اس کا زندہ بچ جانا ناممکن ہے"۔

ادھیڑ عمر آدمی نے باٹم سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور باٹم حیرت زدہ انداز میں عمران کی طرف بڑھتا چلا آیا۔

اس کی نظریں عمران پر جمی ہوئیں تھیں اور آنکھوں میں شدید حیرت کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔وہ عمران سے دو قدم کے فاصلے پر رک گیا۔

"تم واقعی عمران ہو""۔۔۔۔۔باٹم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مگر تم زندہ کیسے بچ گئے"۔۔۔باٹم نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"مسٹر فرنٹ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اوہ سوری۔۔۔۔۔۔۔۔ تم تو باٹم ہو۔۔۔ فرنٹ تو نیک لوگ ہوتے ہیں۔ تم جیسے لوگ تو واقعی باٹم ہوتے ہیں۔ مارنے والے سے بچانے والا زیادہ طاقت ور ہوتا ہے"۔ عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔۔۔تم میرا نام جانتے ہو"۔۔۔باٹم نے چونکتے ہوئے کہا۔

"اگر مجھے فیلیا بخار کا جرثومہ منتقل ہونے سے پہلے تم پر ذرا سا بھی شک پڑ جاتا تو تم اس وقت زمین کے باٹم میں موجود ہوتے"۔عمران نے جواب دیا۔

"تو تمہیں معلوم تھا کہ فیلیا بخار کا جرثومہ تم میں انجیکٹ ہو چکا ہے۔پھر بھی تم زندہ ہو مجھے یقین نہیں آرہا"۔باٹم نے کہا۔

"تمہارے یقین کے لئے خدا نے ڈاکٹر آلیور کو وہاں بھیج دیا تھا اور تمہیں شاید علم نہیں کہ ڈاکٹر آلیور تمہار اس فیلیا بخار کا حتمی علاج

دریافت کر چکا ہے اس کا ثبوت میری زندگی ہے"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ تو یہ بات ہے۔۔۔۔ پھر مجھے ڈاکٹر آلیور سے بھی نمٹنا ہو گا"۔ باٹم نے طویل سانس لیے ہوئے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔

"چیف باس۔۔۔ آئی ایم سوری۔۔۔ مجھے یہ اندازہ بھی نہ تھا کہ وہ ڈاکٹر لیور بھی یہاں پہنچ سکتا ہے۔ دوسری بات یہ کہ وہ علاج بھی دریافت کر چکا ہے ورنہ اس پر کوئی دوسرا نسخہ آزماتا"۔ باٹم نے اس ادھیڑ عمر آدمی سے مخاطب ہو کر ندامت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارا نسخہ تو ناکام رہا باٹم۔۔۔ لیکن اب جو نسخہ میں اس پر آزماؤں گا وہ کسی صورت بھی ناکام نہیں رہ سکتا"۔

چیف باس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور پھر تیزی سے قدم بڑھاتا ہو عمران کے قریب آکر رک گیا۔ اس کی نظریں عمران پر جمی ہوئیں تھیں۔

"تو تم ہو وہ علی عمران۔۔۔۔ جس سے دنیا بھر کے مجرم کانپتے ہیں"۔ چیف باس نے انتہائی گھمبیر لہجے میں کہا۔

www.hibuddiez.com

"میں انسان ہوں، بر فباری میں چلنے والی ہوا نہیں کہ سب کانپنے لگ جائیں۔ البتہ یہ بات دوسری ہے کہ تمہاری شکل دیکھنے کے بعد میں خود کانپ رہا ہوں"۔ عمران نے اپنے جسم پر لرزہ طاری کرتے ہو کہا۔

"ہاہاہاہا۔۔۔۔۔۔ ہائی فائی کے چیف باس سے کون نہیں کانپتا۔ تم تو مجھے احمق اور نے ضرر سے نوجوان نظر آتے ہو"۔ چیف باس نے بڑے فاخرانہ انداز میں قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

"ہائی فائی کا تیار کردی ڈسکوڈانس واقی ایسا ہے کہ آدمی کانپ اٹھتا ہے مسٹر چیف باس آف ہائی فائی"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔۔۔ توتم میرا مضحکہ اڑانے کی کوشش کررہے ہو"۔ چیف باس نے اچانک سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں سرخی عود آئی تھی۔

"اچھا۔۔۔ تو یہ کانپنا وہ پتنگ والی کانپ سے بنا ہوا ہے۔ پھر تو واقعی اڑنے والا کام ہو گیا"۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کیا موت کو سامنے دیکھ کر تم اپنے حواس کھو بیٹھے ہو۔ اتنے بزدل تھے تو ہائی فائی کے مقابلے پر نہ آنا تھا"۔ چیف باس نے کہا۔

"حکیم تو لوگوں کے علاج کے مطب کھولتے ہیں مگر مجھے مجرموں کو سمجھانے کے لئے مطب کھولنا بڑے گا۔ بھائی چیف باس صاحب۔ ہمارے ہاں جو پتنگ بنائی جاتی ہے اس میں پتلی پتلی لکڑیاں لگتی ہیں انہیں کانپ کہا جاتا ہے۔ اور تم پتنگ جانتے ہو اڑنے اڑانے کے کام آتی ہے"۔ عمران نے اپنی سابقہ بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"یہ سٹین گن مجھے دو۔۔۔میں ابھی اسے موت کا مطلب سمجھا دیتا ہوں"۔ چیف باس نے ایک مسلح آدمی سے مخاطب ہو کر کہا اور اس نے ہاتھ مین پکڑی ہوئی سٹین گن تیزی سے بڑھ کر چیف باس کے ہاتھ میں پکڑا دی۔

دیکھو علی عمران۔۔۔۔مجھے تم لوگوں سے کچھ پوچھنا نہیں ہے۔

اس لیے میں وقت کیوں ضائع کروں"۔

چیف باس نے سٹین گن کی نال عمران کے سینے کی طرف کرتے ہوئے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"تو تمہارا خیال ہے کہ تمہیں کچھ پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ حالانکہ پوچھنے کے لئے بہت سی باتیں ہوتی ہیں۔ مثلاً سبطین نے جو معلومات تمہیں مہیّا کی ہیں کیا وہ بالکل درست ہیں"۔ عمران نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

اور چیف باس عمران کی بات سن کر یوں اچھل پڑا جیسے اس کے پیروں تلے بم پھٹ پڑا ہو۔

کیا مطلب۔۔۔ کیا وہ معلومات غلط تھیں"۔ چیف باس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔اس نے سٹین گن کی بالی نیچے کرلی تھی۔"

"مجھے کیا معلوم۔۔۔ جب ظاہر کہ تم کچھ پوچھنا ہی نہیں تو پھر میں کیا بتاؤں"۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

مگر اس سے پہلے کہ چیف باس کچھ کہتا اچانک کونے میں پڑا ہو ٹیلیفون بج اٹھا۔

چیف باس نے چونک کر ٹیلیفون کی طرف دیکھا جیسا اسے حیرت ہو رہی تھی کہ یہاں کس نے فون کیا ہے۔ اور پھر وہ سر جھٹکتا ہوا فون کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

اس نے ریسور اٹھایا۔

"یس۔۔۔ چیف باس فرام ٹارچنگ روم"۔ چیف باس نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"باس۔۔۔ میں انتھونی بول رہا ہوں۔ ہیڈ کوارٹر نمبر ٹو سے۔ ایم اچ وی کی فائل میرے پاس موجود ہے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کہا کہہ رہے ہو۔۔۔۔ تم نے فارمولا کی فائل حاصل کرلی اور تم ہیڈ کوارٹر میں پہنچ بھی گئے"۔ چیف باس نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔ اسے شاید یقین نہ آرہا تھا کہ اتنی جلدی ایسا بھی ہو سکتا ہے۔

"یس باس۔۔۔۔ علی عمران کا ایک خصوصی آدمی بھی یہاں موجود ہے وہ میرے پیچھے آیا تھا۔۔۔ میں نے اسے بیہوش کر دیا ہے"۔ انتھونی نے جواب دیا۔

"اوہ۔۔۔۔ تم فورا یہاں نمبر تھری میں پہنچ جاؤ۔ اس آدمی کو بھی ساتھ لیتے آؤ۔۔۔ عمران نے سیکرٹ سروس کے باقی ممبران بھی میرے سامنے بندھے ہوئے موجود ہیں تم یہاں آؤ اور اس کامیابی کے جشن میں تم خود اپنے ہاتھوں سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو گولیاں مارو"۔ چیف باس نے پر مسرت لہجے میں کہا۔

"اوکے باس۔۔۔ میں دس منٹ کے اندر اندر پہنچ رہا ہوں"۔ انتھونی نے جواب دیا۔

اور چیف باس نے اوکے کہہ کر ریسور رکھ دیا۔ جب ریسور رکھ کر وہ واپس پلٹا تو اس کا چہرہ مسرت سے جگمگا رہا تھا۔

"اب بولو۔۔۔۔ علی عمران۔۔۔۔۔ تم مجھے کسی اور راستے پر لگانا چاہتے تھے۔۔۔ مگر ہائی فائی کامیاب ہو گئی۔۔۔۔ ایم ایچ وی کی

فائل اس ہمارے قبضے میں ہے اور تمہارا آدمی بھی۔" چیف باس نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"عقلمند آدمی ہاتھ میں شکار آنے سے پہلے خوشیاں نہیں منایا کرتے پہلے اسے آتو لینے دو۔۔۔ پھر پتہ چل جائے گا کہ فائل اصلی ہے کہ نقلی"۔ عمران نے بڑے مطمئن لہجے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"راجر۔۔۔ جاؤ اور انتھونی کو فورا یہاں لے کر آؤ۔۔۔ عمران کے آدمی کو بھی یہاں لے آؤ۔۔۔ میں ان سب کی روحیں اکٹھی ہی عالم بالا میں بھیجنا چاہتا ہوں"۔

چیف باس نے عمران کی بات سنی ان سنی کرتے ہوئے باٹم کے ساتھ کھڑے ہوئے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور راجر سر ہلاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

چیف باس ایک طرف پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔ وہ شاید اب فائل کے انتظار میں تھا۔ بے چینی اس کے ایک ایک عضو سے ٹپک رہی تھی۔

ادھر عمران کا ذہن آندھیوں کی زد میں تھا۔ بظاہر وہ مطمئن بیٹھا نظر آرہا تھا۔ لیکن اب اسے احساس ہو رہا تھا کہ وہ کس خطرناک پوزیشن میں پھنس گیا ہے۔

مجروموں نے سب سے بڑی ستم ظریفی یہ کی تھی کہ اس کے ہاتھوں میں لوہے کی کلپ ہتھکڑی پہنادی تھی۔ اس لئے اب وہ ناخنوں میں لگے ہوئے بلیڈ بھی استعمال نہ کر سکتا تھا۔ لیکن اب بہر حال فائل کے یہاں پہنچنے سے پہلے پہلے اپنے آپ کو سنبھالنا تھا ورنہ فائل کے ساتھ ساتھ موت بھی سر پر کھڑی تھی۔ لیکن کوئی ترکیب سمجھ مں نہ آرہی تھی۔

اور یہی ترکیب سوچتے سوچتے دس منٹ گزر گئے۔ اور عمران دروزہ کھلنے پر چونک پڑا۔

دوازہ کھلتے ہی چیف باس اچھل کر کرسی سے۔۔۔ کھڑا ہو گیا۔ دروازے میں سے ایک آدمی اندر داخل ہوا۔ اسے کے چہرے پر مسرت کی سرخی تھی۔

اس کے ہاتھ میں ایک فائل دبی ہوئی تھی۔ جبکہ اس کے پیچھے راجر اندر داخل ہوا۔ راجر کے کندھے پر ٹائیگر لدا ہوا تھا۔

راجر نے آگے بڑھ کر ٹائیگر کو عمران کے ساتھ فرش پر لٹا دیا۔ اور پھر باس کی طرف مڑا۔ جو انتھونی کے ہاتھ سے فائل لے کر اسے دیکھنے میں مصروف تھا۔

"گڈ شو انتھونی۔۔۔ گڈ شو۔۔۔ تم نے وہ کارنامہ سرانجام دیا کہ جس کا تصوّر بھی نہیں کیا جا سکتا۔ کیسے اتنی جلدی اڑا لائے"۔ چیف باس نے انتھونی کی پشت کو تھپکتے ہوئے کہا۔

اور انتھونی نے مختصر الفاظ میں سنٹر میں داخل ہونے، وہاں ٹائیگر سے ٹکراؤ، تین ساتھیوں کے مارے جانے اور خود وہاں سے نکل کر ڈاکٹر غوری کی کوٹھی میں پہنچنے کے اور بعد کی کہانی سنانی شروع کر دی۔

اسی لمحے عمران کو اپنی پشت پر کسی حرکت کا حساس ہوا تو وہ چونک پڑا۔ اس نے کن انکھیوں سے دیکھا تو فرش پر پڑے ہوئے ٹائیگر کا ایک ہاتھ کرسی کی پشت سے اٹھ کر اس کے پچھلے ہاتھوں سے ٹکا رہا تھا۔ وہ شاید عمران کو کھولنے کی کوشش کر رہا تھا۔

مگر جب اس کا ہاتھ لوہے کی ہتھکڑی سے ٹکرایا تو اس نے ہاتھ کھینچ لیا۔ کمرے میں مجود ہر شخص انتھونی کی دلچسپ اور سنسنی خیز کہانی میں مگن تھا۔ اس لیے کسی کا خیال ٹائیگر اور عمران کی طرف نہ گیا۔

چند لمحوں بعد ٹائیگر کا ہاتھ ایک بار پھر بلند ہوا اور اس بار عمران نے چھوٹے سائیلنسر لگے ریوالور کی جھلک دیکھی۔

یہ چھوٹے ریوالور حال ہی میں ایکریمانے ایجاد کئے تھے اس کا سائیلنسر اتنا چھوٹا تھا کہ محسوس بھی نہ ہوتا تھا۔ لیکن اتنا جدید ترین تھا کہ ہلکی سی آواز سنائی دیتی تھی۔

دوسرے لمحے وہی ہلکی سی کھٹک کی آواز سنائی دی اور عمران کو دونوں ہاتھ آزاد ہوتے محسوس ہوئے۔ دوسرے لمحے عمران نے ٹائیگر کے ہاتھ سے ریوالور جھپٹ کیا اب وہ مطمئن تھا۔

"دیکھو۔۔۔۔۔۔یہ ہے وہ فائل جسے تم نے سات پردوں میں چھپار کھا تھا"۔ چیف باس نے اچانک آگے بڑھ کر عمران کی ناک کے سامنے فائل لہراتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔۔۔۔دکھاناتو۔اصل ہے"۔ عمران نے اچانک ایک ہاتھ آگے بڑھایااور چیف باس سے فائل لے لی۔

اس کا انداز اتنا نیچرل تھا جیسے وہ یہاں بیٹھا ہی اس فائل کو دیکھنے کے لیے ہو۔

چیف باس چند لمحے تو حیرت سے سن کھڑا رہا۔ جیسے کوئی عجب بات تو واقع ہو گئی ہو لیکن اس کا احساس شعوری طور پر نہ ہو رہا ہو۔

اور اسی لمحے سے عمران نے فائدہ اٹھایا۔ عمران نے فائل روسا تھ پڑے ہوئے ٹائیگر کی طرف بڑھادی اور دوسرے لمحے چیف باس کو کھینچا اور اپنے سامنے کر لیا۔

اس کا ایک بازو پوری قوت سے چیف باس کی گردن پر جم گیا۔ جبکہ دوسرے بازو سے ریوالور کا رُخ راجر اور دیگر مسلح افراد کی طرف کرتے ہوئے تیز لہجے میں کہا۔

"خبر دار۔۔۔اگر کسی نے ذرا سی بھی حرکت کی تو ڈھیر کر دوں گا"۔

عمران کا لہجہ چیختا ہوا سا تھا۔

اور عمران کی آواز بلند ہوتے ہی یوں محسوس ہوا۔ جیسے کمرے میں بم پھٹا ہوا۔

مسلح افراد نے تیزی سے سٹین گن سیدھی کرنے کی کوشش کی مگر دوسرے لمحے عمران کے ریوالور سے ٹھک ٹھک کی آوازیں نکلیں اور دونوں مسلح افراد اچھل کر پشت کے بل فرش پر گرے۔

سٹین گنیں ان کے ہاتھ سے چھوٹ گئی تھیں۔ راجر، باٹم اور انتھونی حیرت بھرے انداز میں آنکھیں پھاڑے یہ عجیب سی سچوئشن دیکھ رہے تھے۔ اسی لمحے راجر کا ہاتھ حرکت میں آنے لگا مگر دوسرے لمحے وہ چیخ مار کر الٹ گیا۔

اس بار زور دار دھماکہ ہوا تھا۔ یہ گولی ٹائیگر نے چلائی تھی۔ اس نے چیف باس کے سائیڈ ہولسٹر سے ریوار کھینچ لیا تھا۔ فائل وہ پہلے ہی بیلٹ میں اڑس چکا تھا۔

"تم یہاں سے نکل نہیں سکتے"۔ اچانک چیف باس نے گھگھیاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور زور سے اپنے جسم کو جھٹکا دے کر علیحدہ کرنے کی کوشش کی۔ مگر شاید عمران کی جسمانی کمزوری ابھی پوری طرح دور نہ ہوئی تھی یا پھر چیف باس کے جسم میں گینڈے جسی طاقت تھی کہ اس کے زوردار جھٹکے س عمران کرسی سمیت اس کے سر سے اٹھتا ہوا انتھونی اور باٹم کے سامنے جا گرا۔

البتہ اس زوردار جھٹکے سے یہ فائدہ ضرور ہوا کہ اس کے پیر جو کرسی کے پائے سے رسی سے بندھے ہوئے تھے آزاد ہو گئے۔

اس کے نیچے گرتے ہی انتھونی اور باٹم نے اس پر چھلانگ لگا دی۔

مگر عمران نیچے گرتے ہی کسی لچکیلی گیند کی طرح اچھلا اور پھر وہ اپنے اوپر گرتے ہوئے باٹم اور انتھونی دونوں کو اچھال کر کھڑا ہو گیا۔

باٹم اور انتھونی کے پاس ریوالور نہ تھے اس لئے وہ دونوں خود ہی عمران پر کودے تھے۔

ادھر چیف باس کے عمران کو گراتے ہی ٹائیگر نے پوری قوت سے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور کا دستہ چیف باس کے سر پر مارنا چاہا تھا۔ مگر چیف باس تیزی نہ صرف اپنا سر بچا گیا بلکہ اس نے اتنی تیزی سے ٹائیگر کے پیٹ میں ٹکر ماری کہ ٹائیگر اچھل کر دو قدم پیچھے پشت کے بل زمین پر جا گرا۔

اس کی بیلٹ میں اڑتی ہوئی فائل بھی بیلٹ سے نکل کر فرش پر گر گئی اور کے ہاتھ میں پکڑا ہوا ریوالور اڑتا ہوا ہال کے دور والے دروازے میں جا گرا۔

فائل کو دیکھتے ہی چیف باس کسی بھوکے عقاب کی طرح فائل پر جھپٹا مگر اسی لمحے ٹائیگر پیروں کے بل اُچھلا اور اس نے پوری قوت سے چیف باس کی گردن کی پشت پر دونوں ہاتھ اکٹھے کر کے پنچ لگایا اور چیف باس منہ کے بل فرش سے جا ٹکرایا۔

ادھر انتھونی نے عمران کے اچھلتے ہی تیزی سے بائیں طرف ہٹ کر لات چلائی۔ اس کے انداز میں اتنی پُھرتی تھی کہ عمران اس اچانک وار سے بچ نہ سکا اور انتھونی کی لات گھومتی ہوئی پوری فور سے اس کی پسلیوں سے ٹکرائی اور عمران کے منہ سے ایک کراہ سی نکل گئی۔

عمران کراہتا ہوا بائیں طرف جھکا۔ اسی لمحے انتھونی نے اپنی پہلو پر دائیں لات مارنے کی کوشش کی لیکن اب عمران سنبھل چکا تھا۔

اس نے ہائی جمپ لگایا اور پھر گھومتا ہوا وہ ہاتھوں کے بل زمین پر گرا۔

اس کی دونوں ٹانگیں پوری قوت سے اپنے اوپر حملہ کرنے کے لئے اچھلتے ہوئے باٹم سے ٹکرائیں اور باٹم ضرب کھا کر اچھلا اور دوسرے لمحے وہ انتھونی کے جسم سے ٹکرایا۔ جو ایک بار پھر عمران پر حملہ کرنے کے لیے اچھل چکا تھا۔

ان دونوں کے گرتے ہی عمران اچھل کر اس جگہ پر پہنچا جہاں ایک مسلح آدمی کے ہاتھ سے مشین گن گر کر پڑی ہوئی تھی۔

www.hibuddiez.com

اور پھر مشین گن کی تڑتڑاہٹ گونجی اور انتھونی اور باٹم دونوں گولیوں کی بارش میں راک اینڈ رول ڈانس کرتے ہوئے فرش پر ڈھیر ہو گئے۔

ادھر چیف باس اور ٹائیگر ابھی تک دونوں ایک دوسرے سے گتھم گتھا تھے ٹائیگر نے دونوں ٹانگیں چیف باس کی گردن کے گرد قینچی کے انداز میں پھنسائی ہوئی تھیں اور تیزی سے فرش پر لڑھکنیاں کھاتا ہوا چلا جا رہا تھا اور جس لمحے انتھونی اور باٹم گولیوں کا نشانہ بنے اسے لمحے چیف باس کا داؤ ٹائیگر پر چل گیا۔

اور اس نے پوری قوت سے ٹائیگر کی پنڈلیوں پر پوری قوت سے ہتھلیوں کی ضرب لگائی اور ٹائیگر کی ٹانگوں کی گرفت خودبخود ختم ہو گئی۔اسی لمحے چیف باس نے چھلانگ لگائی اور جولیا کی پشت پر آگیا۔اس نے جولیا کی گردن دونوں ہاتھوں میں جکڑلی۔

"خبردار۔۔۔اگر مجھے کچھ کہا تو میں اس لڑکی کی گردن توڑڈالوں گا"۔ چیف باس نے ہانپتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں زخمی چیتے کی سی غراہٹ تھی۔

جولیا کے حلق سے مدھم مدھم سی چیخیں نکلنے لگیں کیونکہ چیف باس نے اس کی گردن کو پوری قوت سے دبایا ہوا تھا اور اس کے ہاتھ کی زارا سی حرکت سے جولیا کی نازک سی گردن ٹوٹ سکتی تھی۔

"ہتھیار پھینک دو۔۔۔ اور اس دیوار کی طرف منہ کرکے کھڑے ہو جاؤ۔۔۔جلدی کرو" چیف باس نے چیختے ہوئے کہا۔

اب عمران اور ٹائیگر دونوں بے بس ہو چکے تھے کیونکہ بہرحال جولیا کی جان خطرے میں تھی۔

"ہتھیار پھینک دو بھائی"۔

عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹائیگر سے کہا اور خود سٹین گن پھینکنے کے لیے نیچے جھکا۔

مگر دوسرے لمحے جیسے بجلی چمکی ہو۔ عمران نیچے جھکتے ہی پوری قوت سے اچھلا اور پلک جھپکتے میں وہ جولیا اور اسکے پیچھے کھڑی ہوئے چیف باس سے پوری قوت سے جا ٹکرایا۔

جولیا چونکہ کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اس لئے جولیا کے سر کے پیچھے کھڑے ہوئے باس کے منہ ہر عمران کی ٹکر پورے زور سے پڑی اور باس چیختا ہوا پیچھے جا گرا۔

جولیا کرسی سمیت اس کے اوپر اور عمران اس دونوں کے اوپر گرا۔ ناک پر پڑنے والی خوفناف ٹکڑ کی وجہ سے جولیا کی گردن کے گرد چمٹے ہوئے چیف باس کے ہاتھ خود بخود ڈھیلے پڑتے گئے۔ اس لئے چیف باس اس کی گردن نہ توڑ سکا۔

نیچے گرتے ہی عمران نے قلابازی کہائی اور ساتھ ہی اس نے لات کی ضرب سے جولیا کو بائیں طرف لڑھکا دیا۔

اب چیف باس پڑا ہوا فضا میں یوں ہاتھ پیر مار رہا تھا جیسے اندھا آدمی اپنے سر پر پڑے والی متوقع لاٹھی کو پکڑنے کی کوشش کر رہا ہو۔ ناک پر پڑنے والی ٹکر نے اس کے حواس مختل کر دیئے تھے۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھل کر اٹھتا۔ عمران ایک بار پھر فضا میں اُچھلا اور اس

کے دونوں پیر جڑے ہوئے انداز میں پوری قوت سے نیچے پڑے ہوئے باس کے سینے پر پڑے۔

چیف باس کے منہ سے ایک کرناک چیخ نکلی اور اس کی ناک اور منہ سے۔۔۔خون ابلنے لگا۔اس کا دل پھٹ گیا تھا۔

عمران ضرب لگا کر طرف جا گرا۔ چیف باس چند لمحے پانی سے نکلی ہوئی مچھلی کی طرح تڑپتا رہا اور پھر اس کا جسم ساکت پڑتا چلا گیا۔

عمران ایک طویل سانس لیتا ہوا اپنے ساتھیوں کی طرف مڑا۔ ٹائیگر نے فائل اٹھالی تھی۔

"یہ مجھے دے دو اور تم انہیں آزاد کراؤ"۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجہ میں ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور پھر اس نے فائل لے کر اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھی۔ اور خود کونے میں پڑے ہوئے ٹیلیفون کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

جبکہ ٹائیگر نے سائیلنسر لگے ریوالور کو کونے سے اٹھا کر سیکرٹ سروس کے ممبران کی ہتھکڑیاں توڑنی شروع کر دیں۔

عمران نے ریسیور اٹھا کر ایکسٹو کے نمبر گھمائے۔ فون کا ریسیور اٹھا کر فون سے نکلنے والی آواز سے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ فون ڈائریکٹ ہے۔

www.hibuddiez.com

"ایکسٹو"----چند لمحوں بعد دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں جناب"-----عمران نے بڑے عاجزانہ سے لہجے میں کہا۔

اس کا انداز اس طالب علم جیسا تھا جس نے ہوم ورک نہ کیا ہو اور ظالم استاد کے سامنے پیش کر دیا ہو۔

"عمران صاحب---آپ کہاں ہیں----غضب ہو چکا ہے۔ایم ایچ وی کی فائل مجرم لے اڑے ہیں۔ ٹائیگر بھی غائب ہے"۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے کہا۔

جناب----اگر آپ سپیشل بونس دینے کا اعلان فرمائیں تو میں فائل حاضر کر سکتا ہوں----یقین کیجئے---آپ جو تنخواہ عنایت فرماتے ہیں وہ آجکل کی مہنگائی میں اونٹ کے منہ میں زیرے کے برابر ہو گئی ہے اور زیرہ بھی نقلی---اصلی ہوتا تو چلو اونٹ کو ہی زیر کر ڈالتا۔عمران نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ---تو آپ مشن مکمل کر چکے ہیں۔کہاں سے بول رہے ہیں"۔ بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ٹائیگر تم شیاد یہاں آتے ہوئے ہوش میں تھے----کہاں ہیں ہم"۔ عمران نے ریسیور پر ہاتھ رکھتے ہوئے ٹائیگر سے مڑ کر پوچھا۔

"جی ہاں-----یہ ون یونٹ کی کالونی کی سرخ رنگ کی بڑی سی کوٹھی ہے۔ نمبر تو میں نہیں دیکھ سکا اور جناب باہر خاصے افراد موجود ہیں"۔ ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور عمران نے تمام تفاصیل بلیک زیرو کو منتقل کرتے ہوئے کہا۔

"جناب----ہم ان کے ہیڈ کوارٹر کے ایک کمرے میں پناہ گزین ہیں اگر آپ چاہیں تو ہم۔۔۔"عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے---میں سمجھ گیا وہاں ایک ہی سرخ کوٹھی ہے میں ابھی پہنچ رہا ہوں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے ریسیور رکھتے ہوئے کہا۔

"غضب کا کنجوس آدمی ہے بونس پھر گول کر گیا"۔ عمران کے لہجے میں مایوسی تھی۔

"میں دروازہ اندر سے لاگ کر دوں۔ ایسا نہ کہ ان لوگوں کو شک ہو جائے اور وہ اندر آجائیں"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"یار غضب کرتے ہو۔ ایک محترمہ اندر موجود ہیں اور دروازہ بند ہونے کے بعد کوئی شک وشبہ کی گنجائش باقی ہی نہ رہے گی"۔

عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور اسی لمحے عمران تیزی سے جھکا۔ ورنہ قریب کھڑی جولیا کو تھپڑ اس کے گال پر ہی پڑتا۔

"ارے ارے ---- میں بیمار کمزور سا آدمی ہوں۔ جولیا فیور سے بڑی مشکل سے بچا ہوں۔ تم پھر مجھے کوبرا کا شوربا پلواؤ گی" ----- عمران نے تیزی سے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔ ادھر ٹائیگر نے دروازہ اندر سے لاک کر دیا تھا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد باہر سے بے تحاشا گولیاں چلنے اور دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں بھی سنائی دیں۔

"لو بھئی پولیس آ پہنچی اور کرو اندر سے دروازے بند"۔ عمران نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

چند لمحوں بعد ماحول میں خاموشی سی پیدا ہوئی اور دوسرے لمحے دروازے پر زور زور سے ضربیں پڑنے لگیں۔

"کون ہے بھائی" ---- عمران نے چیخ کر کہا۔

"عمران --- دروازہ کھولو" ---- باہر سے ایکسٹو کی آواز سنائی دی اور پھر اس سے پہلے کہ عمران دروازہ کھولتا، صفدر نے تیزی سے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔

اور پھر نقاب پہنے ایکسٹو اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں سٹین گن تھی۔ اس کے ساتھ چند مسلح فوجی آفیسر تھے۔

"کہاں ہے وہ فائل"------کون سی فائل جناب"---عمران نے ہکلاتے ہوئے کہا۔ انداز ایسا تھا جیسے وہ فائل کا لفظ پہلی بار سن رہا ہو۔

"اس کے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہے جناب"۔ جولیا تیزی سے بول پڑی۔

"اسی لئے تو بزرگوں نے کہا ہے کہ عورتوں کو کوئی بات نہ بتائی جائے۔ ان کا پیٹ ہلکا ہوتا ہے اور جولیا کا تو مستقل ہی ہلکا ہے۔ غیر شادی شدہ جو ہیں"۔ عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ ---- فائل نکالو"۔ ایکسٹو نے بھرپور غصّے سے کہا اور عمران نے سہمے ہوئے سے انداز میں جیب سے فائل نکالی اور ایکسٹو کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

جج---جناب----وہ بونس"---عمران کا لہجہ فدیانہ سا تھا۔

"شٹ اپ"----ایکسٹو نے فائل چھینتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور پھر فائل پکڑے وہ جولیا سے مخاطب ہو کر بولا۔

"مس جولیا---یہاں کی مکمل تلاشی لے کر مجھے رپورٹ دینا"۔

www.hibuddiez.com

ایکسٹو نے سخت لہجے میں کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا فوجی افسروں سمیت کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ جیسے عمران کی اس کی نظروں میں کوئی وقعت ہی نہ ہو۔

"اس کو کہتے ہیں نیکی کر اور ذلیل ہو"۔ عمران نے برا سا منہ بنائے ہوئے کہا اور ٹائیگر کے علاوہ باقی لوگ بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

اہم اعلان:

ہم اپنے بہت ہی محدود وسائل کے باوجود ہماری پیاری قومی زبان اُردو کی ترویج اور ترقی کے لیے تہہ دل سے محنت کام کر رہے ہیں اس کا ثبوت ہماری ایس ایس جی ٹیم نے کا دن رات کام کر کے تمام شائقین اُردو کے لیے یہ ناول ری کمپوز کیا۔

آپ ہماری کمپوزنگ ٹیم کا حصہ بنیئے تاکہ جو ناول کسی بھی ویب سائٹ پر میسر نہیں سب کو مہیا کیے جا سکیں۔

کپیونگ ٹیم کا حصہ بننے کے لیے

www.hibuddiez.com